حقوقِ انسانی اور عدلِ اسلامی کے حسین چہرے کا جھومر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

اسلام بکڈپو

042-37112941

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

Marfat.com

حقوقِ انسانی اور عدلِ اسلامی کے حسن چہرے کا جھومر

رسول اللہ ﷺ کی فیصلے

DATA ENTERED
22 3874

تصنیفِ لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

مسلم بک پوائنٹ

۱۲ گنج بخش روڈ لاہور

فون: 042-37112941

Marfat.com

۲۹۷۹۹۳۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے

حسب فرمائش

مرتب

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ نبویہ ہال روڈ لاہور

بفیضانِ نظر

پیر طریقت

حضرت الحافظ مولانا قاری **محمد اصغر** نورانی، قادری، برکاتی

جامع مسجد قبا باغوالی محلہ چوالہ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

حضرت مولانا قاری **غلام رسول** قصوری

حضرت مولانا قاری **غلام مصطفیٰ** قادری

حضرت مولانا قاری **خدا بخش** بصری

بار اول	.....	مارچ 2014ء
پرنٹرز	.....	آصف صدیق پرنٹرز
تعداد	.....	1100/-
ناشر	.....	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	.....	=/ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

پروگریسو بکس
6۔ یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ اردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

اسلام بک ڈپو ۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

Marfat.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
ابتدائیہ	25
رسول اللہ ﷺ کا نسب	27
ولادت باسعادت	29
پہلا باب: بعثت سے قبل حضور نبی کریم ﷺ کے فیصلے	31
شیر خوارگی میں عدل کو ملحوظ رکھا	33
حرفِ فجار میں شمولیت کا فیصلہ	36
حلف فضول میں شرکت کا فیصلہ	37
سفر شام میں چچا کے ہمراہ جانے کا فیصلہ	38
سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ	41
حجر اسود کی تنصیب میں آپ ﷺ کا فیصلہ	53
زید بن عمرو بن نفیل کا ذبیحہ کھانے کا فیصلہ	55
معاملات میں راست گوئی	56
دوسرا باب: بعثت کے بعد مکی زندگی میں حضور نبی کریم ﷺ کے فیصلے	57

Marfat.com

نزولِ وحی	59
ورقہ بن نوفل سے ملاقات	60
نبوت کی دلیل	61
سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خواب کی تصدیق کا فیصلہ	63
تم اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا	65
سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو دعوتِ توحید دینا	67
اقرباء کو دعوتِ توحید دینے کا فیصلہ	70
سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کرنے کا فیصلہ	73
تبلیغ دین میں مصائب برداشت کرنے کا فیصلہ	74
سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کی دعا کرنا	77
مظلوموں کی دادرسی کا فیصلہ	77
محصوری کے ایام میں استقامت کا فیصلہ	79
مظلوم مسلمانوں کو حبشہ بھیجنے کا فیصلہ	83
تبلیغ دین کے لئے طائف جانے کا فیصلہ	86
سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ	87
سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ	88
ہجرتِ مدینہ کا فیصلہ	90
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو بستر پر لٹانے کا فیصلہ	95
صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو رفیق سفر بنانے کا فیصلہ	97
قبا میں قیام کا فیصلہ	107
تیسرا باب: ہجرت کے بعد مدنی زندگی میں حضور نبی کریم ﷺ کے فیصلے	109
رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ آمد	111

Marfat.com

عقد مواخاۃ کا فیصلہ	113
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنانے کا فیصلہ	116
مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا فیصلہ	117
نماز سے قبل اذان کے متعلق فیصلہ	118
سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کر کے لانے کا فیصلہ	120
یہودی قبائل سے معاہدہ کا فیصلہ	122
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مدد کا فیصلہ	123
تین جانثاروں کا وصال	127
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی پیدائش کی خوشی	129
سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ سے کرنے کا فیصلہ	129
سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو ہمسایہ بنانے کا فیصلہ	134
بیئر رومہ کو خریدنے کا فیصلہ	135
اللہ عزوجل کی جانب سے جہاد و قتال کا حکم	138
غزوہ اور سریہ کا فرق	138
سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنانے کا فیصلہ	139
عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنانے کا فیصلہ	140
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کرنے کا فیصلہ	140
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے قاتل کے متعلق فیصلہ	140
عمرو بن حضرمی کا قتل اور آپ ﷺ کا فیصلہ	141
یہود کے دھوکہ پر آپ ﷺ کا فیصلہ	145
غزوۂ بدر اور آپ ﷺ کے فیصلے	147
غزوۂ بدر کے اسباب	147
مدینہ منورہ سے روانگی کا فیصلہ	149

Marfat.com

سیّدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو نہ لے جانے کا فیصلہ	149
سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال	151
ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے قافلہ کی جاسوسی کا فیصلہ	151
ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی چالاکی	152
مشرکین مکہ کا لشکر بدر میں	153
لشکر اسلام میدانِ بدر میں	153
غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق فیصلہ	158
سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ	160
ابوالعاص (رضی اللہ عنہ) کے فدیہ کے متعلق فیصلہ	161
سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ	162
سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کرنے کا فیصلہ	164
ابولہب کی عبرتناک موت	166
بنی قینقاع کو سبق سکھانے کا فیصلہ	166
ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے تعاقب کا فیصلہ	167
غزوۂ اُحد اور آپ ﷺ کے فیصلے	169
غزوۂ احد کا سبب	169
جنگ کا آغاز اور رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ	170
مقتولین احد کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ	175
احد پہاڑ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ	176
کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا فیصلہ	176
وعشور کے متعلق فیصلہ	177
معاویہ بن مغیرہ کے متعلق فیصلہ	178
سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے عقیقہ کا فیصلہ	179

Marfat.com

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر کرنے کا فیصلہ	179
ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو سالار بنانے کا فیصلہ	180
عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو سالار بنانے کا فیصلہ	180
خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی شہادت	181
بیر معونہ کا واقعہ اور آپ ﷺ کا فیصلہ	184
بنونضیر کی سرکوبی کا فیصلہ	186
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دوسری مرتبہ اپنا نائب بنانے کا فیصلہ	187
غزوۂ بدر الموعود کے موقع پر آپ ﷺ کا فیصلہ	188
سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ	189
سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ	189
غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر آپ ﷺ کا فیصلہ	193
غزوۂ دومۃ الجندل اور آپ ﷺ کا فیصلہ	194
غزوۂ بنی مصطلق اور آپ ﷺ کا فیصلہ	194
سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ	195
سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ	198
آیت حجاب کا نزول	203
واقعہ افک اور رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ	205
عبداللہ بن ابی سلول کے متعلق فیصلہ	207
غزوۂ خندق اور آپ ﷺ کے فیصلے	210
غزوۂ خندق کا سبب	210
خندق کی کھدائی کا فیصلہ	211
عجیب وغریب چٹان	214
جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دعوت قبول کرنے کا فیصلہ	214

Marfat.com

کھجوروں میں برکت کا واقعہ	215
لشکر اسلام کی مورچہ بندی	216
کفار کا حملہ اور اللہ عزوجل کی مدد	216
بنو قریظہ کے معاملہ پر فیصلہ	220
بنو سعد کی سرکوبی کا فیصلہ	222
عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ جانے کا فیصلہ	223
حدیبیہ میں قیام کا فیصلہ	223
سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجنے کا فیصلہ	224
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لینے کا فیصلہ	225
مشرکین مکہ سے معاہدہ کرنے کا فیصلہ	226
معاہدہ حدیبیہ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ	227
حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ	230
حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ	231
شاہانِ وقت کو مکتوبات لکھنے کا فیصلہ	234
شاہِ روم ہرقل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب	235
خسرو پرویز کی گستاخی	241
شاہِ یمامہ ہوزہ کا جواب	241
شاہِ غسان حارث غسانی کا تکبر	242
شاہِ مصر مقوقس کا رویہ	242
سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا فیصلہ	243
بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ کے متعلق فیصلہ	245
ابورافع کو قتل کرنے کی اجازت دینے کا فیصلہ	247
سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ	248

Marfat.com

غزوۂ خیبر اور آپ ﷺ کے فیصلے	254
غزوۂ خیبر کا سبب	254
لشکر اسلام کا حملہ	256
قلعہ خیبر کا وزنی دروازہ	260
سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا وقف	261
حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی آمد	262
غزوۂ ذی القریٰ	262
بنی فزارہ کی سرکوبی کا فیصلہ	263
بنی ہوازن کی سرکوبی کا فیصلہ	264
سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ	264
عمرۃ القضاء کا فیصلہ	269
سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے متعلق فیصلہ	271
سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ	273
جنگ موتہ اور آپ ﷺ کا فیصلہ	275
جنگ موتہ کا سبب	275
لشکر کی روانگی	276
حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کی روایت	277
نگاہِ نبوت کا اعجاز	279
جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت	280
جنگ موتہ کی فتح کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی واپسی	281
ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو سالار بنانے کا فیصلہ	282
مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی کا فیصلہ	284
حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا مکتوب اور آپ ﷺ کا فیصلہ	286

Marfat.com

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی آمد	288
اہل مکہ کو امان دینے کا فیصلہ	289
خانہ کعبہ میں موجود بتوں کو توڑنے کا فیصلہ	292
خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا فیصلہ	293
حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	294
عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو گورنر مکہ بنانے کا فیصلہ	295
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ ﷺ کا فیصلہ	295
غزوۂ حنین اور آپ ﷺ کے فیصلے	296
اپنے بعد خلفاء کے متعلق فیصلہ	299
طائف کی جانب پیش قدمی کا فیصلہ	299
اہل عرب کی شعر گوئی کے متعلق فیصلہ	301
بت خانوں کو منہدم کروانے کا فیصلہ	304
بنی طے پر حملہ کا فیصلہ	305
عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ	305
حنانہ ستون کی تدفین کا فیصلہ	307
بنی عبدالقیس کے وفد کا اسلام قبول کرنا	308
واقعہ تحریم اور آپ ﷺ کا فیصلہ	309
واقعہ ایلاء اور آپ ﷺ کا فیصلہ	311
بنی تمیم کا وفد	319
بنی تمیم کا اسلام قبول کرنا	319
غزوۂ تبوک اور آپ ﷺ کے فیصلے	323
غزوۂ تبوک کا سبب	324
جنگ کی تیاریوں کے لئے اپیل کا فیصلہ	324

Marfat.com

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو اہل بیت پر نگران بنانے کا فیصلہ	326
لشکر کی تبوک روانگی	327
ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کی فہمائش پر دعا مانگنے کا فیصلہ	328
کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کے متعلق فیصلہ	330
مسجد ضرار کو جلانے کا فیصلہ	339
رئیس المنافقین کی موت پر آپ ﷺ کا فیصلہ	341
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کا فیصلہ	343
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تعریف کرنا	344
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو نافذ کرنا	345
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو برقرار رکھنا	346
عرب کے مختلف وفود کی آمد اور	347
ان سے ملاقات کا فیصلہ	347
جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اپنے قبیلہ کے ہمراہ اسلام قبول کرنا	348
بنی ازد کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ	350
بنی ثقیف کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ	353
بنی اسد کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ	354
بنی فزارہ کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ	355
بنی مرہ کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ	356
بنی کنانہ کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ	356
نجران کے عیسائیوں کا وفد	357
نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کا فیصلہ	358
بنی عبس کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ	360
بنی غامد کے وفد کو قرآن سکھانے کا فیصلہ	360

Marfat.com

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر کی جانب بھیجنے کا فیصلہ	361
اکیدر کے متعلق فیصلہ	363
سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنانے کا فیصلہ	364
فریضہ حج کی ادائیگی کا فیصلہ	367
سفر کا آغاز	367
مکہ مکرمہ میں داخلہ اور عمرہ کی ادائیگی	369
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی آمد	370
حج کی سعادت حاصل کرنا	372
خطبہ ارشاد فرمانے کا فیصلہ	372
دودھ کا پیالہ نوش فرمانا	374
مزدلفہ تشریف لے جانا	374
شیطان کو کنکریاں مارنا	375
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارکہ	375
زمزم نوش فرمانا	376
غدیر خم پر خطاب کا فیصلہ	376
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما	378
کو سالارِ لشکر بنا کر بھیجنے کا فیصلہ	378
سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر عمل کیا	380
اسود عنسی کے متعلق فیصلہ	386
مسیلمہ کذاب کے متعلق فیصلہ	389
طلیحہ اسدی کے متعلق فیصلہ	393
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو	396
ایک اعرابی کی خبر دینا	396

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال	399
حضور نبی کریم ﷺ کی وصیتیں	402
تم تین دن بعد غلام بنو گے	407
حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال	408
حضور نبی کریم ﷺ کی تجہیز و تکفین	413
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم	416
اپنے بعد آنے والے خلفاء کے متعلق آگاہ کرنے کا فیصلہ	420
چوتھا باب: حیاتِ ظاہری میں حضور نبی کریم ﷺ کے فقہی و اجتہادی فیصلے	429
عمال کی اطاعت کے متعلق فیصلہ	431
حقدار کو اس کا حق دلانے کا فیصلہ	431
حکم خداوندی کے موافق فیصلہ کرنے والے کے لئے اجر	432
مشرکوں کے جاسوس کے متعلق فیصلہ	432
حربی کافر کے سامان کے متعلق فیصلہ	432
ہندہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فیصلہ	433
قابو پا لینے کے بعد درگزر کیا کرو	435
رکانہ پہلوان سے مقابلے کا فیصلہ	437
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تائید کرنا	440
حرص والے کو حکومت نہ دینے کا فیصلہ	440
حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ	441
اسیر بن زرم کے متعلق فیصلہ	442
راستہ چلتے ہوئے فیصلہ کرنا	443
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طلاق کا فیصلہ	443

Marfat.com

ایک زانی کے اقرار پر سنگسار کرنے کا فیصلہ	444
یہ مستحب عمل ہے	444
حلالہ کے متعلق فیصلہ	445
عزل کے متعلق فیصلہ	446
دو بہنوں کو نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا	447
لعان کا فیصلہ	448
بچے کے حلال ہونے کے متعلق فیصلہ	448
کنوئیں کے مقدمہ کا فیصلہ	449
بدر میں مرنے والے مشرکین کے متعلق فیصلہ	450
ہوازن کے قیدیوں کے متعلق فیصلہ	450
تعزیری سزا کے متعلق فیصلہ	451
یہودی کو بطورِ قصاص قتل کروا دیا	451
تانک جھانک کرنے پر سزا	452
حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ	452
دانت کے بدلے بطورِ قصاص دانت توڑے	453
عبداللہ بن سہل کے قتل کا فیصلہ	453
حمل گرانے کے متعلق فیصلہ	454
ذمی کافر کو مارنے والے کے متعلق فیصلہ	454
چوری کی سزا	455
جنبی کو تیمم کرنے کا حکم دیا	456
حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے فیصلے کو سراہنا	457
حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی طلاق کا فیصلہ	459
حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کے متعلق فیصلہ	462

Marfat.com

حضرت ابولبابہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی اونٹنی کا فیصلہ	464
حضرت حویطب رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ	465
سفیان بن خالد کو قتل کروانے کا فیصلہ	467
شراب کی کمائی کو حرام قرار دے دیا	468
غورث کے متعلق فیصلہ	469
حضرت نوفل رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ	470
حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ	472
زنا کے اقرار پر رجم کر دیا	475
ایک عورت کو زنا کے اقرار پر رجم کروا دیا	477
بنی عقیل کے ایک قیدی کے متعلق فیصلہ	478
عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ کی رہائی کا فیصلہ	479
یہ اللہ کے آزاد کردہ غلام ہیں	479
سونے اور چاندی کے برتنوں کے متعلق فیصلہ	480
بیوی کا حق ادا کرو	480
عہد کو پورا کرو	482
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی تائید کرنا	482
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمان	484
ادائیگی قرض کے متعلق فیصلہ	485
امت کے متعلق اللہ عزوجل کا فیصلہ	490
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق کا فیصلہ	491
مستحب کاموں کی وجہ سے شہید سے افضل ہو گیا	492
وراثت کی تقسیم کے متعلق فیصلہ	493
درودِ پاک پڑھنے والے کے متعلق فیصلہ	494

Marfat.com

شیخین رضی اللہ عنہم کی ناراضگی ختم کروانے کا فیصلہ	494
انگوٹھی پر لا الٰہ الا اللہ کندوانے کا فیصلہ	496
تین باتیں حق ہیں	497
سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فیصلے کی تائید کی	498
تمہارا مال انہیں عطا کرنا کوئی بڑی بات نہیں	499
بدسلوکی پر حسن سلوک سے پیش آنے کا فیصلہ	500
مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے	502
مجھے قرض کی ادائیگی کے متعلق کہتے	503
ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے	505
کامل وضو کرنے والے کے متعلق فیصلہ	506
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے قاتل کے متعلق فیصلہ	507
ثعلبہ بن حاطب کے متعلق فیصلہ	508
قتل خطا کے مقدمہ کا فیصلہ	511
غلام کی آزادی کا فیصلہ	511
جادو کرنے والوں کے متعلق فیصلہ	512
تجھ میں اب بھی جہالت باقی ہے	514
دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدمہ کا فیصلہ	515
اسے قتل کر دو	516
ایک منافق کو قتل کرنے کا حکم دینا	517
ایک شخص کے قتل کا حکم دینا	520
حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کو بطورِ قصاص قتل کروا دیا	521
مقروض کے قرض کا فیصلہ	522
عورت کا ہاتھ کٹوا دیا	523

Marfat.com

اونٹنی کے چور کا فیصلہ	524
اونٹ کے متعلق فیصلہ	524
تم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو؟	526
تم اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے	528
حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے مال کے متعلق فیصلہ	529
بدعہدی کی سزا	532
اللہ عزوجل کا فیصلہ	533
مسیلمہ کذاب کے قاصدوں کے متعلق فیصلہ	534
ایک انصاری کے مقدمہ کا فیصلہ	535
خانہ کعبہ کی کنجی کے متعلق فیصلہ	536
زنا بالجبر کے متعلق فیصلہ	537
دبر کے متعلق فیصلہ	538
قوم لوط کے عمل کے متعلق فیصلہ	538
چوپائے سے بدفعلی کرنے والے کے متعلق فیصلہ	538
چادر چرانے والے کے متعلق فیصلہ	539
ایک شرابی کے متعلق فیصلہ	539
خائن کی سزا	540
غدار کے متعلق فیصلہ	540
جھوٹے گواہ کے متعلق فیصلہ	541
مرتد کے متعلق فیصلہ	541
تم دیت کو کافی سمجھو	542
یہودی مرد اور عورت کو زنا پر رجم کرنے کا فیصلہ	543
لونڈی کے زنا کے متعلق فیصلہ	543

Marfat.com

غموس قسم کے متعلق فیصلہ	544
قصاب کو قربانی میں سے بطورِ اجرت کچھ نہ دیا جائے	545
حالت احرام میں شکار کے متعلق فیصلہ	545
حالت روزہ میں جماع کرنے والے کے متعلق فیصلہ	546
مرتد کے متعلق فیصلہ	546
کفار کی ایذا رسانیوں کے شکوہ پر فیصلہ	547
زبردستی نکاح کو منسوخ کرنے کا فیصلہ	548
یہود کو جزیرہ عرب سے نکالنے کا فیصلہ	549
عصماء بنت مروان کے قاتل کے متعلق فیصلہ	549
آپ ﷺ کے خون کو پینے کے متعلق فیصلہ	551
درہم و دینار جمع کرنے کی مذمت کرنا	552
نمازِ تہجد کی ترغیب دلانا	553
امت کو تین باتوں کی وصیت کرنا	554
خودکشی کرنے والا جہنمی ہے	556
مالِ غنیمت چوری کرنے والے کے متعلق فیصلہ	558
بیوی کا ستر دیکھنا جائز ہے	559
گستاخ کو قتل کرنے والے کو معاف کر دیا	560
جھوٹی قسم کا وبال	561
مسجدوں کو بنانے کا مقصد	562
یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنا	563
سانپ کو مارنے کا فیصلہ	563
منافق کی ایذاء کے متعلق فیصلہ	564
قیامت تک اسی میں گھسے رہتے	564

Marfat.com

یتیم لڑکی کے مہر میں انصاف کرو	565
خلوت کی باتیں ظاہر کرنے والے کے متعلق فیصلہ	566
بیوہ سے نکاح کی اجازت لینا	566
نفل نماز گھر میں پڑھنے کا فیصلہ	567
کھجور کی فروخت کے متعلق فیصلہ	567
بیع کے متعلق فیصلہ	568
سود خور کے متعلق فیصلہ	568
تصاویر والے کپڑوں کے متعلق فیصلہ	568
قبضے کے بغیر چیز فروخت کرنا	569
پھلوں کے جھگڑوں کے متعلق فیصلہ	570
بخار پر صبر کرنے والا	570
بیوی کو شوہر کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دینا	571
اپنی بیٹی یا بہن کو زندہ دفن نہ کرو	571
دو چیزوں کی ضمانت	572
بچوں کو دودھ نہ پلانے والیوں کے انجام کی خبر دینا	572
چربی پگلانے اور فروخت کرنے کے متعلق فیصلہ	573
سونے کی خرید و فروخت کے متعلق فیصلہ	573
یہ تو عین سود ہے	574
طلاق کی گواہی اور شوہر کا انکار	574
غلام سے بیعت کے متعلق فیصلہ	575
بغیر اطلاع کے اپنا حصہ فروخت کرنے کے متعلق فیصلہ	575
ناحق زمین پر قابض کے متعلق فیصلہ	576
وراثت کے متعلق فیصلہ	576

Marfat.com

بال اکھاڑنے والیوں پر لعنت بھیجنا	577
زہر دینے والی عورت کے متعلق فیصلہ	578
ٹوٹتے ستارے کے متعلق فیصلہ	578
چوسر کھیلنے والے کے متعلق فیصلہ	579
لونڈی کی کمائی کے متعلق فیصلہ	580
ہمسائے کو گھر فروخت کرنے کے متعلق فیصلہ	580
کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں رہنے دیتا	581
مزدور کی مزدوری نہ دینے والے کے متعلق فیصلہ	582
حجام کی اجرت کے متعلق فیصلہ	582
مقروض کی نمازِ جنازہ کے متعلق فیصلہ	582
قرض واپس کرنے والے اچھے لوگ ہیں	584
چوری کے اقرار پر ہاتھ کاٹنے کا حکم دینا	585
ڈھال چوری کرنے والے کا ہاتھ کٹوا دیا	586
عاریتاً چیزیں واپس نہ کرنے والی کے متعلق فیصلہ	586
چور کے قتل کا حکم دینا	587
زمین پر پڑی ہوئی کھجور کھا لیا کرو	588
سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ	589
عورتوں کو پردہ کا حکم دینا	590
اہل کتاب کی ہلاکت کی وجہ	591
بچہ اپنے والد سے قصاص نہ لے	591
ایک وسق غلہ بطورِ تاوان ادا کرو	593
اس سے مراد نفقہ ہے	593
حرام کے لقمہ کے متعلق فیصلہ	594

۱۲۵۸۳۸

Marfat.com

بدترین حاکم	595
تقسیم میں مساوات کو ملحوظ رکھنا	597
حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی پرورش کا فیصلہ	597
چوری کے متعلق احکامات	599
مشرک عورتوں سے نکاح کے متعلق فیصلہ	600
تو نکاح کر لے	601
حلالہ کے متعلق فیصلہ	601
لعان کے متعلق فیصلہ	602
اگر ذبح کے لئے چھری نہ ہو	602
مرغی کے گوشت کے متعلق فیصلہ	603
گدھوں کے گوشت کے متعلق فیصلہ	604
دانت والے پرندہ کے متعلق فیصلہ	605
خرگوش کا گوشت حلال ہے	605
گھی میں چوہا گرنے کے متعلق فیصلہ	605
جو شراب نشہ لائے وہ حرام ہے	605
دودھ میں پانی ملانا	606
حاملہ کے پیٹ پر پتھر مارنے کا فیصلہ	606
اگر کھانے میں مکھی گر جائے	607
زوجین کے جھگڑے کا فیصلہ	607
تیرے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟	609
سیاہ فام غلام سفید فام عربوں کا سردار	610
قرآن مجید کو ہر ایک پر ترجیح ہے	612
اللہ کی آیات سے دل لگی کرنے والا	612

Marfat.com

اس پر لعنت نہ کر	613
کشمش کی نبیذ	614
دوزخیوں کا پسینہ	615
باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے والے کے متعلق فیصلہ	616
یہ دوہرے جرم کی مرتکب ہوئی تھی	616
کیا تیری رائے حضور نبی کریم ﷺ سے بہتر ہے؟	618
اولاد میں تقسیم میں مساوات کا لحاظ رکھو	619
صدقہ لوٹانا کیسا ہے؟	620
عمریٰ کرنے والے نے حق کھو دیا	620
مال کی وصیت کے متعلق فیصلہ	621
قسم کے متعلق فیصلہ	623
انصار کے متعلق فیصلہ	623

Marfat.com

ابتدائیہ

تمام حمد و ثناء اللہ عزوجل کے لئے جو خالق اور مالک ہے اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات بابرکات پر بے شمار درود و سلام۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات وجہ تخلیق کائنات ہے اور آپ ﷺ کے نور سے معمور یہ کائنات ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت بلاشبہ ہر ایک کے لئے مشعل راہ ہے اور آپ ﷺ محبوب خدا ہیں، خاتم الانبیاء علیہم السلام ہیں، امام الانبیاء علیہم السلام ہیں اور سیرت و کردار کے بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔

اپنے کرم سے اے خدا عشق رسول کر عطا
آخری دم زباں پہ ہو صلی علیٰ صدا فقط

حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ ظاہری رہتی دنیا تک ہر انسان کے لئے رہنمائی کا فریضہ انجام دیتی رہے گی اور آپ ﷺ نے اپنی پیدائش سے لے کر اپنے وصالِ ظاہری تک جو اقدامات کئے اور جن امور کے متعلق فیصلے کئے ان کے اثرات امت مسلمہ پر دیرپا ہوئے اور کوئی بھی انسان اس وقت تک مرتبہ محبوبیت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ آپ ﷺ کی سیرتِ پاک کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا نہ بنالے اور صحیح معنوں میں آپ ﷺ کی سیرتِ پاک پر عمل پیرا نہ ہو، آپ ﷺ کی سنتوں اور آپ ﷺ کے معمولات کو نہ اپنائے اور نہ ہی ایسا شخص مسلمان کہلانے کا حقدار ہے جو آپ ﷺ کے فیصلوں پر تنقیدی نگاہ رکھتا ہو۔ آپ ﷺ

Marfat.com

کے فیصلے بلاشبہ انسانیت کی فلاح اور دین اسلام کی بقاء کے لئے تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ ﷺ کے فیصلوں کی تکریم کی اور آپ ﷺ کے فیصلوں اور آپ ﷺ کے اقوال و افعال کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کیں اللہ عزوجل نے انہیں اپنے قرب سے نوازا اور انہیں مقام محبوبیت پر فائز کیا۔

دنیا کی ساری نعمتیں میری نظر میں ہیچ ہیں
رکھنے کو سر پہ گر ملے نعلین مصطفیٰ فقط

زیر نظر کتاب "رسول اللہ ﷺ کے فیصلے" حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے لے کر آپ ﷺ کے ظاہری وصال تک کے ان تمام واقعات پر مبنی ہے جن سے آپ ﷺ کے تاریخی فیصلوں کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ کتاب کو ترتیب دیتے وقت یہ سعی کی گئی ہے کہ کسی بھی واقعہ کو بغیر مستند حوالہ کے تحریر نہ کیا جائے۔ میری یہ کاوش کس حد تک کامیاب رہی اس کا فیصلہ قارئین پر ہے۔ امید ہے قارئین میری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ میں بارگاہِ خداوندی میں دعا گو ہوں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے میری مغفرت فرمائے اور مجھے بروزِ حشر آپ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب نامہ پدری ذیل ہے۔

"حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن سید عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ بن کلاب بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا نسب عدنان تک بیان کرتے تھے اور اسے تجاوز نہیں کرتے تھے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۷)

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب نامہ مادری ذیل ہے۔

"حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان نسب، نجابت اور شرافت کے اعتبار سے تمام دنیا کے خاندانوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور اس حقیقت کا انکار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدترین دشمن بھی کرتے تھے اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جب کفر کی حالت میں تھے تو

Marfat.com

انہوں نے شاہِ روم ہرقل کے دربار میں یہ اعتراف کیا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا خاندان عالی مرتبت ہے۔ (صحیح بخاری جلد اول کتاب الوحی حدیث ۶)

حضور نبی کریم ﷺ کے والد بزرگوار حضرت سید عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں جو جناب عبدالمطلب کے تمام بیٹوں میں سب سے زیادہ لاڈلے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر چونکہ نورِ محمدی ﷺ روشن تھا اس لئے حسن و جمال اور سیرت و کردار میں بے مثل تھے۔ قریش کی عورتیں آپ رضی اللہ عنہ پر فریفتہ تھیں اور شادی کی خواہاں تھی مگر جناب عبدالمطلب اپنے بیٹے کے لئے ایسی عورت تلاش کر رہے تھے جو حسب و نسب اور شرافت اور عفت و پارسائی میں ممتاز ہو۔ پھر جناب عبدالمطلب کی نگاہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا پر جا کر رکی اور ان میں وہ تمام خوبیاں پائی جاتی تھیں جن کی خواہش جناب عبدالمطلب کی تھی چنانچہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے کر دی اور یوں نورِ محمدی ﷺ شکم آمنہ رضی اللہ عنہا میں منتقل ہوا۔ ابھی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو حاملہ ہوئے دو ماہ ہوئے تھے کہ جناب عبدالمطلب نے آپ رضی اللہ عنہ کو کھجوریں لینے مدینہ منورہ بھیجا اور وہاں سے واپسی پر بنو عدی بن نجار میں آپ رضی اللہ عنہ قریباً ایک ماہ بیمار رہنے کے بعد پچیس برس کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۷ تا ۳۰)

روایات میں آتا ہے حضرت سید عبداللہ رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوئے تو قافلہ والوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو بنو عدی بن نجار میں چھوڑا اور مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے والد جناب عبدالمطلب کو آپ رضی اللہ عنہ کی بیماری کے متعلق بتایا۔ جناب عبدالمطلب نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو بھیجا وہ جائیں اور عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کی خبر گیری کریں مگر جب حارث بنو عدی بن نجار کے ہاں پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو چکا۔ حارث نے مکہ مکرمہ واپس آ کر جناب عبدالمطلب کو آپ رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

وصال کی خبر دی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت سید عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو فرشتوں نے کہا۔

"اے ہمارے رب! ہمارے سردار محمد مصطفی ﷺ اور تیرے نبی اور حبیب یتیم ہو گئے۔"

اللہ عزوجل نے فرشتوں سے فرمایا۔

"میں ان کا حافظ و ناصر اور کفیل ہوں اور تم ان پر درود و سلام بھیجو اور ان کے لئے برکت مانگو اور ان کے لئے دعا کرو۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۰)

ولادت باسعادت:

جمہور علماء اور مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل کے چالیس یا پچپن دن بعد ہوئی اور یہ بھی معروف ہے آپ ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاول میں ہوئی اور آپ ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی اس پر بھی جمہور علماء کا اتفاق ہے اور اس دن آپ ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت اور میلاد پڑھنا بھی اہل مکہ کا محبوب عمل ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۰)

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے نزدیک "سوق اللیل" کے ایک مکان میں ہوئی۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی برکات اس مکان میں بھی ظاہر ہوئیں اور اس مکان پر مانگی جانے والی دعائیں بارگاہِ خداوندی میں قبول ہوتی ہیں۔

امام حسین بن محمد الدیار بکری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کو یہ

Marfat.com

مکان بطورِ وراثت ملا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی جانب عازمِ سفر ہونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا یہ مکان حضرت عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو ہبہ کر دیا۔ پھر اس مکان پر حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد رہائش پذیر رہی اور انہی کا قبضہ برقرار رہا۔ (تاریخ الخمیس جلد اوّل)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کیا طیور وسحاب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت میں ایک دوسرے سے جھگڑا کیا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! ایسا ہوا تھا اور انسانوں کے سوا تمام مخلوقِ خدا اس بات پر جھگڑتی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تولد ہوئے تو ندا آئی اے گروہِ مخلوق! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہو گئے اور کیا ہی اچھا ہے وہ پستان جس سے یہ دودھ پئیں گے؟ پھر تمام مخلوق میں نزاع کی کیفیت پیدا ہوگئی اور ہر کوئی ایک دوسرے سے جھگڑنے لگا۔ ندا آئی تم اپنے جھگڑے سے باز آؤ حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت انسان کا مقدر بنائی ہے چنانچہ جب تین دن گزر گئے تو ثوبیہ جو ابولہب کی لونڈی تھیں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار ماہ کے ہوئے تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو یہ ذمہ داری سونپ دی گئی۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۵۸)

Marfat.com

پہلا باب

بعثت سے قبل
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فیصلے

Marfat.com

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگارِ سرو قد لالہ رخسارے
سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم
رقیباں گوش بر آواز او در ناز من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم

Marfat.com

شیر خوارگی میں عدل کو ملحوظ رکھا

صحیح روایات میں ہے حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے قبیلہ کی چند عورتوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ آئی اور ہمارا تعلق بنی سعد سے تھا اور ہم قحط سالی کے زمانہ میں شیر خوار بچوں کو تلاش کر رہی تھیں۔ میں اپنی گدھی پر سوار آئی تھی اور میرے ساتھ میرا بیٹا بھی تھا اور ہماری ایک اونٹنی بھی تھی جو ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی۔ ہم اپنے بچے کے ساتھ تمام رات فاقہ کی وجہ سے نہیں سوتے تھے اور میرا بیٹا میرے پستانوں میں اس قدر دودھ بھی نہ پاتا تھا جسے پی کر وہ چھوڑ دیتا۔ پھر جب ہم مکہ مکرمہ آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو ہمارے سامنے لایا گیا تو ہمیں پتہ چلا آپ ﷺ یتیم ہیں چنانچہ میرے ساتھ آئی تمام عورتوں نے آپ ﷺ کو گود لینے سے انکار کر دیا اور پھر میرے سوا باقی تمام عورتوں کو شرفاء و امراء کے بچے مل گئے۔ میں اپنے شوہر کے پاس آئی اور اس سے کہا میں مناسب نہیں سمجھتی میں یوں خالی واپس لوٹوں اور میں اس یتیم بچے کو گود لوں گی۔ پھر میں آئی اور اس وقت آپ ﷺ ایک صوف کے پارچہ میں لپیٹے ہوئے تھے جو دودھ سے زیادہ سفید تھا اور آپ ﷺ سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور آپ ﷺ کے نیچے سبز حریر بچھا ہوا تھا اور آپ ﷺ اپنی پشت مبارک پر آرام فرما رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کے حسن و جمال کو دیکھ کر محو ہو گئی اور میں نے آپ ﷺ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا۔

Marfat.com

پھر میں آہستہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک آئی اور اپنا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ پر رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور اپنی دونوں آنکھیں کھول دیں اور جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھیں کھولیں ایک نور کا ہالہ بلند ہوا جو آسمان تک بلند ہوتا چلا گیا اور اس وقت میں اس نور کو دیکھ رہی تھی۔

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی دائیں چھاتی دے دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جتنا چاہا اس میں سے دودھ پیا اور میری چھاتی جو خشک ہو چکی تھی اس میں دودھ اتر آیا تھا۔ پھر میں نے بائیں چھاتی آگے کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دودھ پینے سے انکار کر دیا۔

علمائے حق لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری چھاتی سے دودھ پینے سے اس وجہ سے انکار کیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے دوسری چھاتی کا دودھ میرے رضاعی بھائی کا ہے اور اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عادل بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دودھ شریک بھائی دونوں سیر ہو گئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کپڑوں میں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لپیٹا گیا تھا ان سمیت لیا اور اپنی قیام گاہ پر واپس لوٹ آئی اور پھر میرا شوہر جب اونٹنی کے پاس گیا جو ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی اس نے اس قدر دودھ دیا کہ ہم دونوں میاں بیوی نے سیر ہو کر پیا اور پھر اس شب میرے شوہر نے مجھ سے کہا۔

"اے حلیمہ رضی اللہ عنہا! اللہ کی قسم! میرا یہ عقیدہ ہے کہ تو جس مبارک ذات کو اپنے ساتھ لائی ہے یہ سب اسی کی برکت کی بدولت

Marfat.com

ہے۔"

حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر اللہ عزوجل ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہم پر فضل فرماتا رہا۔

(سیرتِ حلبیہ جلد اوّل صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۵)

مدارج النبوۃ میں منقول ہے حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اُن چند عورتوں میں سے تھی جو قریش کے بچے لینے کے لئے مکہ مکرمہ آئی اور میرا شوہر بھی میرے ہمراہ تھا۔ ہمارے پاس ایک گدھی اور ایک اونٹنی تھی اور اس سال قحط کی وجہ سے ہمارا حال برا تھا۔ میرے پستانوں میں دودھ نہ تھا جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سیر ہوتے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے رونے کی وجہ سے میں رات کو سو بھی نہ پاتی تھی۔ پھر جب میں مکہ مکرمہ پہنچی تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیئے گئے اور میں نے اپنی نادانی میں یہ کہا دایہ کا احسان اتارنے کے لئے بچے کے باپ کا ہونا ضروری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار کا وصال ہو چکا تھا۔ اس دوران میرے ساتھ آئی تمام دائیوں نے امراء کے بچے گود لے لئے تھے اور میرے لئے کوئی دوسرا بچہ باقی نہ بچا تھا چنانچہ میں نے بغیر کسی بچے کے واپس جانے میں شرمندگی محسوس کی اور پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گود لے لیا۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا میں نے ندائے غیبی سنی ہے کہ اس بچے کے لئے بنی سعد کی دایہ کا انتخاب کیا گیا ہے جو آلِ ذویب سے ہے۔ میں نے کہا میرا تعلق بنی سعد سے ہے اور میرے باپ کا نام ذویب ہے اور میرا شوہر ابوذویب ہے۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مجھے اندر لے گئیں اور پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صوف کے کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشک کی خوشبو آرہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک روشن اور نیک بختی کی علامت تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سبز کپڑے پر

Marfat.com

آرام فرما رہے تھے میں نے اپنے پستان آپ ﷺ کے منہ پر رکھے آپ ﷺ نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ پھر میں نے آپ ﷺ کی آنکھوں سے ایک نور بلند ہوتے دیکھا جو عرش تک گیا اور میں نے آپ ﷺ کا چہرہ چوم لیا اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی نگاہوں سے آپ ﷺ کو اوجھل کیا اور آپ ﷺ کو اٹھا لیا اور پھر اپنا دایاں پستان آپ ﷺ کے منہ میں دیا اور آپ ﷺ نے اسے چوسنا شروع کر دیا اور پھر جب میں نے بایاں پستان دیا تو آپ ﷺ نے اسے نہ پیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ۳۵ تا ۳۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ الہام عدل و انصاف کا حکم دیا گیا تھا کہ ایک پستان آپ ﷺ کے لئے ہے جبکہ دوسرا پستان آپ ﷺ کے رضاعی بھائی کے لئے ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۶)

حرفِ فجار میں شمولیت کا فیصلہ:

فجار کے معانی خونریزی کے ہیں اور یہ چار جنگیں ہیں جو زمانہ جاہلیت میں ہوئیں اور ان میں سے جس جنگ میں حضور نبی کریم ﷺ شریک ہوئے اسے فجارِ براض کہا جاتا ہے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں اپنے چچاؤں کے ساتھ حربِ فجار میں گیا اور میں نے بھی اس میں تیر چلائے اور مجھے کبھی یہ حسرت نہ ہوئی کہ میں نے ایسا نہ کیا ہوتا یعنی مجھے اس جنگ میں شرکت کا افسوس نہیں ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں فجارِ براض میں شرکت کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چودہ برس تھی اور یہ چوتھی اور آخری لڑائی تھی اور ان لڑائیوں کو فجار اس لئے

Marfat.com

کہا جاتا ہے عربوں نے ان مہینوں میں قتال کیا جن مہینوں میں وہ قتال کو حرام جانتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چوتھی جنگ میں شرکت کی اور آپ ﷺ اس کے متعلق فرماتے تھے میں اپنے چچاؤں کو وہ تیر اٹھا کر دیتا تھا جو دشمن چلاتے تھے۔ (سیرتِ حلبیہ جلد اوّل صفحہ ۴۰۰)

مؤرخین لکھتے ہیں فجارِ براض چار دن تک چلتی رہی اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے چچا جناب ابوطالب کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوتے تھے اور آپ ﷺ اس وقت نوعمر تھے۔ آپ ﷺ جس دن جنگ میں موجود ہوتے اس دن بنوہوازن جو بنی کنانہ قریش کے دشمن تھے انہیں شکست ہونے لگتی تھی اور جس دن آپ ﷺ جنگ میں موجود نہ ہوتے تھے اس دن بنی کنانہ قریش کو شکست ہونے لگتی اور آپ ﷺ کی اس برکت کو بنی کنانہ نے محسوس کیا اور آپ ﷺ سے کہا کہ ہم سے دور نہ جایا کریں اور ہمارے پاس ہی رہا کریں۔

(سیرتِ حلبیہ جلد اوّل صفحہ ۴۰۱)

حلف فضول میں شرکت کا فیصلہ:

حلف فضول سے مراد عربوں کا وہ عہدنامہ ہے جو انہوں نے حلف اٹھا کر یہ عہد کیا تھا کہ آئندہ ہم میں سے ہر ایک شخص مظلوم کی مدد کرے گا اور اسے اس کا حق دلوائے گا اور ظالم کا مقابلہ کرے گا۔ یہ عہدنامہ اس وقت کیا گیا جب قریش فجارِ براض سے واپس لوٹے اور یہ جنگ شوال کے مہینہ میں ہوئی اور اس جنگ کی وجہ عروۃ الرحال کا قتل تھا جسے براض نے قتل کیا تھا اور یہ واقعہ اس مہینے میں پیش آیا تھا جس مہینے میں عرب قتال کو حرام جانتے تھے۔

حلف فضول میں شرکت کے لئے سب سے پہلے زبیر بن عبدالمطلب نے آواز بلند کی اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا تھے۔ زبیر بن عبدالمطلب نے بنوہاشم،

Marfat.com

بنواوس اور بنوعبدالعزیٰ تینوں خاندان کے لوگوں کو بلایا اور یہ سب عبداللہ ابن جدعان تیمی کے گھر جمع ہوئے اور جہاں عبداللہ ابن جدعان تیمی نے انہیں کھانا کھلائے اور پھر یہاں ان سب نے یہ عہد کیا کہ جب تک دریائے صوفہ میں تری باقی ہے ہم مظلوم کا ساتھ دیں گے اور اسے اس کا حق دلواتے رہیں گے۔

مورخین لکھتے ہیں جس وقت یہ عہد کیا جارہا تھا حضور نبی کریم ﷺ بھی اس موقع پر موجود تھے اور چونکہ یہ ایک ایسا عہد تھا جس میں مظلوموں کی اعانت کی جانی مقصود تھی چنانچہ آپ ﷺ نے بھی اس عہد کی حمایت کی۔ آپ ﷺ اس عہد کے متعلق فرماتے ہیں۔

"میں بنی جدعان کے مکان پر جس عہدنامے میں شریک ہوا اگر اسے معاہدہ سے انحراف کے بدلہ میں مجھے سرخ اونٹ بھی پیش کئے جائیں تو بھی اس معاہدہ سے انحراف مجھے پسند نہیں ہے۔"

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔

"میں عبداللہ ابن جدعان کے گھر ہونے والے معاہدہ میں شریک تھا اور اگر مجھے اس کے بدلہ میں سرخ اونٹ بھی پیش کئے جائیں تو میں نہیں لوں گا اور اگر اس عہد کے نام پر اسلام میں کوئی آواز بلند کرے گا تو میں لبیک کہوں گا۔"

(سیرت حلبیہ جلد اول صفحہ ۴۰۷ تا ۴۱۳)

سفر شام میں چچا کے ہمراہ جانے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک بارہ برس ہوئی تو جناب ابوطالب نے شام کی جانب تجارت کی غرض سے سفر کا ارادہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چچا سے کہا

Marfat.com

آپ مجھے یہاں کس کے بھروسہ چھوڑ کر جا رہے ہیں اور میرے والدین کے وصال کے بعد آپ میرے نگران ہیں۔ جناب ابوطالب نے آپ ﷺ کی بات سنی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ میں آپ ﷺ کو اپنے ساتھ اس سفر میں لے کر جاؤں گا۔ اس دوران جناب ابوطالب کے دوسرے بھائی بہن آ گئے اور انہوں نے کہا یہ ابھی کم سن ہیں اور ان کے لئے اتنا طویل سفر مناسب نہیں ہے۔ جناب ابوطالب نے آپ ﷺ کو ساتھ لے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا مگر پھر جب آپ ﷺ کو تنہائی میں آنسو بہاتے دیکھا تو رونے کی وجہ دریافت کی۔ آپ ﷺ خاموش رہے جس پر جناب ابوطالب نے سوچا کہ یہ مجھ سے جدائی کے غم کی وجہ سے رو رہے ہیں چنانچہ انہوں نے پھر قسم کھائی کہ اب میں اپنے بھتیجے کو ہرگز تنہا نہ چھوڑوں گا اور پھر وہ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ ملک شام لے گئے اور آپ ﷺ نقیب مال تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنے چچا جناب ابوطالب کے ساتھ سفر کرتے ہوئے ملک شام کے ایک قصبہ "بصری" پہنچے اور وہاں بحیرہ نامی ایک راہب رہتا تھا جو علم و فضل میں ممتاز تھا اور ادھر سے گزرنے والے قافلے اکثر اس کے پاس قیام کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کا قافلہ اس جگہ پہنچا تو بحیرہ راہب نے ایک بادل کو آپ ﷺ پر سایہ فگن تھا۔ آپ ﷺ جس جانب جاتے وہ بادل آپ ﷺ کے ساتھ ہی رہتا تھا اور آپ ﷺ جس درخت کے نیچے رکتے اس درخت کی شاخیں آپ ﷺ پر جھک کر سایہ کر دیتی تھیں۔ بحیرہ راہب نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے اہل قافلہ کو دعوتِ طعام دی۔ جب اہل قافلہ اس دعوت میں شرکت کے لئے گئے تو آپ ﷺ ان کے ساتھ نہ گئے۔ بحیرہ نے جب آپ ﷺ کے متعلق دریافت کیا تو حارث بن عبدالمطلب نے کہا یہ بات احسان و مروت کے خلاف ہے کہ ہم خود تو

Marfat.com

دعوت اڑائیں جبکہ ہمارا بھتیجا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہیں بیٹھا رہے۔

بحیرہ راہب نے جب حارث کی زبانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنا تو اس نے حارث سے کہا انہیں بلا کر لائے۔ حارث انہیں بلانے گئے اور بحیرہ راہب کھڑکی سے دیکھتا رہا۔ جب حارث نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخت کی اوٹ سے نکلے تو بادل نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کر لیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیرہ راہب کے پاس پہنچے تو وہ تعظیماً کھڑا ہو گیا اور تیز نگاہوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے لگا اور ان علامات کا مشاہدہ کرنے لگا جو وہ کتب سابقہ میں پڑھ چکا تھا۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو کر جانے لگے تو بحیرہ راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روک لیا اور کہا تمہیں لات و عزیٰ کی قسم! میں جو کچھ پوچھوں مجھے وہ سچ بتانا اور بحیرہ راہب نے لات و عزیٰ کی قسم قریش کی تقلید میں کھائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم مجھے لات و عزیٰ کی قسم نہ دو اور میرے لئے ان سے بڑھ کر کوئی چیز غضب والی نہیں۔ بحیرہ راہب بولا میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں اور میں جو کچھ پوچھوں گا تم سچ بتاؤ گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جو چاہتے ہو وہ پوچھو۔ بحیرہ راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی نشانیوں اور علامات اور اپنے گذشتہ خوابوں کے متعلق دریافت کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے شافعی جواب دیا۔

بحیرہ راہب بولا میں نے جو علامات اور نشانیاں کتب سابقہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پڑھی تھیں ان کی تصدیق ہو گئی۔ پھر بحیرہ راہب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نبوت دیکھنا چاہی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پشت سے کپڑا نہ ہٹایا۔ پھر جناب ابوطالب نے اصرار کیا تو بحیرہ راہب نے مہر نبوت کو دیکھا اور اس نے وہ تمام صفات پائیں جن کا مطالعہ وہ کتب سابقہ میں کر چکا تھا۔ بحیرہ راہب نے جناب ابوطالب سے پوچھا یہ تمہارے کیا لگتے ہیں؟ جناب ابوطالب نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔

Marfat.com

بحیرہ راہب بولا یہ آپ کا بیٹا نہیں ہو سکتا اور کتب سابقہ میں منقول ہے کہ ان کے والدین وصال فرما چکے ہوں گے۔ جناب ابوطالب نے کہا یہ میرے بھتیجے ہیں۔

بحیرہ راہب بولا آپ درست کہتے ہیں اور کیا ان کی آنکھوں کی سرخی کبھی دور ہوئی یا نہیں؟ جناب ابوطالب نے کہا نہیں۔ بحیرہ راہب بولا یہ بھی درست ہے اور پھر بحیرہ راہب نے جناب ابوطالب سے کہا یہ اس امت کے پیغمبر ہیں اور آپ انہیں جلد واپس لے جائیں اور یہودیوں سے ان کی حفاظت کریں کیونکہ جس بات کو میں جانتا ہوں اگر انہیں علم ہو گیا تو وہ انہیں نقصان پہنچائیں گے چنانچہ جناب ابوطالب نے اپنا سامانِ تجارت وہیں اونے پونے داموں فروخت کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۷۴ تا ۷۶)

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس برس ہو چکی تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور دورانِ گفتگو کہا۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرا سامان تجارت کی غرض سے لے کر ملک شام جائیں۔ میں اپنا مال لے جانے کا جو معاوضہ دوسروں کو دیتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت اور دیانت کی بدولت اس سے دوگنا معاوضہ دوں گی۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پیشکش کو قبول کر لیا۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سامانِ تجارت کے ساتھ اپنے

Marfat.com

ایک خاص غلام "میسرہ" کو بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ملک شام روانہ کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ سامانِ تجارت لے کر ملک شام روانہ ہوئے تو اس سفر میں ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہا۔ جب آپ ﷺ سامانِ تجارت لے کر ملک شام کے مشہور بازار بصری پہنچے تو وہاں ایک راہب نسطورا سے ملاقات ہوئی۔ نسطورا جو کہ میسرہ کو جانتا تھا اس نے میسرہ سے دریافت کیا۔

"یہ تمہارے ساتھ آنے والے کون ہیں؟"

روایات میں آتا ہے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ میسرہ نے کہا۔

"ان کا نام محمد (ﷺ) ہے اور یہ صادق اور امین کے لقب سے مشہور ہیں ان کا تعلق قریش کے مشہور قبیلے بنو ہاشم سے ہے۔"

نسطورا نے جب میسرہ کی باتیں سنیں تو کہنے لگا۔

"اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں آیا، مجھے یقین ہے یہ آخری نبی ہیں اور آخری نبی کی جو نشانیاں میں نے تورات اور انجیل میں پڑھی ہیں وہ سب مجھے ان میں نظر آ رہی ہیں، کاش میں اس وقت زندہ ہوں جب یہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے۔ میں ان کی مدد کروں اور اپنی تمام زندگی ان کی خدمت میں بسر کروں۔

اے میسرہ! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں تم ان سے جدا ہونا اور ان کی خدمت کرنا کیونکہ یہ آخری نبی ہیں۔"

Marfat.com

روایات میں آتا ہے کہ سفر شام کے دوران خرید و فروخت کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کا ایک شخص سے اختلاف پیدا ہو گیا اس شخص نے کہا۔

"اگر آپ ﷺ سچے ہیں تو لات و عزیٰ کی قسم کھائیے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں لات و عزیٰ کی قسم ہرگز نہ کھاؤں گا اور ان سے بڑھ کر میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔"

اس نے کہا۔

"کیا آپ ﷺ کا تعلق حرم سے ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہاں! میرا تعلق حرم سے ہے۔"

اس شخص نے تنہائی میں میسرہ سے کہا یہ تمہارے ساتھ جو شخص ہیں یہ اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور میسرہ کو نسطورا سے بھی معلوم ہو چکا تھا چنانچہ میسرہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و خدمت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔

میسرہ نے دورانِ تجارت دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ سامانِ تجارت کو فروخت کرتے وقت لات و عزیٰ کی قسمیں نہ کھاتے تھے جبکہ دیگر تاجروں کی یہ عادت تھی کہ وہ مال کی اہمیت بڑھانے کے لئے لات و عزیٰ کی قسمیں کھایا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی نیک عادات اور سچ بولنے کی عادت کی وجہ سے بصری کے لوگ آپ ﷺ کے اخلاق و اوصافِ حمیدہ کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ اگرچہ سالارِ قافلہ تھے مگر قافلے کے دیگر لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کا رویہ انتہائی نرم اور مشفق تھا اور وہ سب آپ ﷺ کی تعریف کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا قافلہ شام میں سامانِ تجارت کی خرید و فروخت کے

Marfat.com

بعد واپس مکہ مکرمہ لوٹا تو قافلے نے مرالظہران کے نزدیک قیام کیا اور اس قافلے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میسرہ سے کہا۔

"تم کسی کو خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس بھیجو تاکہ وہ انہیں قافلے کے آنے کی اطلاع دے۔"

میسرہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دینے کی غرض سے روانہ کرنا چاہا تو ابوجہل نے میسرہ سے کہا۔

"یہ ابھی بچے ہیں اور اگر تم گئے تو ایسا نہ ہو کہ یہ کہیں راستہ بھول جائیں؟"

میسرہ نے کہا۔

"وہ تمہیں بچے دکھائی دیتے ہیں مگر وہ عقل میں پختہ ہیں۔"

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قافلے سے جدا ہو کر ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اور حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خط دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قافلے کی جانب واپس روانہ ہوئے مگر راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونٹ پر اونگھ آ گئی اور اونٹ راستہ سے جدا ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا وہ اونٹ کی مہار پکڑ کر اسے سیدھے راستے پر ڈال دے چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپسی پر دیر ہو گئی تو ابوجہل نے میسرہ سے کہا۔

"میسرہ! تو نے میری بات نہ سنی اور اب دیکھ لو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) راستہ بھول گئے ہیں۔"

میسرہ نے ابوجہل کی بات سنی تو غمگین ہو گئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر بعد واپس لوٹے اور آپ

Marfat.com

ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خط میسرہ کو دیا اور یوں ابوجہل کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بصری میں تمام سامانِ تجارت فروخت کیا اور مکہ مکرمہ واپس روانہ ہوئے۔ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس وقت ایک بالاخانے میں موجود تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو شہر میں داخل ہوتے دیکھا اور اس وقت آپ ﷺ پر بادل سایہ کئے ہوئے تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ منظر دیکھا تو طبیعت میں ایک بے چینی پیدا ہوئی۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اس سے سفر کے متعلق دریافت کیا۔ میسرہ نے سفر میں پیش آنے والے عجیب وغریب واقعات اور راہب نسطورا کی باتوں کے متعلق بتایا۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے غلام میسرہ کی باتیں سنیں تو آپ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی عزت وتکریم پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم ﷺ کی ملاقات ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے سامانِ تجارت کی خرید وفروخت سے آگاہ کیا اور جب آپ رضی اللہ عنہا کو مال میں بہت زیادہ منافع کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے وعدہ کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ کو دوگنا معاوضہ دیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے غلام میسرہ کی باتیں سنیں تو آپ رضی اللہ عنہا اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو کہ تورات اور انجیل کے عالم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے میسرہ کی بتائی ہوئی باتیں انہیں بتائیں تو ورقہ

Marfat.com

بن نوفل کہنے لگے۔

''اگر یہ حقیقت ہے تو یہ تورات اور انجیل میں مذکور اس آخری نبی کی جانب اشارہ ہے اور وہ نبی یقیناً محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہیں۔''

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب ورقہ بن نوفل کی باتیں سنیں تو دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی خواہش پیدا ہوئی۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل ابوہالہ بن زرارہ تمیمی اور عتیق بن عائد مخزومی سے ہو چکی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کی وفات کے بعد قریش کے بڑے بڑے سرداروں کے آنے والے رشتوں کو ٹھکرا دیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ عمر میں آپ رضی اللہ عنہا سے چھوٹے تھے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادات و اطوار اور اخلاق نے آپ رضی اللہ عنہا کے دل میں جگہ بنالی تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا کے قلب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کی خواہش پیدا ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بلایا جو کہ آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد کی زوجہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ان سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادات و اطوار کے متعلق دریافت کیا۔ پھر حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا بنت امیہ کے ذریعے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیجا۔

حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا بنت امیہ سے مروی ہے فرماتی ہیں ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا صحت مند اور نیک خاتون تھیں، اللہ عزوجل نے انہیں ام المومنین کے مرتبہ پر فائز کیا، یہ اعزاز انہیں اس وجہ سے بھی حاصل ہوا آپ رضی اللہ عنہا اس وقت قریش میں نسب کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ، دولت مند، حسین و جمیل، پاک دامن اور راست گو تھیں۔ قریش میں آپ رضی اللہ عنہا کو طاہرہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ قریش کے لوگ آپ رضی اللہ عنہا سے شادی کے خواہش مند تھے مگر آپ رضی اللہ عنہا نے کسی کو قبول

Marfat.com

نہیں کیا پھر جب حضور نبی کریم ﷺ ان کا سامان تجارت کی غرض سے لے کر گئے اور اس سفر سے واپس لوٹے تو آپ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق سے متاثر ہوئیں اور نکاح کا پیغام اپنے بڑوں کی رضامندی کے بغیر میرے ذریعے خفیہ طور پر بھیجا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ ﷺ شادی کرلیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا اگر آپ ﷺ کو مال و دولت، عزت و شہرت، حسن و جمال کی طرف بلایا جائے تو کیا آپ ﷺ اسے قبول کرلیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ وہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خویلد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں میری فکر کیوں ہونے لگی جبکہ وہ دولت مند ہیں اور میں یتیم ہوں؟ میں نے عرض کیا اس کا ذمہ میں لیتی ہوں۔

حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا بنت امیہ سے ہی ایک اور روایت مروی ہے فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا شریف النفس اور نہایت ہوشیار خاتون تھیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کر رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت تمام قریش میں نہایت معزز اور دولت مند خاتون تھیں۔ قریش کا ہر شخص آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا خواہش مند تھا اور اس کے لئے اپنا تمام مال بھی خرچ کرنے کو تیار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے مجھے بلایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ ﷺ کو شادی کرنے سے کیا چیز روکتی ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس مال نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا اگر میں آپ ﷺ کی جانب سے کفایت کروں اور آپ ﷺ کو جمال و مال اور شرافت کی دعوت دی جائے تو کیا آپ ﷺ اسے قبول نہ کریں گے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایسی کون سی عورت ہے؟

Marfat.com

میں نے عرض کیا وہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خویلد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیسے ہو گا؟ میں نے عرض کیا اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ پھر میں نے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آگاہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا تم ان سے کہہ دینا کہ وہ فلاں وقت آ جائیں۔ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی آپ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔

ابن اسحق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی شادی کی بات حضور نبی کریم ﷺ سے خود کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میرا اور تمہارا کیا جوڑ ہو سکتا ہے؟ تم قریش کی امیر خاتون ہو اور میں قریش کا ایک یتیم شخص ہوں۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سفر تجارت پر جانے سے قبل اپنے چچا جناب ابوطالب سے مشورہ کیا۔ جناب ابوطالب نے آپ ﷺ کو اجازت دے دی۔ آپ ﷺ جب سفر تجارت سے واپس لوٹے اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ جب ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کے لئے گئے تو جناب ابوطالب نے اپنی لونڈی نبعہ کو آپ ﷺ کے پیچھے روانہ کیا تاکہ معلوم ہو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو کیوں بلایا ہے؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں میں جس کا ارادہ رکھتی ہوں وہ

Marfat.com

میری خواہش ہے اور جو آخری نبی آنے والے ہیں وہ آپ ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ کی قسم! اگر وہ نبی میں ہوں تو جو بھلائی میرے ساتھ آپ (رضی اللہ عنہا) نے کی ہے میں اسے کبھی نہیں بھولوں گا۔ اگر وہ نبی میرے علاوہ کوئی اور ہے تو وہ اللہ جس کی وجہ سے یہ سب کچھ آپ (رضی اللہ عنہا) نے کیا وہ اس اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔"

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے بکریاں چرانا چھوڑ دیا اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے پاس بطورِ اجرت اونٹ چرانے لگے۔ آپ ﷺ اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ ان کا سامان تجارت کی غرض سے لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ جب مالِ تجارت فروخت کرنے کے بعد لوٹے تو کچھ اجرت ان کی طرف باقی رہ گئی۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ تھے ہم ان سے اپنی اجرت کا تقاضا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ مجھے ان سے حیاء آتی ہے۔ جب وہ لوگ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ محمد (ﷺ) کدھر ہیں؟ انہوں نے کہا کہ انہیں حیاء آتی ہے۔ وہ کہنے لگیں میں نے ایسی حیاء کرنے والا کوئی نہیں دیکھا؟ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو علم ہوا تو انہوں نے آپ ﷺ کو بلا بھیجا۔ آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور جب انہوں نے رشتہ کی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا باپ دولت مند ہے وہ میرے ساتھ تمہاری شادی ہرگز نہیں کرے گا۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ ﷺ ان سے اس وقت ملیں جب وہ نشہ کی حالت میں ہوں۔ آپ ﷺ ان کے والد خویلد سے اس وقت ملے جب وہ

Marfat.com

نشہ کی حالت میں تھے انہوں نے آپ ﷺ کی شادی ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کردی۔ جب صبح وہ لوگوں میں پہنچے تو لوگوں نے کہا تم نے اچھا کیا اپنی بیٹی کی شادی محمد (ﷺ) سے کردی۔ اس نے حیرانگی سے کہا کیا میں نے ایسا کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! تم نے ایسا کیا ہے۔ وہ گھر آیا اور اپنی بیٹی سے دریافت کیا۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایسا ہی ہے پھر انہوں نے اپنے باپ کو سمجھایا۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دو اوقیہ سونا یا چاندی آپ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس سے ایک جوڑا، ایک بھیڑ اور کچھ ضروری سامان خرید لیں اور میرے پاس ہدیہ بھیج دیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کھانا پکایا اور اپنے باپ اور قریش کے چند لوگوں کو بلایا۔ سب لوگوں نے کھانا کھایا اور شراب پی یہاں تک کہ ان کو نشہ ہوگیا۔ اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا کہ میری شادی محمد (ﷺ) کے ساتھ کردیں چنانچہ ان کی شادی حضور نبی کریم ﷺ سے کردی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کو خلوق لگا دی اور انہیں نیا جوڑا پہنا دیا۔ اس وقت یہ رواج تھا چنانچہ جب ان کے باپ کا نشہ اترا تو اس نے نیا جوڑا اور خلوق لگی دیکھی تو دریافت کیا کہ میرا یہ حال کیسا ہے؟ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا میری شادی محمد (ﷺ) بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہوگئی ہے۔ باپ نے کہا میں ایک یتیم سے تمہاری شادی کروں گا؟ اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا کہ کیا آپ قریش کے سامنے یہ کہیں گے میں نشہ میں تھا اور میں نے بیٹی کی شادی کردی۔ ام المومنین

Marfat.com

حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ نے جب یہ بات سنی تو راضی ہو گئے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بازار جا رہے تھے کہ راستہ میں مجھے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن نے آواز دی۔ میں ان کی جانب بڑھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہیں رک گئے۔ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کیا تمہارے ساتھی میری بہن سے شادی کریں گے؟ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رضامندی کا اظہار کیا۔ پھر ہم اگلے دن ان کے گھر گئے تو ہم نے دیکھا انہوں نے گائے ذبح کر رکھی تھی اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حلہ پہنا رکھا تھا۔

ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ کو بیان کیا ہے جو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا پیغام دیتے وقت کہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے اخلاق، دیانت و ایمانداری اور سچائی کی بدولت پسند کرتی ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شادی کے پیغام کے متعلق اپنے چچا جناب ابوطالب اور خاندان کے دیگر معتبر لوگوں سے مشورہ کیا اور تمام خاندان والوں نے بلاچوں چرا اس رشتہ کو قبول کر لیا۔ جناب ابوطالب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔

"تم ان سے ضرور نکاح کرو اس سے لوگوں کی نظروں میں
تمہاری عزت میں اضافہ ہو گا اور بھلائی کے کام جو تم کرتے ہو
اس میں تمہیں کامیابی حاصل ہو گی۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خاندان والوں کی رضامندی حاصل کر لی تو

Marfat.com

آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کی قبولیت کا پیغام بھیجا۔ پھر وقت مقررہ پر حضور نبی کریم ﷺ اپنے چچاؤں حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور جناب ابوطالب اور دیگر معززین کے ہمراہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جہاں آپ ﷺ کا نکاح ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا اور وہ ام المومنین کے مرتبہ پر فائز ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا مومنوں کی پہلی ماں اور حضور نبی کریم ﷺ کی پہلی زوجہ ہیں۔ نکاح کا خطبہ جناب ابوطالب نے دیا جس کا ترجمہ ذیل ہے۔

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد بنایا۔ اس نے ہمیں معد اور مضر کے خاندان میں پیدا فرمایا اور ہمیں اپنے گھر کا محافظ بنایا۔ اس نے ہمیں علم و حکمت والا گھر عطا فرمایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور یہ ایسا گھر ہے جو امن والا ہے۔ اس نے ہمیں لوگوں پر حاکم مقرر کیا۔ یہ میرے بھائی کا بیٹا محمد (ﷺ) ہے۔ یہ ایسا جوان ہے جس کا موازنہ قریش کے کسی دوسرے فرد کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا اگرچہ اس کے پاس مال نہیں ہے تو کیا ہوا مال تو ڈھلنے والی اور بدل جانے والی شے ہے۔ تم میرے بھتیجے کی قرابت اور محبت کو خوب جانتے ہو۔ وہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خویلد سے نکاح کرتا ہے اور مہر بیس اونٹ مقرر کیا گیا ہے۔ میرے بھتیجے کا مستقبل نہایت شاندار ہے اور یہ بلند مرتبہ کا حامل ہوگا۔"

جناب ابوطالب خطبہ پڑھ چکے تو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے

Marfat.com

چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے اور انہوں نے ذیل کا خطبہ دیا۔

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں وہ فضیلت عطا کی جس کا ذکر جناب ابوطالب نے کیا۔ بے شک ہم عرب کے سردار ہیں اور کوئی بھی قبیلہ ہماری فضیلت سے انکار نہیں کرتا۔ بے شک ہم لوگوں نے آپ کے ساتھ رشتہ کرنے کو پسند کیا۔ اے قریش! تم گواہ رہو کہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خویلد کو ہم نے محمد (ﷺ) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے نکاح میں دیا۔"

روایات میں آتا ہے کہ جب ورقہ بن نوفل خطبہ ارشاد فرما چکے تو عمرو بن اسد جو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سرپرست تھے جناب ابوطالب نے ان سے کہا وہ اس کی توثیق کریں جس پر عمرو بن اسد نے کھڑے ہو کر کہا۔

"اے قریش! گواہ رہنا کہ میں نے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح محمد (ﷺ) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے کیا۔"

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح کے بعد اپنا تمام مال آپ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کے بعد ولیمہ کی دعوت بھی کی جس میں آپ ﷺ نے ایک اونٹ ذبح کیا اور لوگوں کی شاندار دعوت کی۔ شادی کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس تھی جبکہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۴ تا ۴۶، تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۳۶ تا ۳۷)

حجر اسود کی تنصیب میں آپ ﷺ کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ کی راست گوئی، امانت و دیانت کی بدولت اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو مقبول خلائق بنا دیا تھا اور آپ ﷺ کو ایسا جوہر سلیم عطا

Marfat.com

فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کم عمری میں ہی عرب کے بڑے بڑے سرداروں کے مابین جھگڑوں کا فیصلہ فرماتے تھے اور یوں اہل عرب نے آپ ﷺ کی عظمت کو تسلیم کیا تھا اور آپ ﷺ کو اپنا سردار بھی تسلیم کر لیا تھا۔ اسی قسم کا ایک واقعہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پینتیس برس تھی جب مکہ مکرمہ میں طوفانی بارشیں ہوئیں اور حرم کعبہ کی عمارت منہدم ہوگئی۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے تعمیر کردہ کعبہ کی عمارت انتہائی قدیم اور خستہ ہو چکی تھی اور بنو جرہم اور بنو قصیٰ وغیرہ اگرچہ خانہ کعبہ کی تعمیر و مرمت کرتے رہتے تھے مگر چونکہ خانہ کعبہ کی عمارت نشیب میں تھی اس لئے پہاڑوں سے برساتی پانی کا بہاؤ وادی کی جانب ہوتا تھا اور اسی وجہ سے اکثر خانہ کعبہ کی عمارت سیلاب کی زد میں رہتی تھی۔ خانہ کعبہ کی حفاظت کے لئے قریش نے اگرچہ کئی بند بھی تعمیر کروائے تھے مگر جب طوفانی بارشیں ہوتی تھیں تو یہ بند بھی ٹوٹ جاتے تھے چنانچہ جب اس مرتبہ طوفانی بارشوں سے خانہ کعبہ کی عمارت کو شدید نقصان پہنچا تو قریش نے فیصلہ کیا کہ اس مرتبہ ایک مضبوط عمارت تعمیر کی جائے جس کا دروازہ اور چھت بلند ہو۔ پھر قریش نے مل جل کر خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کی اور حضور نبی کریم ﷺ بھی تعمیر کعبہ میں قریش کے ساتھ شریک تھے۔ آپ ﷺ عمارت کی تعمیر کے لئے پتھر اپنے کندھوں پر اٹھا کر لاتے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں خانہ کعبہ کی تعمیر کے لئے قریش کے تمام قبائل نے مختلف کام اپنے ذمہ لے رکھے تھے اور یوں خانہ کعبہ کی تعمیر زور و شور سے جاری رہی جو بالآخر تکمیل کو پہنچی۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد تمام قبائل میں حجر اسود کی تنصیب کے متعلق جھگڑا شروع ہوگیا اور ہر قبیلہ کی خواہش تھی کہ یہ سعادت اسے حاصل ہو۔

Marfat.com

جب معاملات حد سے بڑھ گئے اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو نوبت جنگ تک آن پہنچی اور تلواریں میان سے نکل آئیں۔ زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق ہر ایک نے قسمیں کھائیں۔ بنو عبدالدار اور بنو عدی نے تو جان کی بازی لگانے کا عہد کیا۔ جب یہ معاملہ پانچویں دن میں داخل ہو گیا تو ایک بوڑھے شخص نے کہا کل سویرے جو شخص سب سے پہلے حرم کعبہ میں داخل ہو گا اس کے فیصلہ کو سب تسلیم کریں گے جس پر تمام قبائل متفق ہو گئے۔ پھر اگلے دن علی الصبح جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہوئے وہ حضور نبی کریم ﷺ تھے اور آپ ﷺ کو دیکھتے ہی سب بلا ساختہ پکارنے لگے یہ صادق اور امین ہیں اور ہم ان کے فیصلے کو تسلیم کریں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے تمام قبائل کے سرداروں کو جمع کیا اور حکم دیا کہ ہر قبیلہ اپنا اپنا نمائندہ مقرر کرے چنانچہ تمام قبائل نے اپنا اپنا نمائندہ مقرر کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر کو بچھایا اور حجر اسود کو اس پر رکھ دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ سب اس چادر کا ایک ایک کونہ تھام لیں چنانچہ سب نے مل کر اس چادر کا ایک ایک کونہ تھام لیا اور حجر اسود کو اس کے مقام تک لایا گیا۔ جب حجر اسود اپنی جگہ پر پہنچا تو آپ ﷺ نے اسے اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور یوں آپ ﷺ کے بروقت فیصلہ کی بدولت اہل عرب ایک بڑی خونریز جنگ سے بچ گئے۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۶۲ تا ۱۶۴، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۶ تا ۴۸، سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۹۶ تا ۱۹۷)

زید بن عمرو بن نفیل کا ذبیحہ کھانے کا فیصلہ:

وحی کے نزول سے قبل حضور نبی کریم ﷺ کا زید بن عمرو بن نفیل سے گہرا تعلق تھا اور اکثر اس سے ملاقات رہتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ نزولِ وحی سے قبل حضور نبی کریم ﷺ کی مقام

Marfat.com

یلدح کی ترائی میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات ہوئی اور اس نے آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ کھانے سے انکار کر دیا۔ زید بن عمرو بن نفیل نے کہا میں بتوں کے نام پر ذبیحہ جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا اور فقط وہ گوشت کھاتا ہوں جو اللہ عزوجل کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور پھر اس نے قریش کے ذبیحوں کی برائی بیان کی اور قریش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ بکری کو اللہ عزوجل نے پیدا کیا اور اللہ عزوجل نے اس کے لئے آسمان سے پانی برسایا اور زمین سے گھاس اگائی پھر تم بکری کو غیر اللہ یعنی اپنے بتوں کے نام پر کیوں ذبح کرتے ہو۔ (صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۵۴۰)

معاملات میں راست گوئی:

حضور نبی کریم ﷺ ابتداء میں تجارت کیا کرتے تھے. اور آپ ﷺ کا شمار امانت دار اور دیانت دار تاجروں میں ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی الحمساء فرماتے ہیں نزولِ وحی سے قبل میں نے آپ ﷺ کے ساتھ خرید و فروخت کا کچھ معاملہ کیا اور کچھ رقم ادا کر دی جبکہ باقی رقم کے متعلق میں نے وعدہ کیا کہ میں کچھ دیر میں ادا کر دوں گا۔ پھر میں تین دن تک مجھے اپنا وعدہ یاد نہ رہا اور جب تیسرے دن میں اس جگہ پہنچا تو میں نے آپ ﷺ کو وہاں کھڑے دیکھا۔ آپ ﷺ نے میری اس وعدہ خلافی پر کچھ برا نہ منایا اور اتنا ہی فرمایا کہ میں تین دن سے تمہارا اس جگہ انتظار کر رہا ہوں۔ (سنن ابی داؤد جلد دوم باب فی العدۃ صفحہ ۳۲۴)

Marfat.com

دوسرا باب

بعثت کے بعد مکی زندگی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے

Marfat.com

آیۂ کائنات کا معنی دیریاب تو
نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بُو!
جلوتیانِ مدرسہ کور نگاہ مُردہ ذوق
جلوتیانِ میکدہ کم طلب و تہی کدُو!
میں کہ مری غزل میں ہے آتش رفتہ کا سراغ
میری تمام سرگذشت کھوئے ہوؤں کی جستجو!

Marfat.com

نزولِ وحی

حضور نبی کریم ﷺ نوجوانی سے ہی اہل مکہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ لوگ آپ ﷺ کے امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک کا چالیسواں سال شروع ہوا تو آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے۔ آپ ﷺ عبادت کے لئے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقعہ جبل حرا کی ایک غار میں جانے لگے جو تاریخ میں غارِ حرا کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ﷺ کئی کئی دن اس غار میں تنہا رہتے اور عبادتِ خداوندی میں مصروف رہتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس دوران کھانے پینے کی اشیاء آپ ﷺ تک اس غار میں پہنچاتی تھیں۔ اس دوران آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر ظاہر ہو جاتی تھی۔ غارِ حرا میں عبادت کے انہی دنوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے اور آپ ﷺ حق کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔ آپ ﷺ پر پہلی وحی کے ساتھ لرزہ طاری ہو گیا۔ آپ ﷺ اسی حال میں گھر تشریف لائے اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

"مجھے کمبل اوڑھا دو۔"

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو کمبل اوڑھا دیا۔ کچھ دیر بعد جب آپ ﷺ کی کپکپی ختم ہوئی تو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وجہ دریافت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرشتے کی آمد کا ذکر کیا اور فرمایا۔

"مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو کہا۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسوا نہیں ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسروں کا بوجھ خود اٹھاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غرباء اور ناداروں کا خیال رکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق اور امین ہیں اور حق کے لئے تمام صعوبتیں برداشت کرتے ہیں، اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس منصب پر فائز کیا ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹ تا ۵۱)

ورقہ بن نوفل سے ملاقات:

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ ورقہ بن نوفل تورات اور انجیل کا عالم تھا۔ ورقہ بن نوفل نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سنیں تو کہا۔

"یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آیا تھا۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکال دے گی۔"

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے جب ورقہ بن نوفل کی باتیں سنیں تو آپ ﷺ کو یقین ہوگیا مجھے جس منصب پر فائز کیا گیا ہے اس کی ذمہ داریاں سخت ہیں اور یہ راستہ کٹھن ہے۔ اب میرے اپنے میرے مخالف ہو جائیں گے اور میری تکذیب کریں گے۔

ابومیسرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ورقہ بن نوفل نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا۔

"میں آپ ﷺ کو بشارت دیتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ ہی وہی نبی ہیں جن کی مسیح علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام نے بشارت دی ہے اور آپ ﷺ بھی موسیٰ علیہ السلام کی مانند نبی ہیں اور اللہ عزوجل عنقریب آپ ﷺ کو جہاد کا حکم دے گا۔"

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الوحی حدیث ۳)

نبوت کی دلیل:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بعثت نبوی ﷺ سے قبل ملک یمن تجارت کی غرض سے روانہ ہوا۔ جب میں ملک یمن پہنچا تو وہاں ایک عالم دین جو کہ آسمانی کتابوں کا عالم تھا اس سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کیا تم حرم کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا ہاں! میں حرم کا رہنے والا ہوں۔ اس عالم نے پوچھا کہ کیا تم قریشی ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں! میں قریشی ہوں۔ اس عالم نے پوچھا کہ کیا تمہارا تعلق بنو تیم سے ہے؟ میں نے کہا ہاں! میرا تعلق بنو تیم سے ہے اور میں تیمی ہوں۔ پھر اس نے میرا نام دریافت کیا تو میں نے کہا کہ میرا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔ وہ عالم بولا کہ اب صرف ایک نشانی باقی رہ گئی ہے۔ میں نے پوچھا وہ کون سی نشانی؟ وہ عالم

Marfat.com

بولا کہ تم اپنا پیٹ کھول دو۔ میں نے کہا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا اور تم مجھ سے ایسا کیوں پوچھتے ہو؟ وہ عالم بولا کہ مجھے علم صحیح صادق سے پتہ چلا ہے ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے ان کے کام میں ان کے معاون ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر ہوں گے۔ جوان کا حلیہ یہ ہوگا اور ادھیڑ عمر کا حلیہ یہ ہے کہ وہ سفید رنگ کا ہوگا، اس کا جسم لاغر ہوگا اور اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا اور ران پر بھی ایک نشانی ہو گی۔ تم اپنا پیٹ مجھے دکھاؤ کہ باقی تمام نشانیاں تم میں پوری ہوتی ہیں اور میں یہ نشانی بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنا پیٹ کھول دیا اور میری ناف کے اوپر ایک سیاہ تل موجود تھا۔ وہ عالم کہنے لگا ربِ کعبہ کی قسم! وہ تم ہی ہو اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں تم راہِ ہدایت سے دور نہ ہونا اور اللہ عزوجل تمہیں جو مال دے وہ تم راہِ خدا میں خرچ کرتے رہنا۔ پھر جب میں سفر سے واپس لوٹنے لگا تو اس عالم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے مجھے چند اشعار سنائے اور کہا یہ تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا دینا۔ پھر جب میں سفر تجارت سے واپس لوٹا تو قریش کا ایک وفد مجھ سے ملاقات کے لئے آیا اور انہوں نے مجھے میرے کامیاب سفر پر مبارکباد دی اور کہا تمہارے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اور ہمارے آباؤ اجداد کے دین کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ ہم تمہارے ہی انتظار میں تھے کہ تم آؤ اور اسے سمجھاؤ اور تمام معاملات کو درست کرو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اسی وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر چلا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

Marfat.com

ملاقات کی اور کہا مجھے خبر ملی ہے آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے صحیح سنا ہے اللہ عزوجل نے مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے اور مجھے حکم دیا ہے میں لوگوں کو اللہ واحد کی عبادت کی دعوت دوں، انہیں برے کاموں سے روکوں اور اللہ عزوجل کا پیغام ان تک پہنچاؤں۔ میں نے جب آپ ﷺ کی باتیں سنیں تو کہا آپ ﷺ کے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عالم جس سے تم نے یمن میں ملاقات کی تھی؟ میں نے عرض کیا یمن میں بے شمار عالم ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عالم جس نے تمہیں فلاں اشعار سنائے تھے۔ میں نے عرض کیا آپ ﷺ کو اس کی خبر کس نے دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس فرشتے نے جو مجھ سے قبل دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس بھی تشریف لاتا رہا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عرض کیا بلاشبہ آپ ﷺ جھوٹ نہیں بولتے اور آپ ﷺ ہی اس اعلیٰ منصب کے حقدار ہیں، آپ ﷺ ایمان دار ہیں اور امانت میں خیانت نہیں کرتے۔ میں آپ ﷺ کے دست حق پر بیعت کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں اللہ ایک ہے اور آپ ﷺ اس کے رسول ہیں۔

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۳، خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۸۱)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خواب کی تصدیق کا فیصلہ:

ریاض النضرہ میں منقول ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعثت نبوی ﷺ سے قبل تجارت کی غرض سے ملک شام تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا سورج اور چاند آسمان سے نیچے اترے اور آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو پکڑ کر اپنے سینہ سے لگایا اور اپنی چادر مبارک ان پر

Marfat.com

اوڑھا دی۔ جب صبح ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ اس عجیب و غریب خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے ایک عیسائی راہب کے پاس پہنچے اور اپنا خواب اس سے بیان کیا۔ اس عیسائی راہب نے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کہاں سے آئے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا نام بتایا اور بتایا کہ میں مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں اور میرا تعلق بنی ہاشم سے ہے۔ عیسائی راہب نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کا پیشہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجارت کرتا ہوں۔ عیسائی راہب نے کہا۔

"آپ رضی اللہ عنہ کو مبارک ہو مکہ مکرمہ اور قبیلہ بنی ہاشم میں آخری نبی کا ظہور ہو گیا ہے اور اگر وہ نبی پیدا نہ ہوتے تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ ہوتے اور تمام کائنات کا ظہور انہی کی وجہ سے ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام انہی کی وجہ سے مبعوث فرمائے گئے اور وہ تمام انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں اور اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم ان کے دین میں داخل ہو گے اور ان کے اوّلین وزیر ہو گے اور تم ان کے خلیفہ ہو گے اور میں نے ان کی تعریف تورات میں پڑھی ہے، انجیل اور زبور میں انؐ کا تذکرہ موجود ہے اور میں ان پر ایمان لا چکا اور ان کے دین میں داخل ہو چکا مگر عیسائیوں کے خوف کی وجہ سے میں نے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا اور آج ساری حقیقت آپ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کر دی۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے خواب کی تعبیر سنی تو قلبی کیفیت بدل گئی اور عجیب رقت طاری ہو گئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ وفورِ شوق میں اپنا سفر ادھورا چھوڑ کر مکہ

Marfat.com

مکرمہ واپس تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم کلمہ پڑھو اور میری اطاعت کرو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تمہارا وہ خواب جو تم نے ملک شام میں دیکھا اور عیسائی راہب نے اس کی یہ تعبیر فرمائی اور وہ میرا ہی معجزہ ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ آپ سچ فرماتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں۔"

تم اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق کئی روایات ملتی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عبادت میں مشغول دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا یہ کیسی عبادت ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہم اللہ واحد کی عبادت کرتے ہیں۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔

"یہ کیسی عبادت ہے؟"

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"یہ دین خداوندی ہے اور اللہ عزوجل نے مجھے اپنے دین کی تبلیغ اور لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے چنا ہے اور میں تمہیں اسی اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو حیران ہو گئے اور کہا۔

"میں نے پہلے کبھی اس دین کے متعلق کچھ نہیں سنا اس بارے میں فیصلہ کرنا میرے لئے مشکل ہے لہٰذا میں اس کے متعلق اپنے والد سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ) تمہیں اس کا حق حاصل ہے لیکن ابھی تم اس بات کا ذکر کسی اور شخص سے نہ کرنا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا وہ اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کریں گے چنانچہ اس رات جب آپ رضی اللہ عنہ سونے کے لئے لیٹے تو اس بات پر غور کرتے ہوئے سو گئے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے قلب کو روشنی عطا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے مشورہ کئے بغیر اگلے روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"مجھے کلمہ پڑھائیے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۵۹۷)

Marfat.com

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو دعوتِ توحید دینا:

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کے متعلق فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت ابتداء میں چند افراد نے اسلام قبول کرلیا۔ میں ایک دن اپنی خالہ جن کا نام سعدی بنت کریز تھا ان کے گھر گیا۔ وہاں حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کے متعلق بحث ہونے لگی۔ میری خالہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف فرمائی اور کہا۔

"وہ صادق اور امین ہیں اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میری خالہ سعدی بنت کریز نے کاہنوں کے انداز میں گفتگو کرتے ہوئے مجھ سے کہا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ)! تمہاری دو بیویاں ہوں گی جو انتہائی حسین اور نیک سیرت ہوں گی اور تم نے اس سے پہلے کبھی ایسی حسین عورتیں نہ دیکھی ہوں گی اور نہ ہی انہوں نے تم جیسا خاوند دیکھا ہو گا۔ وہ عورتیں نبی کی بیٹیاں ہوں گی اور وہ نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔" (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۳۷)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں خالہ کی باتیں سننے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو اس وقت مسلمان ہو چکے تھے اور میں نے اپنی خالہ کی باتیں ان کے گوش گزار کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ) تم سمجھدار اور معاملہ فہم ہو اور ہر کام میں غور و فکر سے کام لیتے ہو، تم جانتے ہو کہ یہ پتھر کے بے جان بت نہ

Marfat.com

تو کسی کو کچھ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اگر یہ پتھر کے بت کچھ فائدہ ونقصان نہیں دے سکتے تو یہ ہمارے رب کیسے سکتے ہیں؟"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھے اسلام کی باتیں بتائیں۔ میں ان سے متاثر ہوا اور کہنے لگا آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں یہ پتھر کے بت واقعی ہمارے معبود نہیں ہو سکتے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

"تمہاری خالہ درست کہتی ہیں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے تاکہ وہ مخلوقِ خدا کو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا درس دیں۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی باتوں کا اثر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ نے جس طرح دلائل کے ساتھ مجھے دین اسلام کی حقانیت سے آگاہ کیا اس سے میرے دل میں دین اسلام کے متعلق کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۰)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں شش و پنج میں مبتلا تھا کیونکہ میرا خاندان بنوہاشم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہو چکا تھا اور میرے خاندان کا ایک سردار ابوجہل، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی میں پیش پیش تھا۔ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا تھا اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس جگہ سے گزرے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ میں بھی ان کے

Marfat.com

ساتھ کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل تمہیں جنت کی مہمانی کے لئے بلاتا ہے تم اس کی دعوت قبول کرو، اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری اور تمام مخلوق کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے، اسلام قبول کرنے میں ہی سب کی بھلائی اور بہتری ہے اور میں تمہیں اسی بھلائی اور بہتری کی دعوت دیتا ہوں۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے تو اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے متعلق ایک روایت آپ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات سے قبل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے حلم، حسن خلق اور صحبت نبوی ﷺ کی تاثیر سے اور آپ ﷺ کی محبت میں ایسی گفتگو فرمائی تھی کہ میرے دل میں آپ ﷺ کی صحبت کی خواہش پیدا ہو گئی تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشق کی بدولت کئی لوگ مسلمان ہوئے اور ان کی تبلیغ میں ایک کشش تھی جس کی وجہ سے جو بھی ان کی بات سنتا وہ انہیں رد نہ کرتا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم ﷺ سے پہلی ملاقات ہوئی تو اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور وہ اس ملاقات سے بیشتر آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں دین اسلام کی حقانیت واضح کر چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

"آپ ﷺ کا ہم لوگوں میں کیا مقام ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کلمہ سنا تو کانپ اٹھے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الذاریات کی آیاتِ تلاوت فرمائیں جن کا ترجمہ ہے۔

"اے لوگو! یقین لانے والوں کے لئے زمین میں قدرت خدا کی بے شمار نشانیاں ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی کئی نشانیاں ہیں، کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا اور آسمان میں تمہارا رزق بھی ہے اور وہ چیز بھی جس کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی، یہ بات حق ہے اور ایسی ہی یقینی ہے جیسے تم بول رہے ہو۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی یہ کلمات سنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استدعا کی کہ انہیں بھی دائرہ اسلام میں داخل فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھایا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کی مخالفت کے باوجود مسلمان ہو گئے۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲)

اقرباء کو دعوتِ توحید دینے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے بعد خفیہ طور پر اپنی تبلیغ جاری رکھی اور اس عرصہ میں کئی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ تین برس کی خفیہ تبلیغ کے بعد اللہ عزوجل نے سورۃ الشعراء کی آیت ذیل نازل فرمائی جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوتِ اسلام دینے کا حکم دیا گیا۔ سورۃ الشعراء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

Marfat.com

"(اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنے رشتہ داروں کو آخرت کے عذاب سے ڈرائیے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے اس فرمان کے مطابق کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر اپنی قوم کو بلایا۔ جب تمام قریش جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے میری قوم! اگر میں تم سے کہوں اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا ایک لشکر موجود ہے اور تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟"

قریش نے یک زبان ہو کر کہا۔

"ہاں! ہم اس بات کا یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں صادق اور امین پایا ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی بات سنی تو فرمایا۔

"میں تمہیں اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور دعوتِ حق دیتا ہوں اگر تم لوگ ایمان لے آئے تو فلاح پاؤ گے اور اگر ایمان نہ لائے تو عذابِ الٰہی تم پر نازل ہو گا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر تمام قریش طیش میں آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب لوگوں کو بھڑکا کر وہاں سے لے گیا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۰)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو واپس لوٹتے دیکھا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ان سے فرمایا۔

Marfat.com

"ابولہب نے جلدی کی اور تم ایک دعوت کا انتظام کرو جس میں
تم بنی عبدالمطلب کو دعوتِ طعام دو۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا جس میں بنی عبدالمطلب کو مدعو کیا گیا۔ اس دعوتِ طعام میں سیدنا امیر حمزہ، سیدنا عباس رضی اللہ عنہم کے علاوہ جناب ابوطالب اور ابولہب نے بھی شرکت کی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دعوتِ طعام کے بعد بنی عبدالمطلب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے بنی عبدالمطلب! تمہارے پاس اہل عرب سے کوئی بھی
ایسا شخص آج تک نہیں آیا ہوگا جو مجھ سے بہتر کسی چیز کی تمہیں
دعوت دے اور میں رب تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اللہ عزوجل
کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور اللہ عزوجل نے
مجھے منصب نبوت پر فائز کیا ہے۔ ایک دن ہمیں موت آن لے
گی اور مرنے کے بعد ہمیں زندہ کیا جائے گا، پھر ہمارے
اعمال کا حساب ہوگا اور نیکی کا بدلہ نیکی ہے جبکہ برائی کے بدلہ
میں عذابِ خداوندی مقدر ہوگا۔
اے بنی عبدالمطلب! تم جانتے ہوں میں ناتواں ہوں اور
مجھے تمہاری حمایت اور مدد کی ضرورت ہے تم میں سے جو بھی
میری مدد کے لئے کھڑا ہوگا وہ میرا بھائی ہوگا پس تم میں سے
کون ہے جو میری اس دعوت کو قبول کرے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خطاب کے بنی عبدالمطلب نے منہ موڑ لیا

Marfat.com

اور کوئی بھی حضور نبی کریم ﷺ کی مدد کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس موقع پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو کم سن تھے اور ناتواں تھے کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ بلاشبہ میں کم سن ہوں، کمزور ہوں مگر میں آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور میں آپ ﷺ کی مدد کروں گا اور جو آپ ﷺ سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے جو الفاظ کہے ان سے آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بھی ظاہر ہوتے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تو میرا بھائی اور وارث ہے۔"

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۰ تا ۷۱)

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کرنے کا فیصلہ:

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا جبکہ آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا۔ جب ابولہب کی حضور نبی کریم ﷺ سے دشمنی بڑھ گئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے اور اللہ عزوجل نے سورۃ لہب نازل فرمائی تو اس سورت کے نزول کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دیں اور اس وقت ان دونوں شہزادیوں کی رخصتی عمل میں نہ آئی تھی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۳۲)

Marfat.com

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے میری جانب وحی فرمائی کہ میں اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیسرے سال ہوئی۔ یہ ایک کامیاب شادی شدہ جوڑا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسے اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ان کے ساتھ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ صاحب حیثیت تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے آرام و آسائش کا ہر ممکن خیال رکھا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۳۲)

تبلیغ دین میں مصائب برداشت کرنے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے اعلان کے ساتھ ہی مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی عداوت ظاہر کر دی اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر وقت نقصان پہنچانے کے درپے رہنے لگے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی چونکہ مسلمان ہو چکے تھے لہذا مشرکین آپ رضی اللہ عنہ کو بھی تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے مصائب پر استقامت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور مشرکین مکہ کے مظالم پر صبر و تحمل سے کام لیا۔

ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ موجود تھی اور اس وقت اسلام لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد انتالیس تھی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصرار کر رہے تھے ہمیں کھل کر تبلیغ کرنی چاہیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابھی ہم تعداد میں کم ہیں اس لئے

Marfat.com

ابھی کچھ دیر انتظار کرنا چاہیے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا اصرار مزید بڑھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر خانہ کعبہ میں آ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو لے کر تشریف فرما ہو گئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس دوران کفارِ مکہ نے دھاوا بول دیا۔ عتبہ بن ربیعہ جو بعد ازاں جنگ بدر میں سب سے پہلے قتل ہوا تھا اس نے آپ رضی اللہ عنہ پر گھونسوں اور جوتوں کی بوچھاڑ شروع کر دی جس سے آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ سوج گیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگ آئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو عتبہ بن ربیعہ کے چنگل سے چھڑایا اور گھر پہنچا دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت مسلمان نہ ہوئیں تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ کھلانے پلانے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جب تک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے فرمایا وہ جائیں اور ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کریں۔

حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا اسی وقت حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں تو انہوں نے بتایا مجھے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فی الحال کچھ معلوم نہیں ان کی طبیعت کیسی ہے؟ پھر حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا، آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائیں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خیریت دریافت کی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے بارے میں دریافت کیا پھر اپنی والدہ اور حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے ہمراہ دارِ ارقم تشریف لے گئے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو بوسہ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جب اپنے جانثار کی حالت دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رقت طاری ہوگئی۔ (البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۴۷)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز قریش کے کچھ لوگ خانہ کعبہ میں جمع تھے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم نے کسی شخص کو اس حد تک جاتے نہیں دیکھا جس حد تک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چلے گئے۔ کسی شخص نے کبھی اپنی قوم پر اتنی آفت نازل نہیں کی جو انہوں نے کر دی۔ انہوں نے ہمیں بکھیر دیا ہے اور وہ ہمارے جدامجد کے مذہب میں نقص نکالتے ہیں اور ہمیں بے وقوف جانتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور خانہ کعبہ کا طواف شروع کر دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آوازیں کسنا شروع کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تو تمہارے پاس دین حق لایا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر ان لوگوں نے سر جھکا لئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے گئے تو مشرکین بھی وہاں سے ہٹ گئے۔ اگلے روز وہ پھر وہیں اکٹھے بیٹھے تھے اور ایک دوسرے کو طعنہ دے رہے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سب کے سامنے کہہ کر چلے گئے اور کوئی کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر وہاں تشریف لائے۔ مشرکین غصہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھپٹے کہ تم کیا کہتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں

Marfat.com

درست کہتا ہوں اور پھر ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اس نے آپ ﷺ کی چادر کا کونہ پکڑ لیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دوران سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضور نبی کریم ﷺ اور ان مشرکین کے درمیان آ گئے اور کہنے لگے۔

"تم ایک شخص کو صرف اس وجہ سے اذیت دیتے ہو وہ تمہیں کہتا ہے میرا رب ایک اللہ ہے۔"

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مشرکین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کا سر پھٹ گیا اور داڑھی خون سے سرخ ہوگئی۔ (البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۷۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۶)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کی دعا کرنا:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

"اے اللہ! بالخصوص عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کو مسلمان کر کے دینِ اسلام کو عزت دے۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۰)

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشی اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام قبول کیا۔

مظلوموں کی دادرسی کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں ابوجہل اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا اور اس نے

Marfat.com

بہت سے مواقع پر اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت دیا۔ ابوجہل نہ صرف مسلمانوں کا دشمن تھا بلکہ وہ کاروباری معاملات میں بھی دھوکہ اور فریب کیا کرتا تھا اور اس کے دھوکہ اور فریب کا نشانہ وہ زائرین بھی بنتے تھے جو حج کے لئے یا عمرہ کی غرض سے خانہ کعبہ آتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ قبیلہ زبید کا ایک شخص آیا اور اور قریشی سرداروں کی محفل کے پاس گیا اور کہنے لگا۔

"اے گروہِ قریش! کیا جب کوئی راہ گیر یا کوئی تاجر تمہارے علاقہ میں آتا ہے تو تم اسے اپنے ظلم کا نشانہ بناتے ہو؟"

جب وہ شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا تجھ پر کس نے ظلم کیا؟ وہ بولا میں نے اپنے اونٹوں میں سے تین بہترین اونٹ یہاں فروخت کئے اور انہیں ابوجہل نے خریدا اور اس نے مجھے ان اونٹوں کی اصل قیمت سے کم تہائی قیمت لگائی اور اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا اور وہ جانتا تھا چونکہ وہ یہاں کا سردار ہے لہٰذا میں اسے کچھ نہیں کہوں گا اور اس نے مجھ پر ظلم کیا اور میرے اونٹوں کا دام خراب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تمہارے اونٹ کہاں ہیں؟ وہ بولا یہیں خزورہ کے مقام پر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لیا اور اس جگہ پہنچے اور دیکھا وہ اونٹ واقعی بے حد قیمتی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے ساتھ سودا کیا اور اسے اچھی قیمت پر وہ اونٹ خرید لئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تینوں اونٹوں میں سے دو اونٹ فروخت کر دیئے اور ان کی قیمت بنو عبدالمطلب کی بیواؤں میں تقسیم فرما دی۔ ابوجہل جو اس وقت وہاں موجود تھا وہ خاموشی سے سب دیکھتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رعب و دبدبہ کے آگے کچھ نہ کہہ

Marfat.com

سکا۔ آپ ﷺ ابوجہل کے پاس آئے اور فرمایا۔

"عمرو! اگر تم نے آئندہ ایسی کوئی حرکت کی تو میں تمہارے ساتھ سختی سے پیش آؤں گا۔"

ابوجہل نے حضور نبی کریم ﷺ کا سخت کلام سنا تو نادم ہو کر کہنے لگا میں آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ پھر جب آپ ﷺ وہاں سے واپس لوٹ گئے تو امیہ بن خلف اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے ابوجہل سے کہا تم تو محمد (ﷺ) کے ہاتھوں رسوا ہو گئے اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے تم ان کی پیروی کرنا چاہتے ہو؟ ابوجہل بولا میں مر کر بھی ایسا نہیں کروں گا اور تم نے میری جو کمزوری دیکھی وہ اس لئے تھی کہ ان کے دائیں بائیں میں ایسے لوگ دیکھتا تھو جو ہاتھوں میں نیزے لئے ان کی حفاظت فرما رہے تھے اور اگر میں اس وقت ان کی بات نہ مانتا تو وہ مجھے یقینا مار ڈالتے۔

محصوری کے ایام میں استقامت کا فیصلہ:

بعثت نبوی ﷺ کے ساتویں برس جب مشرکین مکہ نے دیکھا دین اسلام روز بروز ترقی کرتا جا رہا ہے اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور پھر حضرت سیدنا حمزہ اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم جیسے ان کے بہادر اسلام قبول کر چکے ہیں تو ان کے مظالم میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ اور حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے خاندان والوں سمیت ایک گھاٹی میں محصور کر دیا جو تاریخ میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے۔ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے خاندان کا پانی بند کر دیا اور انہیں کھانے کے لئے کوئی خوراک میسر نہ تھی۔ قریش نے بنو ہاشم

Marfat.com

کے لئے ذیل کی شرائط رکھیں۔

۱۔ بنی ہاشم کے خاندان میں کوئی شادی نہیں کرے گا۔

۲۔ بنی ہاشم کے ساتھ کسی قسم کی کوئی تجارت نہیں کی جائے گی۔

۳۔ کوئی ان کے ساتھ باہمی تعلق یا ملاقات یا بات چیت نہیں کرے گا۔

۴۔ کوئی ان کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان لے کر نہیں جائے گا۔

منصور بن عکرمہ نے اس معاہدہ کو تحریر کیا اور اس معاہدہ پر قریش کے تمام سرداروں نے دستخط کئے اور اس معاہدہ کو خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا گیا۔ جناب ابوطالب کو مجبوراً حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاندان کے دیگر افراد کو لے کر مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ایک پہاڑ کی گھاٹی میں پناہ لینی پڑی جو بعد میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل و عیال اور چچا جناب ابوطالب بھی تھے۔

ابولہب کے علاوہ بنوہاشم کے وہ لوگ جنہوں نے دین اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے اور اس گھاٹی میں محصور ہوئے۔ سال کے چار حرمت والے مہینوں رجب، ذیقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام میں یہ لوگ اس گھاٹی سے باہر نکلتے تھے اور اپنے لئے کھانے پینے کی چیزوں کا بندوبست کرتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے خاندان کے بائیکاٹ سے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاندان کے دیگر افراد کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہاں جزیرہ نما عرب کے دیگر قبائل میں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے متعلق جانتے نہ تھے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور بنی ہاشم کی مظلومیت سے واقف ہوئے اور ان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہونا شروع ہوا۔ تین سال تک

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ اپنے خاندان کے ہمراہ اس گھاٹی میں محصور رہے اور اس دوران درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے رہے۔

تین سال تک حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر مصائب میں مبتلا رہے یہاں تک کہ قریش کے کچھ لوگوں کے دلوں میں رحم کا جذبہ بیدار ہو گیا۔ اور انہوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ ہشام بن عمرو، زہیر بن امیہ، مطعم بن عدی اور دیگر خانہ کعبہ میں گئے اور زہیر جو کہ جناب عبدالمطلب کے نواسے تھے انہوں نے قریش کے دیگر سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کہاں کا انصاف ہے ہم لوگ تو عیش و آرام کی زندگی بسر کریں اور بنی ہاشم کے بچے بھوک پیاس سے بلبلاتے رہیں۔ اللہ کی قسم! جب تک اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم نہیں کیا جائے گا میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔"

ابوجہل نے جب یہ تقریر سنی تو غصہ سے بولا۔

"تم اس معاہدہ کو ہرگز ہاتھ نہیں لگاؤ۔"

زہیر نے ابوجہل کو للکارا تو ابوجہل خاموش ہو گیا۔ ابوالبختری نے ابوجہل سے کہا۔

"ہم پہلے بھی اس ظالمانہ معاہدے کے حق میں نہ تھے اور اب اس کے پابند بھی نہیں ہیں۔"

روایات میں آتا ہے کہ تین سال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا جناب ابوطالب کو بلایا اور ان سے فرمایا۔

"جو معاہدہ مشرکین نے تحریر کیا تھا اسے دیمک چاٹ گئی ہے۔"

Marfat.com

جناب ابوطالب نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو حیرانگی کا اظہار کیا کیونکہ تین سال سے حضور نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں نہیں گئے تھے اور نہ وہاں سے کوئی انہیں ملنے آتا تھا۔ جناب ابوطالب نے آپ ﷺ سے پوچھا۔

"بھتیجے! تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"بھتیجے! تو صحیح کہتا ہے اور تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔"

پھر جناب ابوطالب گھاٹی سے نکلے اور چند افراد کے ہمراہ خانہ کعبہ پہنچے۔ قریش کے لوگ سمجھے کہ شاید معافی مانگنے اور ہماری شرائط کو تسلیم کرنے آئے ہیں۔ جناب ابوطالب نے جاتے ہی ان سے کہا۔

"وہ اس معاہدہ کو لے کر آئیں کیونکہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ اس معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی ہے۔"

جناب ابوطالب کی بات سن کر قریش کے لوگ خانہ کعبہ میں گئے اور جب اس معاہدے کو کھول کر دیکھا تو اسے واقعی دیمک چاٹ چکی تھی۔ مشرکین مکہ اور قریش کے سردار ابھی بھی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے کو تیار نہ تھے وہ کہنے لگے۔

"یہ ضرور محمد (ﷺ) کا کوئی جادو ہے۔"

معاہدہ چونکہ دیمک چاٹ چکی تھی اس لئے شعب ابی طالب میں محصوری کے یہ تین سال ختم ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے خاندان کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں آکر دوبارہ آباد ہوئے جبکہ منصور بن عکرمہ جس نے یہ معاہدہ تحریر کیا تھا اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ شل کر دیئے۔

(تاریخ التواریخ جلد دوم صفحہ ۶۲۲ تا ۶۲۳)

Marfat.com

مظلوم مسلمانوں کو حبشہ بھیجنے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد جو لوگ مسلمان ہوئے ان پر مشرکین مکہ نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں جب اضافہ ہوتا چلا گیا تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ حبشہ میں اس وقت عیسائی بادشاہ نجاشی حکمران تھا۔ ہجرتِ حبشہ کا واقعہ بعثت نبوی ﷺ کے چھٹے سال پیش آیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ شاہِ حبشہ نجاشی کی مہمان نوازی اور پرہیزگاری کی شہرت عام تھی اور وہ مہاجرین کے ساتھ عمدہ سلوک روا رکھتا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں کی یہ پہلی ہجرت تھی جو مشرکین مکہ کے مظالم کی وجہ سے انہیں کرنی پڑی۔ ہجرت کے اس پہلے قافلے میں بارہ مرد اور چار خواتین شامل تھیں جو مکہ مکرمہ سے پہلے جدہ اور پھر وہاں سے دو کشتیوں میں سوار ہو کر سمندری راستے سے حبشہ پہنچے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۶، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

مؤرخین لکھتے ہیں پہلی جماعت جس نے حبشہ کی جانب ہجرت کی ان میں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، دختر رسول اللہ ﷺ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت ابوحذیفہ، حضرت سہلہ بنت سہیل، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد، حضرت سیدہ ام سلمہ، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت لیلیٰ بنت ابی حیثمہ، حضرت ابوسبرہ، حضرت حاطب عمر اور حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم تھے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۶، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

Marfat.com

مؤرخین لکھتے ہیں مسلمانوں کا پہلا قافلہ کامیابی کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کر گیا تو حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر بیاسی مرد اور اکتیس عورتوں کے دوسرے قافلے نے حبشہ کی جانب ہجرت کی اور اس قافلے کے سربراہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مسلمان حبشہ میں نہایت آسودہ زندگی بسر کر رہے تھے اور انہیں حبشہ میں اپنے مذہبی یا مالی امور میں کسی قسم کی پریشانی کا کوئی سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ پھر قریش مکہ نے جب دیکھا کہ مسلمان حبشہ میں نہایت مطمئن زندگی بسر کر رہے ہیں تو انہوں نے اپنا ایک وفد شاہِ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا جس نے شاہِ حبشہ کو قریش کی جانب سے تحائف پیش کئے اور کہا۔

"ہمارے کچھ نادانوں نے اپنے باپ دادا کے مذہب کو ترک کر کے نیا مذہب اختیار کر لیا ہے اور ہمارے امراء نے ہمیں انہیں واپس لانے کے لئے بھیجا ہے۔"

نجاشی نے کہا۔

"جب تک حقیقت مجھ پر آشکار نہ ہو گی میں انہیں تمہارے حوالے ہرگز نہ کروں گا۔"

پھر نجاشی نے اپنے دربار میں عیسائی پادریوں کو جمع کیا اور مہاجرین کو بھی بلایا۔ مہاجرین کی نمائندگی اس وقت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے کی۔

مؤرخین لکھتے ہیں نجاشی نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے دین اسلام کے متعلق پوچھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"اللہ عزوجل نے ہم پر اپنا فضل کیا اور ہم میں ایک رسول ﷺ مبعوث فرمائے اور وہ عالی نسب اور امین ہیں۔ انہوں نے ہمیں

Marfat.com

خدائے واحد کی طرف بلایا اور ہم نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ہمارے نبی ﷺ کہتے ہیں اللہ عزوجل ایک ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے پس ہم اللہ عزوجل کا کوئی شریک نہیں ٹھہراتے، نماز پڑھتے ہیں اور وعدوں کو پورا کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں اور جب ہم نے رسول ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا تو ہماری قوم ہمارے خلاف ہوگئی اور انہوں نے ہم پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے جس کے بعد بالآخر ہم ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔"

نجاشی نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تقریر سنی تو کہا مجھے وہ کلام سناؤ جو رسول ﷺ پر نازل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چند آیاتِ قرآنی کی تلاوت کی جسے سن کر نجاشی رونے لگا اور عیسائی پادری جو اس وقت دربار میں موجود تھے وہ بھی ان آیات کو سن کر رونے لگے۔ نجاشی بولا۔

"واللہ! یہ وہی نور ہے جو نورِ موسیٰ علیہ السلام تھا۔"

پھر نجاشی نے قریش کے سفیروں سے کہا کہ میں انہیں تمہارے حوالے نہ کروں گا۔ پھر نجاشی نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟"

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور روح اللہ ہیں جو مریم علیہا السلام کی جانب القاء کی گئی۔"

نجاشی بولا۔

"میں جان گیا تمہارا مذہب حق ہے اور تم حبشہ میں سکون سے

Marfat.com

رہو اور یہاں تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۹۹ تا ۱۰۱)

تبلیغ دین کے لئے طائف جانے کا فیصلہ:

جناب ابوطالب کے وصال کے بعد مشرکین مکہ کی عناد اور دشمنی کھل کر سامنے آگئی تھی اور اب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مظالم ڈھاتے تھے اور انہیں روکنے والا کوئی نہ تھا۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ دین کے لئے طائف جانے کا فیصلہ کیا اور اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ طائف امراء کا شہر تھا اور ان رئیسوں میں عمیر کا خاندان تمام قبائل کا سردار تسلیم کیا جاتا تھا اور یہ تین بھائی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں اسلام کی دعوت دی تو ان بھائیوں نے بجائے اس دعوتِ توحید پر لبیک کہنے کے شہر کے چند شر پسندوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے لگا دیا اور ان شر پسندوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر برسانے شروع کر دیئے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہولہان ہو گئے اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچاتے ہوئے شدید زخمی ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ زخمی حالت میں ایک باغ میں پناہ لی اور یہ باغ مکہ مکرمہ کے مشہور شخص عتبہ بن ربیعہ کا تھا۔ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ دونوں ہی وہاں موجود تھے اور وہ دونوں اگرچہ کافر تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں زخمی حالت میں دیکھ کر انہیں رحم آگیا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے باغ میں ٹھہرایا اور اپنے ایک نصرانی غلام عداس کے ہاتھوں انگوروں کا ایک خوشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھجوایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بسم اللہ پڑھ کر وہ انگور نوش فرمائے تو عداس نے حیرانگی سے کہا یہاں کے لوگ یہ کلمہ نہیں پڑھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تیرا وطن کون سا ہے؟ وہ بولا میں نینوی کا باشندہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ تو حضرت

Marfat.com

یونس علیہ السلام کا شہر ہے اور وہ بھی میری طرح نبی تھے۔ عداس نے آپ ﷺ کی بات سنی تو آپ ﷺ کے قدموں کا بوسہ لیا اور اسلام قبول کر لیا۔

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۲، زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۳۰۰)

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ غمگین رہنا شروع ہو گئے۔ اس دوران حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ﷺ کو ایک غمخوار ساتھی کی ضرورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! مجھے ایک غم خوار ساتھی چاہیے جو میرے گھر اور بچوں کو دھیان رکھ سکے چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم کے کہنے پر ام المومنین حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا جسے قبول کر لیا گیا اور یوں ام المومنین حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا چار سو درہم مہر کے ساتھ آپ ﷺ کے نکاح میں آ گئیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد دوسری عورت تھیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں جب ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو ایک دن حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی زوجہ تھیں وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کس سے؟ انہوں نے عرض کیا اگر آپ ﷺ چاہیں تو کسی کنواری سے نکاح کر لیں یا پھر کسی بیوہ سے نکاح کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کنواری کون ہے اور بیوہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کنواری لڑکی تو آپ ﷺ کے دوست سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ (رضی اللہ عنہا) ہے اور بیوہ سودہ (رضی اللہ عنہا) بنت زمعہ ہیں جو

Marfat.com

آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ان سے اس کا تذکرہ کرو چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا زوجہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا اور انہوں نے اس پیغام کو قبول کر لیا اور پھر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے والد سے اس کا ذکر کیا وہ چونکہ بوڑھے تھے اور ان پر ضعف کا غلبہ تھا اور انہیں اپنا تعارف کروایا انہوں نے جب اس پیغام کے متعلق سنا تو کہا تم اپنی سہیلی سودہ (رضی اللہ عنہا) سے اس کا ذکر کرو اور جب میں نے اس کا ذکر حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے کہا تم جا کر حضور نبی کریم ﷺ سے کہو کہ وہ تشریف لے آئیں۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نکاح کے لئے حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی کو اس نکاح کا علم ہوا اور وہ اس وقت مسلمان نہ ہوا تھا اس نے اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا جس سے ہم دور بھاگتے تھے وہ ہمارے گھر کا فرد بن گیا اور پھر جب اس نے اسلام قبول کیا تو اس سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا میں بے وقوف تھا جو اپنے سر پر خاک ڈال رہا تھا حالانکہ یہ ہمارے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات تھی۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۴۱ تا ۵۴۲)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ:

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہن سے نکاح کی ترغیب دلائی اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے نکاح کا پیغام بھی لے کر گئیں۔

Marfat.com

روایات میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جانب نکاح کا پیغام حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم لے کر آئیں۔ انہوں نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا تو حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا ابھی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) گھر پر موجود نہیں وہ آتے ہیں تو میں ان سے بات کرتی ہوں۔ کچھ دیر بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے پیغام سے متعلق علم ہوا تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ ﷺ نے مجھے اپنا منہ بولا بھائی بنایا ہے کیا منہ بولے بھائی کی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا منہ بولے بھائی کی بیٹی حرام نہیں ہے چنانچہ آپ ﷺ کی بات سننے کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حامی بھر لی۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بوقت نکاح چھ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ماہِ شوال میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آنے والی واحد کنواری خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ماہِ شوال میں ہونے سے دورِ جاہلیت کی اس رسم کا خاتمہ بھی ہو گیا کیونکہ عرب ماہِ شوال میں نکاح کرنے کو منحوس سمجھتے تھے۔ روایات کے مطابق جس دن آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح تھا اس دن آپ رضی اللہ عنہا اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ نے آپ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی۔

حضور نبی کریم ﷺ سے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں۔

"میرا نکاح ہو گیا اور مجھے اس وقت اس کی خبر بھی نہ تھی۔ میری والدہ نے مجھے سمجھایا کہ اب میرا نکاح ہو گیا ہے اس لئے میں گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دوں۔"

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا ایک فرشتہ انہیں ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر کوئی شے پیش کر رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس ریشم کے کپڑے کو کھول کر دیکھا تو اس میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں چنانچہ اس خواب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بارہ اوقیہ چاندی حق مہر پر نکاح ہوا تھا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۱۰۷۶، ۱۰۷۷)

ہجرتِ مدینہ کا فیصلہ:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حج کے لئے نکلے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقامِ عقبہ میں ایامِ تشریق کے درمیان ہم سے ملنے کا وعدہ فرمایا۔ جب ہم حج سے فارغ ہوئے اور وہ رات آئی جس رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہمارے ساتھ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے اور وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے، ہم نے انہیں لیا اور اپنے اس معاملہ کو اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپایا جو ہمارے ساتھ تھے۔ ہم نے ابو جابر سے کہا اے ابو جابر! تم ہمارے سرداروں میں سے ہو اور تم جس حال میں ہو وہ ہمیں پسند نہیں اور تم کل دوزخ کا ایندھن بنو گے۔ پھر ہم نے ابو جابر کو دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہماری جو ملاقات مقام عقبہ پر ہوئی اس سے آگاہ کیا۔ ابو جابر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے۔

Marfat.com

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر رات کو جب ہماری قوم کے دیگر لوگ سو رہے تھے ہم اپنے خیموں سے دبے قدموں نکلے یہاں تک کہ پہاڑ پر چڑھے اور ایک دوراہے پر جمع ہو گئے۔ ہم کل ۷۳ مرد تھے اور ہماری عورتوں میں ام عمارہ بنت کعب اور ام منبع اسماء بنت عمرو رضی اللہ عنہن یہ دو عورتیں تھیں۔ ہم اس دوراہے پر اکٹھے ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے منتظر تھے۔ پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب تھے جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے مگر اپنے بھتیجے کے ہر معاملہ میں موجود ہوتے تھے۔ ہم سب بیٹھ گئے اور پھر گفتگو کا آغاز حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کیا اور فرمایا اے گروہ خزرج! تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کو ہم میں جو مقام و مرتبہ حاصل ہے اور ان لوگوں نے جو ہماری رائے سے متفق ہیں انہوں نے اب تک ان کی حفاظت کی ہے اور یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں مگر یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہارے پاس جانا چاہتے ہیں اور تم سے مل کر رہنے کے سوا کوئی دوسری بات ماننے کو تیار نہیں۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم انہیں جس جانب لے جا رہے ہو وہاں ان کا پورا پورا حق ادا کرو گے اور مخالفین سے ان کی حفاظت کرو گے اور تم اس بار کو خوشی خوشی اٹھانے کے لئے تیار ہو اور اگر تم نے انہیں ان کے مخالفین کے حوالے کیا اور ان کی مدد سے باز آنے کا خیال بھی آیا تو تم اب بھی بتا دو اور یہ اب اپنی قوم میں معزز و محفوظ ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا ہم نے سن لیا اور پھر ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ ہم سے گفتگو فرمائیے اور اپنی ذاتِ بابرکات اور اللہ عزوجل کے بارے میں ہم سے جو اقرار لینا چاہیں لے لیجئے۔ حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی چند آیات کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا میں تمہیں اللہ عزوجل کی جانب حق کی دعوت دیتا ہوں اور تمہیں دین اسلام کی رغبت دلاتا ہوں۔ پھر فرمایا میں تم سے اس پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔

حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا دست مبارک تھاما اور عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہمیں یہ تمام شرائط منظور ہیں اور ہم آپ ﷺ کی حفاظت ضرور کریں گے۔ آپ ﷺ ہم سے بیعت لیں اور اللہ عزوجل کی قسم! ہم آپ ﷺ کے سپاہی ہوں گے اور جنگ ہمیں بزرگوں سے وراثت میں ملی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے مابین ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ اس دوران حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ بولے یارسول اللہ ﷺ ہم میں اور یہود میں خصوصی تعلق ہے اور ہم اُن سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر لیں گے مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کو جب غلبہ عطا ہو اور آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم میں واپس لوٹ جائیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ میرا خون تمہارا خون ہوگا اور تمہارا خون میرا خون ہوگا اور تم مجھ سے ہو جاؤ گے اور میں تم سے ہو جاؤں گا، جو تم سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا اور تم جس سے صلح کرو گے میں بھی اس سے صلح کروں گا۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۳۰۰)

مشرکین مکہ کے ظلم وستم حد سے تجاوز کر چکے تھے مگر پھر بھی وہ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے۔ اس دوران حج کے

Marfat.com

ایام میں یثرب جوکہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والے مہاجرین میں سے چند لوگ واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور اس دوران مکہ مکرمہ میں بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے جبکہ مدینہ منورہ کے بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ قریش نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہاء کر دی اور وہ مدینہ منورہ سے آنے والوں کو بھی تنگ کرنے لگے۔ اس دوران مدینہ منورہ کے ستر نقیب جو مسلمانوں کے سردار تھے انہوں نے حج کے ایام میں حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی جسے بیعت عقبہ کہا جاتا ہے اور انہوں نے عہد کیا آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے جو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ آئیں گے ہم ان کی معاونت کریں گے اور اپنی جان ان پر نچھاور کریں گے۔ پھر اللہ عزوجل کا حکم آن پہنچا اور اس دوران قریش کے ظلم وستم میں بھی بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا۔ ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک قافلہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا اور یہ قافلہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہونے لگی۔

Marfat.com

بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تمہارا دارِ ہجرت دکھایا گیا ہے جو کھجوروں والا شہر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے متعلق حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بستر پر لٹایا تھا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل وعیال کے علاوہ کوئی نہ جانتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کرنے والے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر سے نکلنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

"تو مجھے اور اللہ کو بے حد محبوب ہے مگر یہاں کے رہنے والوں نے مجھے یہاں سے جانے پر مجبور کر دیا ہے اگر میں مجبور نہ ہوتا تو یہاں سے ہرگز نہ جاتا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حج کے دنوں میں یثرب جو کہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۹۹ تا ۱۰۲، خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ ۲۹۰)

Marfat.com

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو بستر پر لٹانے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اللہ عزوجل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر بنائے ہیں۔ آپ ﷺ کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ ﷺ اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کے انتظار میں تھے۔ سیدنا صدیق اکبر اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم جلدی نہ کرو ہو سکتا ہے اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔ پھر جب حکم الٰہی آن پہنچا تو آپ ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اس رات آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا اور آپ ﷺ ان کے اس ارادہ سے قبل ہی گھر سے نکل گئے تھے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر جس بستر پر آرام فرما ہیں وہ ان کے لئے موت کا بستر ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل کیا اور بے نیاز ہو کر اس بستر پر لیٹے رہے۔

روایات میں آتا ہے مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے لئے ایک محفوظ پناہ گاہ مدینہ منورہ کی صورت میں ڈھونڈ لی ہے تو

Marfat.com

انہوں نے ایک منصوبہ بنایا جس میں تمام قبائل کا ایک ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے باہر اکٹھا ہوا تاکہ ایک لمحے میں حضور نبی کریم ﷺ پر وار کر کے انہیں شہید کر دیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی مشرکین مکہ کے ناپاک ارادوں کی خبر ہوگئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ صبح ہوتے ہی لوگوں کی وہ امانتیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھیں وہ متعلقہ لوگوں کو واپس کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ)! مجھے ہجرت کا حکم ہوگیا اور میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کرنے والا ہوں۔ میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں وہ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں تم ان امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچا دینا۔ مشرکین مکہ نے میرے قتل کی منصوبہ بندی کی ہے اور وہ آج رات مجھے قتل کرنے کا ناپاک ارادہ رکھتے ہیں۔ تم میری یہ چادر اوڑھ لو اور میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق بستر پر لیٹ گئے اور چادر اوڑھ لی۔ مشرکین مکہ نے رات بھر حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کا محاصرہ جاری رکھا مگر صبح ہوتے ہی انہیں خبر ہوئی کہ ان کا منصوبہ ناکام ہو چکا اور حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے باہر جا چکے ہیں۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۲، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۵)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا

Marfat.com

علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور مٹھی بھر مٹی ان کفار کے منہ پر ماری جس سے ان کی آنکھیں اندھی ہوگئیں اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم با آسانی نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ مشرکین مکہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک شخص نے ان کو آ کر اطلاع دی کہ تم جن کا انتظار کر رہے ہو وہ مکہ مکرمہ سے جا چکے ہیں۔

مشرکین کی اس جماعت میں سے ایک شخص نے گھر کے اندر جا کر دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر کوئی اور سو رہا ہے۔ جب انہوں نے سوئے ہوئے کے اوپر سے چادر اتاری تو وہ سوئے ہوئے شخص حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں یہاں لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کے لئے موجود ہوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی تم کر رہے تھے اس لئے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کہاں ہیں؟"

مشرکین مکہ نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو وہ شرمندہ ہو کر واپس چلے گئے۔

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۹۰، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۴، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۷۹)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رفیق سفر بنانے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اللہ عزوجل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر

Marfat.com

بنائے ہیں۔ آپ ﷺ کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ آپ ﷺ نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ ﷺ اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کے انتظار میں تھے۔ سیدنا صدیق اکبر اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم جلدی نہ کرو ہوسکتا ہے اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔ پھر جب حکم الٰہی آن پہنچا تو آپ ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۱۰۸۷، خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۹۰)

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے میرے رب نے ہجرت کا حکم دیا ہے اور اس سفر میں تم میرے ساتھ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے الفاظ سنے تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ وہ اعزاز تھا جو کسی بھی طرح نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے جانثار اور اپنے رفیق کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھی ہو۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ دن میں کئی مرتبہ ہمارے گھر تشریف لاتے تھے پھر جب آپ ﷺ کو ہجرت کی اجازت ملی تو اس روز بھی آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ وہ دوپہر کا وقت تھا اور ہم تمام گھر والے حیران تھے آپ ﷺ خلافِ عادت اس وقت تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ اس وقت تشریف لائے ہیں کیا کوئی اہم بات ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! تم اپنے گھر والوں کو یہاں سے ہٹا دو۔ والد بزرگوار نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ سب آپ ﷺ کے گھر والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی اور اس سفر میں تم میرے ساتھی ہو۔ والد بزرگوار نے آپ ﷺ کی بات سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دو اونٹنیاں تیار کرنے کا حکم دیا اور یہ وہ اونٹنیاں تھیں جنہیں آپ رضی اللہ عنہ چار ماہ سے پال رہے تھے کہ کسی بھی وقت ہجرت کا حکم ملا تو سفر میں دشواری پیش نہ آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ رات کے وقت دوبارہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ دونوں اونٹنیاں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ جسے مناسب سمجھیں سفر کے لئے ہمراہ رکھ لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اونٹنی کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا۔

"ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! اس اونٹنی کی قیمت تم مجھ سے وصول کر لو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں میں اس کی قیمت ہرگز نہ لوں گا۔ میرا تمام مال آپ ﷺ کا ہی ہے اور دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں قیمت کی ادائیگی کے بغیر اس پر سفر نہ کروں گا تم اس کی وہ قیمت لے لو جس قیمت میں تم نے اسے خریدا تھا۔"

مؤرخین لکھتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس اونٹنی کی قیمت ادا کی۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر سے نکلنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

"تو مجھے اور اللہ کو بے حد محبوب ہے مگر یہاں کے رہنے والوں نے مجھے یہاں سے جانے پر مجبور کر دیا ہے اگر میں مجبور نہ ہوتا تو یہاں سے ہرگز نہ جاتا۔"

روایات میں آتا ہے ہجرت کے لئے روانہ ہونے سے قبل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کچھ درہم دیئے اور فرمایا اس سے گوشت پکا لیں تاکہ سفر کے دوران کھانے کی سہولت رہے۔ حضرت اسمائ رضی اللہ عنہا نے ان درہم سے گوشت خریدا اور اسے پکانے لگ گئیں۔ ابوجہل اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں وہاں پہنچ گیا۔ اس نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اسے کچھ بھی بتانے سے انکار کر دیا جس پر اس بدبخت نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے چہرہ پر تھپڑ مارا جس سے کان کے نچلے حصے سے خون نکلنا شروع ہوگیا اور کان کی بالی بھی ٹوٹ کر گر پڑی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سفر کے لئے روانہ ہونے لگے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سفر کا سامان باندھنا شروع کیا۔ جب سامان باندھنے کے لئے انہیں رسی نہ ملی تو انہوں نے اپنا ازار بند دو حصوں میں تقسیم کر کے اس سے سفر کا سامان باندھ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آپ رضی اللہ عنہا کے اس حسن عمل کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہا کو "ذات النطاطین" کا خطاب دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت مکہ مکرمہ کو الوداع کہا اور جنوب کی سمت روانہ ہوئے۔ اس سفر ہجرت میں سیدنا صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے اور عبدالرحمن بن اریقط جسے راستہ بتانے کے لئے اجرت پر رکھا گیا تھا وہ ہمراہ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن اریقط کے حوالے دونوں اونٹنیاں کیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ تین دن بعد انہیں غارِ ثور میں ملیں۔

حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سفر پر روانہ ہوئے اور پہلا پڑاؤ غارِ ثور میں کیا۔ غارِ ثور تک کا سفر نہایت دشوار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے جانثار اور محافظ ہونے کا ثبوت دیا اور کئی جگہوں پر حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر سفر کیا۔ یہ سعادت بھی آپ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھانے کی سعادت حاصل کی۔

غارِ ثور مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دورانِ سفر حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گزر قبیلہ خزاعہ کی ایک نیک عورت ام معبد کے پاس سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اگر اس کے پاس کھجوریں، دودھ اور گوشت ہو تو وہ انہیں فروخت کر دے۔ ام معبد نے عرض کیا میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے ماسوائے ایک بکری کے جو بہت کمزور ہے۔ پھر اس نے وہ بکری آپ رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ بکری حضور نبی کریم ﷺ کو دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اس بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا اور دودھ دوہنا شروع کر دیا۔ برتن بکری کے دودھ سے بڑھ گیا اور حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ نے سیر ہو کر وہ دودھ پیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس بکری کا دودھ ایک مرتبہ پھر دوہا اور جب برتن بھر گیا تو وہ برتن اس خاتون ام معبد کو دے دیا۔ جب ام معبد کا خاوند ابو معبد گھر لوٹا تو ام معبد نے سارا واقعہ اس کے گوش گزار

Marfat.com

کیا۔ ابومعبد نے ام معبد سے حلیہ دریافت کیا تو اس نے حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کر دیا۔ ابومعبد نے جب حلیہ سنا تو قسم کھا کر کہا کہ یہ تو وہی ہیں جن کا ذکر مکہ مکرمہ میں اس وقت ہو رہا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب میں اور حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے نکلے تو رات کا وقت تھا ہم ساری رات سفر کرتے رہے اور صبح کے وقت ہمیں ایک چٹان نظر آئی۔ میں نے اس چٹان کے سائے میں ایک کپڑا بچھا دیا تاکہ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر آرام فرما لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر آرام کی غرض سے تشریف فرما ہوئے اور میں نے وہاں پہرہ دینا شروع کر دیا۔ اس دوران ایک چرواہا وہاں سے گزرا میں نے اس سے پوچھا کیا اس کی بکریاں دودھ دیتی ہیں تو اس نے ایک بکری میرے حوالے کر دیا جس کے تھنوں کو صاف کر کے میں نے دودھ دوہا اور دودھ کا برتن حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے سیر ہو کر دودھ پیا اور باقی دودھ مجھے دے دیا جو میں نے بھی سیر ہو کر پیا۔ دودھ پینے کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو راستہ میں سراقہ بن مالک نے ہمیں آن لیا۔ میں نے اسے دیکھا تو گھبرا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ ہماری ہی تلاش میں ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کچھ دیر بعد جب سراقہ بن مالک ہمارے نزدیک پہنچ گیا تو میں نے پھر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ ہمارے بالکل نزدیک آ گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! کیوں غم کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے اپنی نہیں

Marfat.com

بلکہ آپ ﷺ کی فکر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

"اے اللہ! تو جس طرح چاہے ہماری حفاظت فرما۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کا یہ کہنا تھا سراقہ بن مالک کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ وہ چھلانگ لگا کر گھوڑے سے اترا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے لگا میں جانتا ہوں یہ آپ ﷺ کی دعا کا اثر ہے اگر آپ ﷺ مجھے اس مصیبت سے نجات دلوا دیں تو میں انہیں جو آپ ﷺ کی تلاش میں ہیں انہیں یہاں نہیں آنے دوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا۔ سراقہ بن مالک گھوڑا نکلنے کے بعد واپس مکہ مکرمہ لوٹ گیا۔

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے موقع پر اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہجرت کی خبر مشرکین قریش کو ہوئی تو انہوں نے سو اونٹ انعام مقرر کیا جو ان کو پکڑ کر لائے گا اسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ میں نے جس وقت یہ اعلان سنا اس وقت میں اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ بیٹھا تھا مجھے ایک شخص نے بتایا ابھی مکہ مکرمہ کے نواح میں فلاں جگہ سے حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گزرے ہیں۔ میں گھر آیا اور گھوڑے کی زین کسی اور پھر فال نکالی جو اچھی نہ نکلی۔ میں نے لالچ کے ہاتھوں مجبور ہو کر دوبارہ فال نکالی اور وہ بھی اچھی نہ نکلی۔ میں انعام کے لالچ میں گھر سے نکلا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے اس جگہ پہنچ گیا۔ جب میں ان کے نزدیک پہنچا تو میرا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور میں چھلانگ لگا کر گھوڑے سے اتر گیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگی اور سیدنا

Marfat.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ ایسی تحریر دیں جو ہمارے درمیان نشانی ہو۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے ایک تحریر لکھ دی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ حنین سے واپس لوٹے تو جعرانہ کے مقام پر میری ملاقات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی میں نے وہ تحریر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھائی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج بھلائی کا دن ہے تم میرے نزدیک آؤ۔ پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پر بیعت ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث نمبر ۱۰۸۷، خصائص الکبریٰ جلد اوّل صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۳، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۷، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۵، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۳)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے غارِ ثور میں پہنچے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے غار میں پہلے داخل ہونے دیں تاکہ میں غار کی صفائی کر سکوں اور اگر غار میں کوئی زہریلا جانور یا اذیت والی چیز موجود ہو تو اسے ہٹا سکوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور غار کی صفائی کی اور پھر غار میں موجود تمام سوراخوں کو اپنا تہبند پھاڑ کر بند کیا آپ رضی اللہ عنہ نے تمام سوراخ بند کر دیئے ماسوائے دو سوراخوں کے کیونکہ تہبند کا کپڑا ختم ہو گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اندر آنے کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں تشریف لائے اور آرام کی غرض سے آپ رضی اللہ عنہ کے زانوؤں پر سر مبارک رکھ کر لیٹ گئے۔ اس غار میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ رضی اللہ عنہ کا قیام تین روز تک رہا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سوراخوں پر جو بند نہ ہوئے تھے ان پر اپنے پاؤں رکھ لئے تھے۔ اس دوران ایک بچھو نے آپ رضی اللہ عنہ کو ڈنک مار

Marfat.com

دیا۔اس ڈنک کی شدت کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے اف نہ کی لیکن آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وہ آنسو جب حضور نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک پر گرے تو حضور نبی کریم ﷺ نے آنکھیں کھول دیں اور جب آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو وجہ دریافت کی۔آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ایک بچھو نے ڈنک مارا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے ڈنک والی جگہ پر اپنا لعابِ دہن لگایا تو زہر کا اثر جاتا رہا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تکلیف ختم ہوگئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تکلیف دیکھ کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور دعا فرمائی۔

"اے اللہ! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو اس تکلیف کے عوض بروزِ محشر میرے ساتھ اجر عطا فرمانا۔"

اللہ عزوجل نے بذریعہ وحی حضور نبی کریم ﷺ کو دعا کی قبولیت کی بشارت عطا فرمائی۔

غارِ ثور میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تین دن قیام کے متعلق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ وہاں قیام کے دوران مجھے دین کے معاملے میں کبھی کوئی خطرہ یا پریشانی لاحق نہیں ہوئی۔

سفر ہجرت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک بہترین محافظ کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی۔غارِ ثور کی جانب سفر کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کبھی حضور نبی کریم ﷺ کے دائیں اور کبھی بائیں ہو جاتے۔کبھی آگے چلنے لگتے اور کبھی پیچھے ہو جاتے تھے۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم ایسے کیوں کرتے ہو تمہیں کیا پریشانی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آپ ﷺ پر حملہ نہ کر دے۔حضور نبی کریم ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ عزوجل ہو۔

غارِ ثور میں قیام کے دوران جب مشرکین مکہ کی جانب سے کرز بن علقمہ غزاعی نامی کھوجی غار کی جانب آن نکلا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو حوصلہ دیا اور پھر اللہ عزوجل کے حکم سے غارِ ثور کے منہ پر سرکنڈوں کا ایک درخت اُگ آیا۔ غار کے دہانے پر ایک کبوتروں نے گھونسلا بنا دیا جس میں کبوتری نے انڈے بھی دے دیئے۔ ایک مکڑی نے غار کے دہانے پر اپنا جالا بن لیا اور غار کا منہ اس جالے سے بند ہو گیا۔ جب وہ کھوجی مشرکین مکہ کو لے کر غار کے پاس پہنچا تو وہ غار کے منہ کو اس طرح بند دیکھ کر واپس لوٹ گئے کہ یہاں کوئی نہیں آسکتا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب کھوجی کو دیکھ کر گھبرا گئے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو تسلی دی تھی اس واقعہ کو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۃ توبہ کی آیت ۴۰ میں بیان کیا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ذمہ لگایا تھا وہ انہیں مکہ مکرمہ میں ہونے والے تمام واقعات کے متعلق شام کو آگاہ کریں۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما شام کو سامانِ خوراک کے ہمراہ آتے اور دن بھر کے تمام واقعات سے آگاہ کرتے تھے۔

غارِ ثور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کھانا پہنچانے کی ذمہ داری حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی تھی اور وہ روزانہ کھانا تیار کر کے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ بھیجا کرتی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے مطابق تین دن بعد حضرت عامر بن

Marfat.com

فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن اریقط دونوں اونٹنیوں کو مع سامان لے کر پہنچ گئے اور پھر اس قافلہ نے ساحل کے کنارے کنارے اپنے سفر کا آغاز کیا اور آٹھ روز کے سفر کے بعد مدینہ منورہ کے نواح میں موجود ایک بستی قبا میں جا کر قیام پذیر ہوا۔

دورانِ سفر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بن حصیب اسلمی اپنے ۷۲ ساتھیوں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ سفر کے دوران لوگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پہچان لیتے اور حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق دریافت فرماتے تو آپ رضی اللہ عنہ کہتے کہ یہ میرے رہبر و رہنما ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۸۲، طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۸، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۵)

قبا میں قیام کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے قبا آمد کے بعد یہیں چند دن قیام کا فیصلہ کیا اور حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ سے زمین خریدی اور اس پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد قبا کے نام سے جانا جاتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس مسجد کی تعمیر میں آپ ﷺ کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ قبا میں پہلی مرتبہ نمازِ جمعہ باجماعت ادا کی گئی جس میں سو کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شمولیت فرمائی۔ قبا میں حضور نبی کریم ﷺ کا قیام قریباً پندرہ روز تک رہا۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۰۹)

مسجد قبا کے متعلق اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○ (التوبہ)

Marfat.com

"اس مسجد کی بنیاد پہلے دن ہی تقویٰ پر رکھی گئی وہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو پاکی بہت پسند ہے اور اللہ پاک رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔"

مدینہ منورہ کے اس سفر میں حضور نبی کریم ﷺ کی ملاقات حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور ملک شام سے اپنا سامانِ تجارت لے کر واپس لوٹ رہے تھے۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیش قیمت کپڑے پیش کئے جنہیں آپ ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قبول فرمالیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۶۳)

ہجرتِ مدینہ کا فیصلہ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کے حکم کے عین مطابق کیا اور آپ ﷺ کی اس ہجرت کے بعد دین اسلام کی تبلیغ میں آسانی ہوگئی اور مسلمان جو مکہ مکرمہ میں ظلم کی چکی میں پس رہے تھے اب وہ دین اسلام کی ترقی وترویج میں اپنا کردار ادا کر رہے تھے اور پھر تاریخ گواہ ہے کہ ہجرتِ مدینہ کے بعد دین اسلام نے ترقی کے جو زینے طے کئے وہ ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اور ہجرت کے بعد اگرچہ ابتداء میں مسلمانوں کو مشرکین مکہ کے ساتھ کئی مواقع پر جنگ کرنا پڑی مگر یہ حقیقت ہے کہ ہجرتِ مدینہ دین اسلام کی ترقی وترویج کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور آپ ﷺ کے اس فیصلے نے مسلمانوں کا رعب و دبدبہ اہل عرب اور عجم پر قائم کر دیا اور خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنا اور فتح مکہ اسی ہجرت کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور دین اسلام نے عرب کی سرحدیں عبور کیں۔

Marfat.com

تیسرا باب

ہجرت کے بعد مدنی زندگی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے

Marfat.com

منم امشب ثناء خوانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلوٰۃ اللہ بر جانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بگو ہمدم کہ باز آمد شب غم
حدیث زلف پیچانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صلوتم باد بر خوبانِ مہوش
نہالانِ گلستانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد

قبا میں قیام کے بعد یہ قافلہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوا اور سفر کرتا ہوا مدینہ منورہ میں وارد ہوا۔ جس وقت یہ قافلہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آگے تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور پھر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ قافلے کا استقبال بنو نجار نے کیا اور ان کی بچیوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر دف بجا کر گیت گائے۔

ابن شہاب کہتے ہیں مجھ سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کے والد زبیر رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرتِ مدینہ کے وقت راستہ میں ملے اور ان کے علاوہ اور بھی کئی مسلمانوں سے ملے جو ملک شام سے تجارت کے بعد واپس لوٹ رہے تھے۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھ سے میرے والد نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سفید لباس میں ملبوس دیکھا اور اہل مدینہ کو یہ خبر ہو چکی تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر چکے ہیں چنانچہ وہ مدینہ منورہ سے باہر حرہ کے میدان میں صبح کے وقت پہنچ جاتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرتے یہاں تک کہ جب دوپہر کی گرمی شدت اختیار کر لیتی تو اپنے گھروں کو لوٹ جاتے تھے۔ اہل مدینہ نے کسی کو سفید لباس میں مدینہ منورہ کی جانب آتا دیکھا تو سمجھے کہ شاید حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں!

Marfat.com

مگر وہ سفید لباس میں کوئی یہودی تھا۔ پھر بالآخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور حضور نبی کریم ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بنی عمرو بن عوف میں پہنچے۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوئے جبکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا تھا آگے بڑھ کر دیکھنے کی کوشش کرنے لگے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں میں سے اندازہ لگا رہے تھے حضور نبی کریم ﷺ کون ہیں؟ پھر جب دھوپ کی شدت ہوئی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر نکالی اور حضور نبی کریم ﷺ پر تان لی اور پھر اس وقت لوگوں کو پتہ چلا ان دونوں حضرات میں سے حضور نبی کریم ﷺ کون ہیں؟ (صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۰۸۷، البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۸۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں انصار کے قریباً پانچ سو لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے قافلے کا استقبال کیا۔ انصار کی عورتیں اپنے گھروں کی چھتوں پر کھڑی تھیں اور ایک دوسرے سے آپ ﷺ کے متعلق پوچھتی تھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ قافلہ بارہ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور آپ ﷺ کی ہجرت کے ساتھ ہی اسلامی سن ہجری کا آغاز ہوا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل قافلہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو یہ قافلہ انصار کے ہر گھر کے آگے سے گزرا۔ ہر انصاری کی خواہش تھی آپ ﷺ کا یہ قافلہ اس کے گھر قیام کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری اونٹنی جس کے گھر کے آگے بیٹھے گی میں وہیں قیام فرماؤں گا چنانچہ آپ ﷺ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے آگے بیٹھ گئی اور آپ ﷺ نے حضرت ابوایوب

Marfat.com

انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔

(البدایہ والنہایہ جلد سوم صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۵، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۱۵)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے پاس مدینہ منورہ سے حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے، پھر عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور یہ دونوں حضرات لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے پھر حضرت بلال حبشی، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لائے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ سیدنا صدیق اکبر اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہم تشریف لائے اور میں نے مدینہ والوں کو اس سے زیادہ خوش پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ (صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۱۰۴)

عقد مواخاۃ کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ منورہ میں ذیل کے گروہ موجود تھے۔

۱۔ مہاجرین و انصار

۲۔ اوس و خزرج کے مشرک اور بت پرست

۳۔ یہودی قبائل جن میں بنی قینقاع، بنی قریظہ، بنی نضیر اور اس کے علاوہ مدینہ کے نواح میں شمال کی سمت خیبر میں یہودی قبائل

مہاجرین وہ تھے جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے اور انصار وہ تھے جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور مسلمان ہو چکے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چونکہ انصار کی دعوت پر مدینہ منورہ کی جانب خود بھی ہجرت کی تھی اور مکہ مکرمہ کے مسلمانوں کو بھی ہجرت کی ترغیب دی تھی چنانچہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ آمد کے بعد مہاجرین اور انصار میں عقدِ مواخاۃ قائم کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ مہاجرین کی

Marfat.com

آبادکاری کا مسئلہ حل ہو اور انصار کے ساتھ رشتہ مضبوط ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا گیا۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا میرے پاس دو باغ ہیں جن میں سے ایک باغ جو تمہیں پسند ہو میں تمہیں دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو تمہیں پسند ہو اسے میں تمہارے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ عزوجل تمہارے مال اور اہل وعیال میں برکت عطا فرمائے تم مجھے بازار کا راستہ بتا دو۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بازار کا راستہ دکھا دیا اور آپ رضی اللہ عنہ سامان کی خرید و فروخت کرنے لگے اور یوں تجارت سے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مال آنا شروع ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ بن ابی زہیر کا بھائی بنایا گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا رشتہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے قائم کیا جو قبیلہ بنی سالم کے معزز رئیسوں میں شمار ہوتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا رشتہ مواخات حضرت اوس بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا۔

مسلمانوں میں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ہی تھے جن کے پاس مال تھا اور باقی مسلمانوں کی حالت زار انتہائی ابتر تھی۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کیا اور یوں آپ رضی اللہ عنہ کو خدمت اسلام کا زیادہ موقع میسر آنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مسلمانوں کے لئے فلاحی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا۔ کھیتی باڑی میں آپ رضی اللہ عنہ کی محنت اور لگن کو دیکھتے ہوئے

Marfat.com

اہل مدینہ نے اپنی زمینیں آپ رضی اللہ عنہ کو کھیتی باڑی کے لئے دے دیں۔

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۲)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ ہجرت کر آئے تو اپنا تمام مال جو حبشہ میں بطورِ تجارت کمایا تھا وہ بھی ساتھ لے آئے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ آئے تو کاروبار کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام دولت دین اسلام کے فروغ اور تبلیغ کے لئے وقف کر رکھی تھی اور ہر مشکل کی گھڑی میں مسلمانوں کی اعانت کرتے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہنچتے ہی مہاجرین اور انصار کے مابین اخوت اور بھائی چارہ کا مثالی رشتہ قائم فرمایا۔ انصار نے مہاجرین کی خبرگیری کی اور مہاجرین کو اپنے اموال، اپنے باغات اور اپنی تمام ملکیت میں سے حصہ دیا اور اگر کسی انصار کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں تو اس نے اپنی کسی ایک بیوی کو اپنے مہاجر بھائی کے لئے چھوڑ دیا یعنی اسے طلاق دے کر اس کا نکاح مہاجر بھائی سے کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انصار کی تعریف فرمائی اور ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر جب بنو نضیر کی املاک پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے انصار! اگر تم چاہو تو بنی نضیر کی ان املاک کو جسے اللہ عزوجل نے مجھے عطا کی ہیں میں تم میں تقسیم فرما دوں اور مہاجرین بدستور تمہارے گھروں میں ہی مقیم رہیں اور اگر تم چاہو تو اسے مہاجرین میں تقسیم فرما دوں اور ان کو تم سے علیحدہ کر کے دوسرے گھروں میں مقیم کر دوں اور وہ اپنے معاش کا اب خود بندوبست کریں۔"

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ان کو حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم نے جن کا شمار انصار کے امراء میں ہوتا تھا انہوں نے عرض کیا

"یا رسول اللہ ﷺ ہم خواہش رکھتے ہیں آپ ﷺ اس مال کو مہاجرین میں تقسیم فرما دیں کیونکہ انہوں نے دین اسلام کی محبت میں اپنا مال و اسباب لٹا دیا اور اپنے رشتہ داروں اور اہل قبیلہ کو چھوڑ کر مفلسی کی زندگی بسر کی اور مہاجرین کو بدستور انہی گھروں میں رہنے دیں اور ہمارے گھروں میں برکت انہی کی وجہ سے ہے"

حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم کی تائید دیگر انصار نے بھی کی اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی بات سن کر تبسم فرمایا اور آپ ﷺ کے چہرہ پر خوشی و مسرت کے آثار نمایاں تھے آپ ﷺ نے انصار کے اس ایثار پر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ تم پر تمہاری اولاد پر اور ان کی اولاد پر اپنا خصوصی فضل عطا فرمائے"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے بنو نضیر کی املاک کو مہاجرین میں تقسیم فرما دیا اور بعض مفلس و نادار انصار کو بھی اس میں شامل فرمایا اور ان میں ابی الحقیق کی ایک شمشیر جو نہایت عمدہ و نفیس تھی وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔

(مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۱۹۸ تا ۱۹۹)

حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنانے کا فیصلہ:

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں مواخات قائم کی تو حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے جب حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین و انصار کے مابین اخوت کا رشتہ قائم کیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا۔

"تم میرے بھائی اور وارث ہو، میں تمہارا وارث ہوں۔"

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۵۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ آپ نے مہاجرین اور انصار کے مابین اخوت کا رشتہ قائم کیا مگر میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ)! تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔"

(سنن الترمذی جلد پنجم کتاب المناقب حدیث ۳۷۴۱)

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بنو مالک بن نجار کے ایک محلہ کے میدان میں جہاں حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی قصویٰ بیٹھی تھی آپ ﷺ نے اس میدان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جگہ کس کی ملکیت ہے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا یہ دو کم سن بھائیوں سہل اور سہیل کی جگہ ہے اور ان کے کم سن بھائیوں کے نگران مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہم نے وہ جگہ فی سبیل اللہ دینی چاہی مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زمین کی خریداری کے معاملہ پر بات کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے زمین خریدنے کا فیصلہ کرلیا اور پھر دس ہزار درہم کے عوض وہ زمین خرید لی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے برابر پتھر رکھیں۔ پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر پتھر رکھیں۔ پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے برابر پتھر رکھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ دن رات کام کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسجد کے لئے پتھر کمر پر لاد کر لاتے تھے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر انتہائی سادہ تھی اور اس کی دیواریں پتھر اور گارے سے بنائی گئی ہیں۔ مسجد کی چھت کھجور کے پتوں کی بنائی گئی تھی۔ مسجد کی تعمیر کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر اس کے گرد حجرے تعمیر کئے گئے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل وعیال کے ہمراہ قیام پذیر ہوئے۔

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۰۸۷، تاریخ طبری جلد دوم حصہ اوّل صفحہ ۱۱۵، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۰۰)

نماز سے قبل اذان کے متعلق فیصلہ:

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر کے بعد اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ کوئی ایسی نشانی مقرر کی جائے جس سے لوگوں کو نماز کے وقت کا پتہ چل جائے چنانچہ ایک تجویز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پیش کی گئی کہ نماز سے پہلے بگل بجایا جائے لیکن آپ

Marfat.com

ﷺ نے اس سے انکار کر دیا کیونکہ یہ یہود کا طریقہ تھا۔ ایک تجویز یہ پیش کی گئی آگ جلائی جائے جس سے پتہ چل جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے بھی انکار کر دیا کیونکہ یہ مجوسیوں کا طریقہ تھا۔ ایک تجویز یہ پیش کی گئی ناقوس بجا کر نماز کا اعلان کیا جائے مگر آپ ﷺ نے یہ طریقہ بھی رد کر دیا کیونکہ ناقوس بجانے کا طریقہ عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں رائج تھا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس مجلس مشاورت میں موجود تھے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنے خواب سے آگاہ کیا کہ میں نے خواب میں کسی کو کہتے سنا کہ نماز کے لئے اذان کہو۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خواب کے بعد اپنے خواب کا ذکر کیا جس میں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا تھا جس نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں اور اس نے اذان کے کلمات انہیں سکھائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس تجویز کو پسند کیا اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اذان کے کلمات حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو سکھائیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے اذان کے کلمات سیکھنے کے بعد پہلی مرتبہ اذان دی اور یوں نماز سے پہلے باقاعدہ اذان دینے کا طریقہ رائج ہوا۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اذان کی آواز سن کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ یہ وہی کلمات ہیں جو میں نے خواب میں سنے تھے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کے بتائے ہوئے کلمات کی تصدیق کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور فرمایا۔

Marfat.com

"مجھے وحی کے ذریعے پہلے ہی یہ کلمات بتا دیئے گئے تھے مگر
میں اس کی تصدیق اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چاہتا تھا۔"

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاذان حدیث ۵۷۴، ۵۷۵)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کر کے لانے کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مدینہ منورہ میں قیام اپنی والدہ اور بہن کے ہمراہ بنو حارث کے محلہ میں ہوا جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مقیم تھے۔ مدینہ منورہ آمد کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحت بگڑ گئی اور وہ شدید بیمار ہو گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی بیمار ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل تھے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کی دن رات خدمت کی جس کے باعث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طبیعت سنبھل گئی۔ دن رات کی اس خدمت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں اور یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہا کے سر کے بال بھی جھڑ گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کی صحت قدرے بہتر ہوئی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب اپنی امانت کو لے جائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں مہر ادا نہیں کر سکتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرض دیا جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کا مہر ادا کیا اور یوں آپ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر آ گئیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مدینہ منورہ آمد کے بعد ہمارا قیام بنو حارث کے محلہ میں ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز ہمارے گھر تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی۔ میری

Marfat.com

والدہ نے مجھے جھولے سے اتارا اور اور میرا منہ ہاتھ دھو کر میرے بالوں میں کنگھا کر کے چوٹی کی۔ پھر مجھے لے کر اس کمرے میں داخل ہوئیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دیگر انصار و مہاجرین بھی تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی وہ انصار اور مہاجرین اس کمرے سے باہر چلے گئے پھر میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ یہ تمہارے اہل ہیں اور اللہ تمہیں ان کے لئے بابرکت کرے اور تمہیں ان سے برکت حاصل ہو اور پھر وہ بھی کمرے سے باہر چلی گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کمرہ میں میرے ساتھ خلوتِ خاص فرمائی۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کے لئے دودھ پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ قدرے پینے کے بعد مجھے پینے کے لئے دیا تو میں شرما گئی۔ حضرت اسمائ رضی اللہ عنہا بنت یزید نے کہا کہ تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا نہ لوٹاؤ چنانچہ میں نے شرماتے ہوئے وہ دودھ پی لیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ماہِ شوال میں ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصتی کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحقہ حجرہ عطا فرمایا جہاں اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک واقع ہے۔ اس وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحقہ صرف دو حجرے موجود تھے جن میں سے ایک حجرہ آپ رضی اللہ عنہا کا تھا اور دوسرا حجرہ ام المومنین حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے مخصوص تھا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت عمر مبارک صرف نو برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت باقاعدہ کوئی رسم ادا نہ کی گئی اور نہ ہی

Marfat.com

کسی قسم کی کوئی ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح اور رخصتی دونوں ماہِ شوال میں ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بارے میں صحیح روایات یہی ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرت کے پہلے سال ماہِ شوال میں ہوئی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۰۲)

یہودی قبائل سے معاہدہ کا فیصلہ:

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا کہ مدینہ منورہ میں یہود قبائل بھی کثیر تعداد میں آباد تھے اور ان میں تین قبائل بنی قینقاع، بنی نضیر اور بنی قریظہ زیادہ مشہور تھے اور ان کے مدینہ منورہ کے نواح میں مضبوط محلات اور مستحکم قلعے تھے۔ ہجرت سے قبل مدینہ منورہ کے انصار اور یہودیوں میں اکثر جھگڑا رہتا تھا اور انصار کے دو مشہور قبیلے بنی اوس اور بنی خزرج یہودیوں کے ساتھ جنگوں میں معاشی طور پر بہت کمزور ہو چکے تھے اور یہود کے ساتھ مشہور جنگ "جنگ بعاث" میں ان کے کئی نامور سردار مارے جا چکے تھے۔ یہودی یہ بھی سازشیں کرتے تھے کہ کسی طرح وہ مدینہ منورہ میں بسنے والے ان قبائل کے مابین لڑائی کروائیں۔ ان کی انہی سازشوں کی وجہ سے ان دونوں قبائل کے مابین بھی کبھی صلح کی فضاء قائم نہ ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی کہ انصار کے دونوں قبائل اور یہودیوں کے مابین کوئی امن معاہدہ قائم کیا جائے تاکہ جنگ کی نوبت نہ آئے اس مقصد کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود اور انصار کو بلایا اور ان کے مابین امن معاہدہ کی دستاویز تحریر کروائی اور ان پر دونوں فریقین کے دستخط ہوئے۔ اس معاہدہ میں ذیل کی دفعات شامل تھیں۔

۱۔ خون بہا اور فدیہ کو چھڑانے کے لئے جو رقم پہلے سے طے شدہ ہے اسی پر عمل کیا جائے گا۔

Marfat.com

۲۔ یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور ان کی مذہبی رسومات میں کسی قسم کی بھی دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔

۳۔ یہود اور مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ روابط رکھیں گے۔

۴۔ یہود یا مسلمان دونوں میں سے کسی کو جنگ کی نوبت آئی تو دونوں فریق ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

۵۔ اگر مدینہ منورہ پر کسی قسم کا حملہ ہوا تو دونوں فریق مل کر اس حملہ کا بھرپور جواب دیں گے۔

۶۔ یہود یا مسلمانوں میں سے کوئی بھی فریق قریش اور ان کے معاونین کو اپنے پاس پناہ نہیں دے گا۔

۷۔ اگر کسی دشمن سے ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا فریق بھی اس مصالحت میں شامل ہوگا اور مذہبی جنگ اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ ۵۰۱ تا ۵۰۲)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مدد کا فیصلہ:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں فارس کے علاقے اصبہان کے ایک زمیندار کا بیٹا تھا اور اسے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب تھا اور اس نے مجھے لڑکیوں کی مانند گھر میں رکھا اور پھر ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا تم کھیتوں میں جاؤ مگر وہاں رکے نہ رہنا کہ کہیں میں جائیداد کا خیال چھوڑ کر تمہاری فکر میں مبتلا ہو جاؤں۔ پھر میں وہاں سے نکلا اور میرا گزر عیسائیوں کے ایک گرجا گھر سے ہوا اور مجھے ان کی عبادت کا انداز اچھا لگا اور اس سے قبل میں مجوسی تھا۔ میں نے خود سے کہا یہ ہم سے اچھے ہیں اور پھر میں اسی گرجا گھر کے پاس کھڑا رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور میں نہ ہی کھیتوں میں گیا تھا نہ ہی

Marfat.com

گھر واپس لوٹا تھا۔ پھر میرے باپ نے کچھ لوگوں کو میری تلاش میں بھیجا۔ میں نے عیسائیوں سے پوچھا تمہارے دین کی جڑ کہاں ہے؟ وہ بولے ملک شام میں۔ پھر میں ان لوگوں کے ساتھ واپس لوٹ آیا جو میری تلاش میں مجھ تک پہنچے تھے۔ میرے باپ نے مجھ سے پوچھا تم کہاں تھے؟ میں نے انہیں بتایا میں ایک قوم کے پاس سے گزرا اور مجھے ان کی عبادت کا طریقہ پسند آیا اور ان کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ میرے باپ نے کہا تمہارے بزرگوں کا دین ان سے عمدہ ہے۔ میں نے کہا آپ غلط کہتے ہیں اور میرے اس جواب پر انہوں نے مجھے قید کر دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان عیسائیوں کو کسی طرح یہ پیغام بھیجا میں ان کا مذہب اختیار کرنا چاہتا ہوں اور ان کا کوئی قافلہ ملک شام جائے تو وہ مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ پھر انہوں نے ایک دن مجھے بتایا ان کا ایک قافلہ ملک شام جا رہا ہے چنانچہ میں نے خود کو کسی نہ کسی طرح اس قید سے آزاد کروایا اور اس قافلے کے ہمراہ ملک شام چلا گیا۔ ملک شام پہنچنے کے بعد میں عیسائیوں کے ایک بڑے عالم اسقف کے پاس گیا اور اس سے کہا میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور تمہاری خدمت کروں گا۔ اس نے مجھے اپنے پاس رکھ لیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے دیکھا وہ لوگوں کو صدقہ کا حکم دیتا اور لوگ اسے جو مال بھی دیتے وہ اسے اپنے لئے رکھ چھوڑتا۔ یہاں تک کہ اس نے سات مٹکے سونے اور چاندی کے بھر لئے۔ میں نے لوگوں کو اس کے حال سے آگاہ کیا اور لوگ مجھے اپنے ساتھ اس کے پاس لے گئے جہاں لوگوں نے اس کا خزانہ برآمد کر لیا اور اسے پھانسی پر لٹکا دیا اور پھانسی دینے کے بعد اسے دفن کرنے کی بجائے سنگسار کر دیا اور اس کی جگہ ایک صحیح اور قابل شخص کو

Marfat.com

مسند پر بٹھا دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس عالم کی بھی خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت نزدیک آیا۔ میں نے اس سے کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ اس نے مجھے موصل کے ایک شخص کا پتہ دیا اور کہا وہ اور میں ایک ہی مذہب پر ہیں چنانچہ جب اس کی موت ہوئی تو میں موصل چلا گیا اور اس شخص سے ملا جس کا ذکر اس عالم نے کیا تھا۔ میں نے اسے بتایا مجھے فلاں عالم نے تمہارا پتہ بتایا ہے اور اس نے کہا تھا وہ اور تم ایک ہی مذہب پر ہو۔ اس شخص نے مجھے اپنے پاس رکھ لیا اور میں اس کی خدمت کرتا۔ پھر جب اس کی موت کا وقت نزدیک آیا تو میں نے اس سے بھی وصیت کی درخواست کی۔ اس نے مجھے بتایا میں عموریہ میں موجود فلاں شخص کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتا جو تمہاری رہنمائی کرے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد میں عموریہ چلا گیا اور اسے تمام ماجرا بیان کیا۔ اس نے مجھے اپنے پاس رکھ لیا اور میں اس کی بھی خدمت کرنے لگا۔ پھر جب اس کی موت کا وقت نزدیک آیا تو میں نے اس سے وصیت کی درخواست کی تو اس نے کہا میں کسی شخص کے متعلق نہیں جانتا جو تمہاری رہنمائی کرے البتہ آخری نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور وہ دین ابراہیمی پر مبعوث ہوں گے اور پھر وہ کھجوروں والے شہر ہجرت کر جائیں گے اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی اور اگر ہو سکے تو تم ان تک پہنچ جانا اور یہ کہہ کر وہ شخص بھی مر گیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ایک عرب قبیلہ بنی کلب کا قافلہ میرے پاس سے گزرا اور میں نے ان سے کہا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو اور میں تمہیں اپنی بکریاں اور گائیں دوں گا جو اس وقت میرے پاس تھیں۔ وہ

Marfat.com

راضی ہو گئے مگر انہوں نے مجھے وادی القریٰ میں ایک یہودی کے پاس فروخت کر دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں وادی القریٰ میں کھجوروں کے درختوں کو دیکھ کر جان گیا یہ وہی شہر ہے جس کی صفت مجھ سے عموریہ کے اس شخص نے بیان کی تھی۔ پھر میں اس یہودی کی غلامی میں رہا اور ایک دن اس کے پاس بنی قریظہ کا ایک شخص آیا اور اس نے مجھے اس یہودی سے خرید لیا اور وہ مجھے مدینہ منورہ لے آیا اور میں اس شخص کے ہاں کھجوروں کا کام کرتا تھا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں نبوت کا اعلان کیا مگر میں اس بات سے بے خبر رہا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے بنی عمرو بن عوف میں اترے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے آقا کے بھتیجے کو آتے دیکھا اور وہ کہہ رہا تھا خدا انہیں ہلاک کرے اور ان کے پاس مکہ مکرمہ سے ایک شخص آیا ہے جو خود کو نبی کہتا ہے اور وہ لوگ اس شخص کے گرد ہجوم بنا کر جمع ہیں۔ میں نے جب یہ خبر سنی تو میری خوشی دیدنی تھی اور میں نے جب اس سے تمام بات پوچھنا چاہی تو میرے آقا نے مجھے گھونسہ مارا اور کہا تم اپنے کام سے کام رکھو اور میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ شام کے وقت میں نے چند کھجوریں جمع کیں اور انہیں لے کر قبا پہنچا جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مقیم تھے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا اور وہ کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیں اور عرض کیا یہ میری جانب سے صدقہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھجوریں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دے دیں اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی ایک علامت دیکھ لی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ نہیں لیتے۔

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں واپس لوٹ آیا اور اگلے دن ایک مرتبہ پھر چند کھجوریں لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یہ میری جانب سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ ہے۔ آپ ﷺ نے میرا وہ ہدیہ قبول کر لیا اور پھر ان کھجوروں میں سے آپ ﷺ نے بھی کھایا اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی کھلایا اور میں نے آپ ﷺ کی نبوت کی یہ دوسری علامت بھی دیکھ لی تھی۔ پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ چلا اور آپ ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ جا رہے تھے۔ میں نے کوشش کی کسی طرح آپ ﷺ کی مہر نبوت دیکھ لوں۔ آپ ﷺ میری قلبی کیفیت سے آگاہ ہو گئے اور آپ ﷺ نے اپنی چادر ہٹا دی۔ میں نے مہر نبوت دیکھی اور اس کا بوسہ لیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور مجھے کلمہ پڑھایا۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو میرے اسلام قبول کرنے کی خبر سنائی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اگرچہ مسلمان ہو چکا تھا مگر میں غزوۂ بدر اور احد میں اس لئے شریک نہ ہو سکا کہ میں اس وقت تک غلام تھا اور پھر ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم مکاتب ہو جاؤ۔ میں نے اپنے آقا سے بات کی تو اس نے تین سو درخت لگانے اور چالیس اوقیہ سونے کی شرط لگا دی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم اپنے بھائی کی مدد کرو چنانچہ سب نے میری مدد کی اور یوں میں آزاد ہو گیا۔

(اسد الغابہ جلد چہارم صفحہ ۹۵۰ تا ۹۵۲)

تین جانثاروں کا وصال:

ہجرت کے پہلے سال حضور نبی کریم ﷺ کے تین جانثاروں کا وصال ہوا اور یہ تینوں جانثار حقیقت میں دین اسلام کے سچے جانثار، معین و مددگار تھے اور وہ

Marfat.com

تین جانثار حضرت کلثوم بن الہدم، حضرت براء بن معرور انصاری اور حضرت اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہم تھے۔

پہلے جانثار حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ تھے اور یہ وہ خوش نصیب انصاری تھے جن کے گھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت ہجرت قبا میں قیام کیا تھا اور انہی کی زمین پر مسجد قبا تعمیر کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خاطر تواضع میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی کی تعریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے۔

دوسرے جانثار حضرت براء بن معرور انصاری رضی اللہ عنہ تھے اور یہ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر مسلمان ہوئے تھے اور اپنے قبیلہ بنی خزرج کے نقیب تھے۔

تیسرے جانثار حضرت اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے جو بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ دونوں مواقع پر موجود تھے اور یہ مدینہ منورہ میں پہلے شخص تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا اور دین اسلام کی تبلیغ کی۔

ان تین جانثاروں کے وصال پر یہودیوں اور منافقین نے خوشی کا اظہار کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طعنہ دیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہوتے تو اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں صدمہ نہ پہنچاتا حالانکہ اس سے قبل دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے رفقاء بھی ان کی حیاتِ طیبہ میں وصال فرما چکے تھے اور اس دوران مشرکین مکہ کے کئی بڑے سردار جن میں عاص بن وائل سہمی بھی تھا اور وہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے باپ تھے وہ بھی مر چکا تھا جبکہ ولید بن مغیرہ کی موت بھی اسی عرصہ میں ہوئی تھی اور وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے باپ تھے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۱۶، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۷۳)

Marfat.com

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی پیدائش کی خوشی:

حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر کے گئے تو کئی ماہ تک ایسا ہوا کہ کسی بھی مسلمان گھرانے میں کسی بچہ کی پیدائش نہ ہوئی۔ مدینہ منورہ میں اس وقت بسنے والے یہودیوں نے یہ بات مشہور کر دی کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کیا ہے جس کی وجہ سے ان کے ہاں اولاد نہ ہوگی۔ جب ان یہودیوں کی باتیں حد سے تجاوز کرنے لگیں تو اللہ عزوجل نے اس وقت حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو بیٹا عطا کیا۔ جب ایک مہاجر کے گھر بچہ کی اطلاع مدینہ منورہ میں عام ہوئی تو مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے نومولود کو گود میں لیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے نومولود کو گود میں لیا اور تبسم فرمایا اور بچے کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ رکھا اور بچے کے نانا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کنیت پر ابوبکر کنیت رکھی اور کھجور منگوا کر چبائی اور نومولود کو کھلائی۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی عمر آٹھ برس ہوئی تو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ انہیں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اسے بیعت کی سعادت سے سرفراز فرمائیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور انہیں بیعت سے سرفراز فرمایا۔

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۲۵۲)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ سے کرنے کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم

Marfat.com

نے حضور نبی کریم ﷺ کو پیغام بھیجا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں حکم خداوندی کا منتظر ہوں۔ ایک دن سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم بات کر رہے تھے کہ ہم سمیت بے شمار شرفاء نے حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی لیکن ہم میں سے کسی کو اس بارے میں مثبت جواب نہیں ملا ایک علی (رضی اللہ عنہ) رہ گئے ہیں مگر وہ اپنی تنگدستی کی وجہ سے خاموش ہیں ہمیں ان کی حوصلہ بڑھانا چاہیے تاکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کر سکیں چنانچہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو پتہ چلا آپ رضی اللہ عنہ اس وقت ایک دوست کے باغ کو پانی دینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب یہ حضرات اس جگہ پہنچے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو قائل کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ مانگیں اور وہ جانتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ ان کی شرافت، قرابت اور جانثاری کی بناء پر انہیں اپنی صاحبزادی کا رشتہ دے دیں گے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۰۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے نکاح کا پیغام سنا تو آپ ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو نزولِ وحی کے وقت ہوتی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے مجھے بذریعہ وحی مطلع کیا ہے میں اپنی لاڈلی بیٹی کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا تمام مہاجرین و انصار میں منادی

Marfat.com

کروادو کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائیں چنانچہ مہاجرین و انصار کی ایک کثیر تعداد مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۰۹)

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرما لیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس وقت میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ موجود ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم جاؤ اور اپنی زرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم ملے وہ لے کر میرے پاس آجانا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا میں یہاں اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑا ہوں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ آپ رضی اللہ عنہ کو تحفتہً دے دی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر تمام ماجرا حضور نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور زرہ کی رقم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا اس سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے

Marfat.com

لئے ضروری اشیاء خرید لائیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب تمام اشیاء خرید کر لے آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے خود آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھایا۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۳ تا ۴)

حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا وہ کوئی گھر کرائے پر لے لیں تاکہ رخصتی عمل میں آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن نعمان کا گھر کرایہ پر لے لیا اور یوں دختر رسول اللہ ﷺ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی غزوہ بدر کے بعد یعنی نکاح کے قریباً سات یا آٹھ ماہ بعد ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمام مہاجرین و انصار کو اپنے ولیمہ میں شرکت کی دعوت دو۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دعوتِ ولیمہ میں چھوہارے اور گوشت سے کھانا تیار کروایا گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعوتِ ولیمہ میں چھوہارے اور گوشت سے کھانا تیار کروایا گیا اور اس دعوتِ ولیمہ سے بہترین دعوتِ ولیمہ کوئی نہ تھی۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ہشتم صفحہ ۱۵۸)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی ہیں کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائیں تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں بستر کی جگہ ریت بچھائی گئی تھی اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ موجود تھا۔ گھر میں ایک گھڑا پانی کا تھا اور ایک برتن جس سے پانی پیا جا سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا جب تک میں تمہارے پاس نہ آجاؤں تم اپنے اہل

Marfat.com

کے قریب نہ جانا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے پوچھا میرا بھائی کہاں ہے؟ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا آپ ﷺ کے بھائی اور بیٹی کے شوہر ادھر ہیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور پھر اس پر کچھ پڑھنے کے بعد وہ پانی پہلے آپ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ اسے پی لیں اور سینہ پر مل لیں پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیا کہ وہ بھی اسے پی لیں اور سینہ پر مل لیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا لو تم اپنے اہل کو سنبھالو پھر دونوں کو دعا دیتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ وہاں سے رخصت ہو گئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کیا تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ ﷺ نے میرا نکاح اس شخص کے ساتھ کر دیا جس کے پاس نہ مال ہے نہ گھر؟ اس پر آپ ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

"اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو مسلمانوں میں علم و فضل کے لحاظ سے سب سے دانا اور بہترین ہے۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۰)

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور اپنی دختر نیک اختر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

"اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہارا نکاح خاندان کے سب

Marfat.com

سے بہتر شخص سے کیا ہے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا۔

"الٰہی! ان دونوں میں محبت پیدا فرمانا ور انہیں ان کی اولاد کی برکت عطا فرمانا اور ان کو خوش نصیب بنانا، ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمانا اور آن کی اولاد کو ترقی اور پاکیزگی عطا فرمانا۔" (کنزالعمال جلد ۱۱ حدیث ۳۲۹۲۳)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا جب خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً اکیس برس تھی جبکہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً پندرہ برس تھی۔

(مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ ۲۳۹)

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو ہمسایہ بنانے کا فیصلہ:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کا گھر حضور نبی کریم ﷺ کے گھر سے کچھ فاصلہ پر واقع تھا چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی لاڈلی صاحبزادی سے بے پناہ محبت تھی اس لئے ایک دن حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا بیٹا! میرا دل چاہتا ہے تمہیں اپنے نزدیک بلوالوں۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا بابا جان! حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کے کئی مکانات آپ ﷺ کے مکان کے قرب و جوار میں موجود ہوں اگر ان سے کہا جائے تو وہ کوئی مکان خالی کر دیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حارثہ (رضی اللہ عنہ) نے پہلے بھی مہاجرین کو اپنے بہت سے مکانات دیئے ہیں اس لئے اس سے کہتے ہوئے عجیب لگتا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے بعد خاموش ہوگئیں۔ کچھ روز بعد جب حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کو اس کا علم ہوا تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے مکان سے متصل اپنا ایک مکان آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میری تمام چیزیں آپ ہی کی ملکیت ہیں آپ انہیں جیسے چاہیں استعمال میں لا سکتے ہیں میرے نزدیک آپ اور آپ کے گھر والے ہر شے سے مقدم ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے اہل خانہ سمیت اس مکان میں منتقل ہو جائیں۔

(سیرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا صفحہ ۹)

بئیر رومہ کو خریدنے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا صرف ایک ہی کنواں تھا جس کا نام "بئیر رومہ" تھا اور اس کا مالک ایک یہودی تھا جو اس کا پانی فروخت کرتا تھا۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ منورہ آئے تھے لہٰذا ان کے لئے اس کنویں سے پانی خریدنا دشوار تھا۔ آپ ﷺ نے اس کنویں کا ذکر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں بھاری رقم کے عوض خرید کر وقف کر دیا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث ۴۰۸)

روایات میں آتا ہے مسلمان مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر کے آئے تو انہیں مدینہ منورہ کا پانی پسند نہ آیا کیونکہ مدینہ منورہ کا پانی کھاری تھا۔ مدینہ منورہ میں اس وقت میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جو ایک یہودی جس کا نام رومہ تھا اس کی ملکیت تھا۔ رومہ اس کنوئیں کا پانی فروخت کرتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے رومہ

Marfat.com

سے فرمایا اگر تم اس کنوئیں کو جنت کے کنوئیں کے عوض فروخت کر دو تو تمہارے لئے یہ سودا مناسب ہو گا۔ رومہ نے عرض کیا میرے اہل وعیال کا گزر بسر اس کنوئیں کی آمدن سے ہوتا ہے لہٰذا میں یہ کنواں فروخت نہیں کروں گا۔

اس بات کا علم سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں خریدنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب رومہ سے اس کنوئیں کو فروخت کرنے کے متعلق پوچھا تو اس نے کنوئیں کو فروخت کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پینتیس ہزار دینار نقد دے کر رومہ سے وہ کنواں خرید لیا۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا مجھے بھی اس کنوئیں کے عوض جنتی کنواں ملے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں! یہ تمہارے لئے بھی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے وہ کنواں خرید لیا ہے اور اے اللہ کے حبیب ﷺ گواہ رہیے میں نے وہ کنواں تمام مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

(تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ ۳۷۱)

یہ بھی منقول ہے کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو انہیں مدینہ منورہ کا پانی پسند نہ آیا اور مدینہ منورہ میں اس وقت میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جس کا مالک "رومہ" نامی یہودی تھا۔ اس یہودی رومہ نے اس کنوئیں کو اپنی آمدن کا ذریعہ بنا رکھا تھا اور وہ میٹھے پانی کے منہ مانگے دام وصول کرتا تھا۔ وہ لوگ جو مفلس تھے وہ میٹھے پانی کی قیمت دینے سے عاجز تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے جانثاروں کو اس پریشانی میں مبتلا دیکھا تو آپ ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو بیئر رومہ کو خریدے اور اللہ عزوجل اس کے عوض

Marfat.com

اسے بروزِ حشر عمدہ اجر دے گا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ یہودی رومہ کے پاس گئے اور اس سے کنوئیں کو خریدنے کی بات کی۔ رومہ نے کنوئیں کو فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بھاری معاوضہ ادا کرنے کی بات کی تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کنوئیں کا پانی فروخت کریں گے اور ایک دن وہ کنوئیں کا پانی فروخت کرے گا چنانچہ بارہ ہزار درہم میں یہ سودا طے پا گیا۔

راوی کہتے ہیں جس دن سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی باری ہوتی آپ رضی اللہ عنہ اس کنویں کا پانی فی سبیل اللہ دے دیتے اور لوگ اپنی ضرورت کے مطابق پانی لے جاتے۔ پھر جب اس یہودی رومہ کی باری ہوتی تو اس دن اس سے پانی خریدنے کوئی بھی نہ آتا تھا چنانچہ بالآخر ایک دن اس نے تنگ آ کر آپ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ عنہ اس سے کنواں خرید لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے آٹھ ہزار درہم مزید دیئے اور کنواں خرید لیا اور پھر اسے وقف عام کر دیا۔

(الاستعیاب جلد دوم صفحہ ۴۷۵، سنن کبریٰ بیہقی جلد ششم صفحہ ۱۶۸)

صحیح بخاری کی روایت میں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

"جو بیئر رومہ خرید کر وقف کرے گا اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔"

چنانچہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان پر بیئر رومہ خرید کر وقف کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق جنت کے حقدار ہو گئے۔

Marfat.com

اللہ عزوجل کی جانب سے جہاد وقتال کا حکم:

۲ھ سے قبل حضور نبی کریم ﷺ کو بارگاہِ خداوندی کی جانب سے یہی حکم تھا کہ صرف تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو توحید کی دعوت دیں اور کفار کی جانب سے ملنے والی تکالیف پر صبر کریں یہی وجہ ہے کہ کفار نے جب مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تو انہوں نے بدلہ میں ہتھیار نہیں اٹھائے بلکہ ان مظالم پر صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا۔ مشرکین مکہ تو مسلمانوں کے خلاف تھے ہی اب ہجرتِ مدینہ کے بعد یہود بھی مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد دیکھ کر مسلمانوں کے مخالف ہو گئے تھے یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب وحی بھیجی اور آپ ﷺ کو قتال کا حکم دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی
نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۙ

"انہیں قتال کی اجازت دی جاتی ہے جن پر ظلم کیا گیا ہے اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۲)

غزوہ اور سریہ کا فرق:

علمائے حق نے غزوہ اور سریہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ غزوہ یا غزوات اسے کہتے ہیں جس میں حضور نبی کریم ﷺ بنفس نفیس خود شریک ہوئے اور سریہ اسے کہتے ہیں جس میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات میں کسی اور کو سالارِ لشکر بنا کر بھیجا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۲)

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات میں جن غزوات میں شمولیت اختیار کی ان کے متعلق مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ مؤرخین کے نزدیک ان غزوات کی تعداد ستائیس ہے اور کچھ مؤرخین کے نزدیک ان غزوات کی تعداد اکیس ہے اور کچھ مؤرخین نے ان غزوات کی تعداد چوبیس بیان کی ہے جبکہ کچھ مؤرخین نے ان غزوات کی تعداد پچیس بیان کی ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۲)

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے جن غزوات میں شمولیت اختیار کی ان کی تعداد انیس ہے اور ان میں سے نو غزوات ایسے ہیں جن میں باقاعدہ جنگ ہوئی اور وہ یہ ہیں۔

"غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ بنی مصطلق، غزوہ خیبر، فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوہ طائف۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۲)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنانے کا فیصلہ:

اللہ عزوجل نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو جہاد کی اجازت دی تو آپ ﷺ نے تیس مجاہدین کا ایک لشکر ترتیب دیا اور اسے کفار کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر کی سربراہی آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی اور انہیں ایک سفید جھنڈا بھی عطا کیا اور اس لشکر کا مقابلہ ابوجہل کے لشکر سے تھا جس میں تین سو کفار شامل تھے۔ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ لشکر لے کر "سیف البحر" پہنچے اور دونوں لشکروں کی صف بندی بھی ہوئی مگر پھر ایک شخص مجدی بن عمرو جہنی نے ثالثی کرتے ہوئے لڑائی موقوف کروادی۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۱۸)

Marfat.com

عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنانے کا فیصلہ:

۲ھ میں ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساٹھ یا اسی مجاہدین کا ایک لشکر ترتیب دیا اور اس لشکر میں کوئی انصاری نہ تھا بلکہ سب ہی مہاجر تھے اور اس لشکر کی سربراہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کے سپرد کی اور انہیں سفید علم عطا فرمایا۔ حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ لشکر لے کر "رابغ" پہنچے جہاں ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کی قیادت میں دوسو کفار جمع ہوئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کفار کی جانب پہلا تیر پھینکا اور جو یہ پہلا تیر تھا جو کسی مسلمان نے کافر پر چلایا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آٹھ تیر چلائے اور سب اپنے نشانے پر ٹھیک بیٹھے جس کے بعد کفار میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے اور قتال کی نوبت نہ آئی۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۱۸)

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کرنے کا فیصلہ:

۲ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ قریش کے تجارتی قافلوں کی روک تھام کے لئے روانہ ہوئے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ لشکر کا علم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ قریش کے تجارتی قافلے کا سالار امیہ بن خلف تھا اور اس کے ساتھ قریش کے سو آدمی تھے جبکہ اڑھائی ہزار اونٹ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام بواط پر قافلہ کو تلاش کیا مگر قریش کے تجارتی قافلے سے سامنا نہ ہوا اور یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر جنگ وجدل کے واپس لوٹ آئے۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۲۱)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے قاتل کے متعلق فیصلہ:

حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب کے متعلق

Marfat.com

منقول ہے غزوہ ذات العشیرہ کے دوران جب لشکر اسلام کا گزر ایک نخلستان سے ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اس نخلستان میں کچھ دیر قیام کرلیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بعد ایک کھجور کے درخت کے نیچے تشریف لے گئے اور آرام فرما ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر نخلستان کی مٹی لگ گئی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ جب آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس پر مٹی دیکھ کر فرمایا اے ابوتراب! اٹھو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی آواز سنی تو نیند سے بیدار ہو گئے۔ اس موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے ابوتراب! کیا میں تمہیں سب سے زیادہ بدبخت کے متعلق نہ بتاؤں؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بتائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"سب سے بدبخت وہ شخص ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور ایک سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہوگا جو تیری داڑھی اور چہرے کو خون آلود کرے گا۔"

(مسند امام احمد بن حنبل جلد چہارم حدیث ۱۸۳۲۱، مستدرک الحاکم جلد سوم حدیث ۴۶۷۹، سنن نسائی جلد پنجم حدیث ۸۵۳۸)

عمرو بن حضرمی کا قتل اور آپ ﷺ کا فیصلہ:

رجب المرجب ۲ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو آٹھ مجاہدین کے ہمراہ سالار بنا کر روانہ کیا اور فرمایا دو دو لوگ ایک ایک اونٹ پر سوار ہوں اور ساتھ ہی ایک خط بھی دیا اور تاکید فرمائی کہ تم اسے

Marfat.com

راستہ میں کھول کر پڑھنا اور اس پر جو ہدایات لکھی ہیں ان پر عمل کرنا۔ آپ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور راستہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کو کھول کر پڑھا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ تم طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان ''نخلہ'' کے علاقہ میں قیام کرو اور قریش کے تجارتی قافلوں پر نظر رکھو اور وہاں کی صورتحال سے مجھے آگاہ کرتے رہنا۔

مؤرخین لکھتے ہیں دشمنوں کے مرکز میں جا کر ان کی جاسوسی کرنا انتہائی خطرناک کام تھا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کی تکریم کرتے ہوئے یہ جانثار اس جگہ پہنچے۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے لشکر کے ہمراہ نخلہ میں قیام کیا اور اس وقت رجب المرجب کی آخری تاریخ تھی۔ اتفاقاً قریش کا ایک قافلہ وہاں سے گزرا جس میں عمرو بن حضرمی اور عبداللہ بن مغیرہ کے دو بیٹے عثمان بن عبداللہ اور نوفل بن عبداللہ اور حکم بن کیسان تھے اور ان کے اونٹوں پر کھجور اور دوسرا سامانِ تجارت لدا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اگر ہم نے انہیں جانے دیا تو یہ مکہ مکرمہ جا کر ہماری خبر کر دیں گے اور وہ ہمیں قتل یا گرفتار کر لیں گے اور اگر ہم نے ان سے جنگ کی تو شہر حرام یعنی وہ مہینہ جس میں قتال حرام ہے اس میں جنگ کرنے کا گناہ ہم پر ہو گا۔ پھر باہم مشورہ سے طے پایا کہ انہیں روکنا چاہئے تاکہ اپنی جان بچائی جا سکے اور پھر حضرت واقد رضی اللہ عنہ بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن حضرمی پر تیر چلایا اور عمرو بن حضرمی اس تیر کے لگنے سے مارا گیا۔ عثمان بن عبداللہ اور حکیم بن کیسان کو گرفتار کر لیا گیا جبکہ نوفل بن عبداللہ وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے اونٹوں پر قبضہ کر لیا اور انہیں مالِ غنیمت بنا کر مدینہ منورہ لوٹ آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مالِ غنیمت کا خمس پیش کیا۔

Marfat.com

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جو لوگ قتل یا گرفتار ہوئے تھے وہ سب قریش کے معززین میں سے تھے اور عمرو بن حضرمی جو مارا گیا تھا وہ عبداللہ حضرمی کا بیٹا تھا اور وہ پہلا کافر تھا جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ عثمان بن عبداللہ مغیرہ کا پوتا تھا اور مغیرہ کا شمار قریش کے امراء میں ہوتا تھا جبکہ حکیم بن کیسان، عمرو مخزومی کا آزاد کردہ غلام تھا۔ قریش کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ غضبناک ہو گئے اور بدلہ کی آگ میں جلنے لگے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں غزوہ بدر اور دیگر تمام جنگیں جو مشرکین مکہ سے لڑی گئیں ان سب کا بنیادی سبب عمرو بن حضرمی کا قتل ہے اور اسے حضرت واقد رضی اللہ عنہ بن عبداللہ تمیمی نے تیر مار کر قتل کیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا تو آپ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا میں نے تمہیں ایسا کرنے کی اجازت نہ دی تھی اور تمہارا کام صرف ان کی نگرانی کرنا تھا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳، زرقانی جلد اول صفحہ ۳۹۷)

حضور نبی کریم ﷺ چونکہ قریش کے ساتھ ابھی جنگ نہ چاہتے تھے اس لئے آپ ﷺ کی ناراضگی بجا تھی۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے آپ ﷺ پر سورۃ البقرہ کی ذیل کی آیت نازل فرمائی۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ط قُلْ
قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ط وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ م بِهٖ
وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. ق وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ

Marfat.com

اللّٰهِ ج وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ط وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ (البقرہ:۲۱۷)

''تم سے پوچھتے ہیں ماہِ حرام میں لڑنے کا حکم تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں اور ان کا فساد قتل سے سخت تر ہے اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہے گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔''

ان آیات کے ذریعے اللہ عزوجل نے قریش کے مشرکین کے اس اعتراض کو رد کر دیا کہ مسلمانوں نے شہر حرام میں قتال کیا اور اللہ عزوجل نے ان پر واضح کر دیا کہ تم بھی تو مسلمانوں پر ظلم کرتے رہے ہو اور تم نے انہیں مسجد حرام میں عبادت سے روکا اور انہیں شہر چھوڑنے پر مجبور کیا لہٰذا تمہارا یہ

Marfat.com

اعتراض بے جا ہے اور تمہارا اگر زور چلتا تو تم مسلمانوں کو دین حق چھوڑنے پر مجبور کر دیتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اس فرمانِ خداوندی کے بعد قریش کا مال اور ان کے قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پھر قریش کا ایک وفد آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے اپنے فدیہ کے عوض اپنے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے والے آٹھ مجاہدین میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہم بھی تھے جو لاپتہ ہو گئے تھے اور انہیں قریش نے قیدی بنا لیا تھا اور انہیں چھڑانے کی غرض سے ہی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے عمرو حضرمی کے قافلہ پر حملہ کیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قریش کے وفد سے فرمایا جب تک میرے دونوں ساتھی صحیح سلامت واپس نہیں آجاتے ہم ان قیدیوں کو رہا نہیں کریں گے اور پھر جب دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم صحیح سلامت واپس لوٹ آئے تو آپ ﷺ نے قریش کے ان قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۲۳)

یہود کے دھوکہ پر آپ ﷺ کا فیصلہ:

یہودیوں کے سرداروں کعب بن اسد، ابن صلویا، عبداللہ بن صوری اور شاس بن قیس نے ایک خفیہ اجلاس میں طے کیا کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر آپ ﷺ کو لالچ دیتے ہیں اور آپ ﷺ کو اپنا ہم نوا بناتے ہیں چنانچہ اپنے اس مذموم مقصد کو پورا کرنے کے لئے یہ آپ ﷺ کے پاس آئے

Marfat.com

اور کہا کہ ہم یہودیوں کے مذہبی رہنما ہیں اور اگر ہم نے آپ ﷺ کی اطاعت کر لی تو پھر تمام یہودی بھی آپ ﷺ کی اطاعت کر لیں گے اور ہمارے کچھ تنازعات ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ ﷺ اس میں ثالث کا کردار ادا کریں اور ان تنازعات کا فیصلہ ہمارے حق میں کریں ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو چاہے کہ وہ مسلمان ہو تو اپنی خوشی سے ہو اور میں کسی بھی قیمت پر عدل و انصاف سے منہ نہ موڑوں گا۔

Marfat.com

غزوۂ بدر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے

بدر مدینہ منورہ سے قریباً اسی میل دور ایک گاؤں ہے اور اس گاؤں میں زمانہ جاہلیت میں سالانہ میلہ لگتا تھا اور یہاں ایک کنواں بھی تھا جس کے مالک کا نام بدر تھا اور اسی کے نام پر اس جگہ کا نام "بدر" مشہور ہوا۔ اس جگہ لشکر اسلام اور کفار کے مابین حق و باطل کا پہلا معرکہ ہوا اور اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی۔ اللہ عزوجل نے اس دن کو "یوم فرقان" کا نام دیا اور قرآن مجید میں سورۃ الانفال میں تفصیلاً اور دیگر سورتوں میں اجمالاً اس معرکہ کا ذکر کیا ہے۔ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی اس فتح کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

"اور یقیناً اللہ نے تم لوگوں کی مدد فرمائی بدر میں جبکہ تم لوگ کمزور اور بے سروسامان تھے پس تم لوگ اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم لوگ شکرگزار ہو جاؤ۔"

غزوۂ بدر کے اسباب:

غزوۂ بدر کا حقیقی سبب تو عمرو بن حضرمی کا قتل تھا جیسا کہ بیان ہو چکا اور

Marfat.com

قریش میں عمرو بن حضرمی کے قتل کے بعد سخت اشتعال پایا جاتا تھا اور ہر کافر یہی کہتا تھا کہ وہ عمرو کے قتل کا بدلہ لے گا مگر پھر صورتحال اس وقت بدلی جب حضور نبی کریم ﷺ قریش کے جس قافلے کی تلاش میں ذی عشیرہ تک گئے تھے اور وہ قافلہ نہیں ملا تھا اس کے متعلق خبر آئی کہ اب وہ قافلہ ملک شام سے واپس لوٹ رہا ہے اور مکہ مکرمہ کی جانب عازمِ سفر ہے۔ اس قافلے میں ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) بن حرب جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے ان کے علاوہ مخرمہ بن نوفل، عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) اور وہ بھی اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے اور ان کے علاوہ تیس سے چالیس آدمی اور تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور فرمایا مشرکین مکہ کے کئی گروہ مدینہ منورہ اور اطراف میں لوٹ مار کرتے ہیں اور اس مرتبہ ہم ان کے قافلے کو لوٹ لیتے ہیں تاکہ قریش کی ملک شام سے تجارت ختم ہو جائے اور وہ مجبوراً ہم سے صلح کر لیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) سامانِ تجارت لے کر مدینہ منورہ کے نزدیک سے گزرے تو حضور نبی کریم ﷺ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ پر بات کی مگر آپ ﷺ خاموش رہے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ پر بات کی مگر آپ ﷺ پھر بھی خاموش رہے۔ آخرکار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو انصار کے رئیس تھے وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ ہمیں حکم دیں تو ہم اپنے گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو بلایا اور مشورہ کیا اور پھر مجاہدین کے ہمراہ چلے یہاں تک کہ بدر کے میدان میں پڑاؤ ڈالا۔

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد صفحہ ۵۵)

Marfat.com

مدینہ منورہ سے روانگی کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے کہ ۱۲ رمضان المبارک ۲ھ میں حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور آپ ﷺ کے لشکر کے پاس جنگی ہتھیار اور دیگر سازوسامان نہ ہونے کے برابر تھا۔ مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کے مدینہ منورہ سے نکلنے کی خبر پہنچی تو وہ جنگ کے ارادہ سے نکل پڑے۔ آپ ﷺ نے اس اثناء تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ صورتحال بدل بھی سکتی ہے اور ہوسکتا ہے ہمارا مقابلہ مشرکین مکہ سے ہو جائے اور ہوسکتا ہے کہ جنگ کی نوبت نہ آئے۔ آپ ﷺ کا فرمان سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جوش وخروش کی لہر دوڑ گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ سے ایک میل دور جانے کے بعد اپنے لشکر کا جائزہ لیا اور لشکر میں موجود کم سن مجاہدین کو مدینہ منورہ واپس جانے کا حکم دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو اس وقت کم سن تھے وہ واپس جانے پر راضی نہ ہوئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ آپ ﷺ نے ان کی بے قراری دیکھی تو انہیں ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ آپ ﷺ نے اس جنگ میں سیدنا عثمان ابن عفان کو بھی اپنے ہمراہ نہ رکھا اور انہیں مدینہ منورہ میں اپنی بیمار بیوی اور آپ ﷺ کی بیٹی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لئے رہنے دیا اور حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی ﷺ میں امام مقرر کیا جبکہ حضرت ابولبابہ بن منذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں حاکم مقرر کیا۔

(زرقانی جلد اول صفحہ ۴۱۱)

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو نہ لے جانے کا فیصلہ:

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ۲ھ میں بیمار ہوگئیں اور اس وقت حضور نبی کریم ﷺ غزوہ بدر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا

Marfat.com

عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اپنی بیوی کی تیمارداری کے لئے مدینہ منورہ میں رہیں اور ان کے ہمراہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھی مدینہ منورہ چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر میں شامل نہ ہونے کا غم تھا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے فتح بدر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو بشارت دی۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ)! تم بھی بدر میں شمولیت کرنے والوں میں سے ہو۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر کے مالِ غنیمت میں سے بھی حصہ دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۳۲)

موسیٰ بن اسماعیل سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے ابوعوانہ نے اور ان سے عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں مصر کا ایک شخص دیکھا۔ اس نے حج کیا اور وہاں اس نے کئی لوگوں کو بیٹھا دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ یہ قریش کے لوگ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان کا بڑا کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ان کے درمیان عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما موجود ہیں۔ اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا میں آپ رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کیا سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ احد کے دن بھاگ گئے تھے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں! اور اللہ عزوجل نے ان کی خطا کو معاف فرما دیا تھا۔ اس شخص نے پوچھا کیا سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ غزوہ بدر میں اس لئے شریک نہیں ہوئے کہ دختر رسول اللہ ﷺ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی زوجہ کی تیمارداری کا حکم دیا تھا مگر انہیں غزوہ بدر کے مالِ غنیمت میں سے بھی حصہ ملا اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ اصحابِ

Marfat.com

بدر میں شامل ہیں۔ اس شخص نے پوچھا کیا سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ بیعت رضوان میں بھی غیر حاضر تھے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک کوئی فضیلت والا تھا تو وہ عثمان (رضی اللہ عنہ) تھے جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اہل مکہ کے پاس بھیجا اور پھر اہل مکہ نے انہیں وہیں روک لیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ ہے۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب مناقب عثمان بن عفان حدیث ۸۹۴)

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال:

مسلمانوں کو غزوہ بدر میں فتح نصیب ہوئی اور اسی روز حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں فتح کی خوشخبری سنانے مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ہمراہ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تدفین میں مشغول تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ ﷺ کو اپنی بیٹی کے وصال کی خبر ملی تو آپ ﷺ بھی بے حد غمزدہ ہوئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۳۲)

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے قافلہ کی جاسوسی کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں انتظامات کے بعد مدینہ منورہ سے نکلے اور بدر کی جانب چل دیئے اور مقام صفراء پر پہنچنے کے بعد آپ ﷺ نے دو لوگوں کو بھیجا کہ وہ خبر لائیں قریش کا قافلہ کہاں پہنچا ہے؟

(زرقانی جلد اول صفحہ ۴۱۱)

Marfat.com

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی چالاکی:

حضور نبی کریم ﷺ کے لشکر کی خبر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھی ہوگئی تھی اور ابوسفیان نے ضمضم بن عمرو غفاری کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ وہ قریش کو اس کی خبر دے اور خود راستہ بدل کر سمندر کی جانب چلا گیا۔ ضمضم بن عمرو غفاری مکہ مکرمہ پہنچا اور اس نے اپنا گریبان چاک کرلیا اور چلانے لگا کہ ہمارے سامانِ تجارت کو مسلمانوں نے روک رکھا ہے اور وہ اسے لوٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا تم اپنے ہتھیار اٹھاؤ اور جلدی چلو۔ مشرکین مکہ نے جب یہ خبر سنی تو ان کا سکون غارت ہوگیا اور وہ جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ ابولہب جو ان دنوں بیمار تھا وہ اپنی بیماری کی وجہ سے ان کے ساتھ نہ ہوا۔ عمرو بن حضرمی کی موت کا واقعہ چونکہ ابھی تازہ تھا اس لئے ہر مشرک اس جوش وخروش کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہو رہا تھا کہ وہ عمرو بن حضرمی کا بدلہ لے گا۔ مشرکین مکہ کے سردار روزانہ دس دس اونٹ ذبح کرتے تھے تاکہ لشکر کے کھانے کا انتظام ہو اور مشرکین مکہ کے لشکر کی سربراہی عتبہ بن ربیعہ کے ہاتھ تھی۔

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) چونکہ ضمضم بن عمرو غفاری کو بھیجنے کے بعد راستہ بدل چکا تھا اور جب وہ محفوظ مقام پر پہنچ گیا تو اس نے مشرکین مکہ کو ایک خط لکھا کہ ہم لوگ بحفاظت ہیں لہٰذا تم لوگ بھی اب گھروں کو واپس لوٹ جاؤ۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کا یہ خط جب سرداران قریش کو ملا تو انہوں نے جنگ کا ارادہ ملتوی کر دیا مگر ابوجہل اس موقع پر بگڑ گیا اور کہنے لگا۔

"ہم اسی شان کے ساتھ بدر جائیں گے تاکہ عرب کے دیگر قبائل پر اور مسلمانوں پر ہمارا رعب و دبدبہ قائم ہو۔"

Marfat.com

سرداران قریش نے ابوجہل کے مشورہ کو مان لیا مگر بنی عدی اور بنی زہرہ واپس لوٹ گئے اور ان دونوں قبائل کے علاوہ قریش کے دیگر تمام قبائل اس جنگ میں مسلمانوں کے خلاف جمع ہوئے اور اپنا بغض وعناد ظاہر کیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۰، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۶۱۸ تا ۶۱۹)

مشرکین مکہ کا لشکر بدر میں:

مشرکین مکہ کا لشکر مسلمانوں کے لشکر کے آنے سے قبل ہی بدر پہنچ گیا اور اس نے بہترین جگہوں پر قبضہ کرلیا۔ حضور نبی کریم ﷺ جب بدر پہنچے تو آپ ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ وہ مشرکین مکہ کے متعلق خبر لائیں۔ انہوں نے مشرکین مکہ کے دو غلاموں کو گرفتار کرلیا جو پانی بھرنے پر مقرر تھے اور انہیں آپ ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا قریش کے سرداروں میں کون کون ہے؟ ان غلاموں نے بتایا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر، نضر بن حارث، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، سہیل بن عمرو، عمرو بن عبدو وغیرہم اس لشکر میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے جب یہ نام سنے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو تمہارے سامنے ڈال دیا ہے۔ (صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۱۰۲)

لشکر اسلام میدانِ بدر میں:

حق و باطل کے درمیان اس پہلے معرکہ میں ۳۱۳ مجاہدین جن میں ۶۰ مہاجرین اور باقی انصار شامل تھے حضور نبی کریم ﷺ کی قیادت میں میدانِ جنگ میں اترے۔ مشرکین مکہ ایک ہزار کی تعداد میں سامانِ جنگ سے لیس

Marfat.com

میدانِ جنگ میں اترے۔ لشکر اسلام کے پاس سامانِ حرب کی کمی تھی اور مجاہدین میں سب سے بڑا امتحان مہاجرین کا تھا جو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ مقابلہ کرنے جا رہے تھے۔

میدانِ بدر پہنچنے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک ٹیلے پر حضور نبی کریم ﷺ کے لئے سائبان بنایا جہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے اور اسی جگہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے لشکر کو ہدایات جاری فرمائیں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے مقام پر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مشرکین کے لشکر کا جائزہ لیا تو ان کی تعداد ایک ہزار تھی اور وہ جنگی ساز و سامان سے لیس تھے جبکہ لشکر اسلام کی تعداد ۳۱۳ تھی اور ان کے پاس جنگی ساز و سامان کی بھی کمی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قبلہ رو ہو کر بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے اور یوں دعا کی۔

"اے اللہ! تو نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا اسے پورا فرما۔ اگر آج یہ مٹھی بھر مسلمان ختم ہو گئے تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دعا کے دوران حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی چادر مبارک کندھوں سے نیچے گر پڑی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چادر کو اٹھا کر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر رکھا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! یہی کافی ہے اللہ عزوجل اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔" (صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد صفحہ ۳۰ تا ۳۱)

Marfat.com

غزوۂ بدر کا آغاز اس وقت کے جنگی قواعد وضوابط کے مطابق پہلے فرداً فرداً ہوا۔ میدانِ جنگ میں کفار کی جانب سے عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ میدانِ جنگ میں اترا۔ ان تینوں سے مقابلے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے تین انصاری نوجوانوں کو میدانِ جنگ میں اتارا۔ عتبہ بن ربیعہ نے جب ان انصاری نوجوانوں کو دیکھا تو اس نے للکار کو حضور نبی کریم ﷺ سے کہا آپ ﷺ ہمارے مقابلے میں ہمارے بھائیوں کو میدانِ جنگ میں بھیجیں جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے ان تینوں انصاری نوجوانوں کو واپس بلایا اور حضرت سیدنا امیر حمزہ، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کو میدان میں بھیجا۔ حضرت عبیدہ بن حارث اس وقت ضعیف تھے اور ان کی عمر اس وقت قریباً اسی برس تھی لیکن حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا مقابلہ عتبہ سے ہوا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید سے ہوا جبکہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ حضرت سیدنا امیر حمزہ اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے ایک ہی وار میں اپنے مدمقابل کی گردنیں اڑا دیں جبکہ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن ربیعہ کے درمیان گھمسان کا رن پڑا ہوا تھا اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ باوجود ضعیف ہونے کے اس کا مقابلہ بڑی بہادری سے کر رہے تھے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کا فیصلہ نہیں ہو رہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر عتبہ کی گردن اڑا دی جس کے بعد باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بدر کے دن صف میں کھڑا تھا اور میں نے اپنے دائیں اور بائیں نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ دو نوجوان لڑکے

Marfat.com

جو انصار سے تھے وہ میرے ساتھ کھڑے تھے میں نے انہیں دیکھا تو خیال کیا میرے گرد کوئی طاقتور ہوتے تو زیادہ اچھا تھا۔ پھر ان میں سے ایک میری جانب متوجہ ہوا اور پوچھا چچا جان! ابوجہل کون ہے آپ رضی اللہ عنہ ہمیں دکھائیں۔ میں نے کہا تمہیں ابوجہل سے کیا غرض؟ وہ بولا میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عہد کیا ہے کہ میں ابوجہل کو دیکھوں گا تو اسے مار ڈالوں گا یا پھر خود مارا جاؤں گا۔ پھر دوسرے نے بھی مجھ سے ایسا ہی کہا اور میں نے انہیں اشارہ سے بتایا وہ فلاں شخص ابوجہل ہے۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں شکروں کی مانند ابوجہل پر جھپٹے اور پلک جھپکتے ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۱۶۴)

غزوۂ بدر کے موقع پر سعید بن العاص کا بیٹا "عبید" سر سے پاؤں تک لوہے کا لباس پہنے ہوئے تھا اور جب وہ مشرکین کی صف سے نکلا تو انتہائی غرور کے ساتھ بولا۔

"اے مسلمانو! جان لو میں ابوکرش ہوں۔"

عبید کی مغرورانہ آواز کو سن کر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ لشکر اسلام سے برآمد ہوئے اور عبید کے سامنے آن کھڑے ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ عبید کی دونوں آنکھوں کے سوا باقی تمام جسم لوہے کے لباس میں چھپا ہوا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی آنکھ کا نشانہ لے کر برچھی کا ایسا زوردار وار کیا کہ برچھی نے اس کی آنکھ چھید ڈالی اور اس کی کھوپڑی میں گھس کر اس کی ہڈی کو پاش پاش کر دیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ عبید کے لاش پر پاؤں رکھ کر کھڑے ہوئے اور بھرپور زور لگایا جس کے بعد وہ برچھی اس کی کھوپڑی سے باہر نکلی اور برچھی کا پھلا سرا مڑ کر خم دار ہو گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اس برچھی کی زیارت ایک عرصہ تک

Marfat.com

لوگ بطورِ تبرک کرتے رہے اور یہ برچھی غزوۂ بدر کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی تحویل میں رہی تھی اور خلفائے راشدین نے بھی اس برچھی کو اپنے پاس رکھا۔ پھر یہ برچھی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس رہی اور ۷۳ھ میں حجاج بن یوسف ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کیا تو یہ برچھی بنوامیہ کے پاس چلی گئی اور پھر اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۱۷۳)

روایات میں آتا ہے غزوۂ بدر میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کی جانب سے شریک تھے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کے مشرک والد کفار کی جانب سے اس جنگ میں شریک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اس جنگ میں شروع میں اعراض برتا مگر آپ رضی اللہ عنہ کے والد نے آپ رضی اللہ عنہ کی تلاش جاری رکھی اور پھر بالآخر جب آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا والد بار بار آگے بڑھ رہا ہے اور باوجود نظرانداز کئے جانے کے مقابلہ پر آمادہ ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو قتل کر دیا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اول حدیث ۳۲۳)

حضور نبی کریم ﷺ کی بہترین جنگی حکمت عملی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شجاعت نے جلد ہی مشرکین مکہ کے قدم اکھاڑ دیئے اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔ حق و باطل کے اس معرکہ میں فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی قیدیوں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے کا حکم دیا۔

حق و باطل کی اس جنگ میں کفار کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر ہی قیدی بنائے گئے۔ کفار کا سردار اور دین اسلام کا بڑا دشمن ابوجہل بھی اس جنگ میں مارا گیا۔ غزوہ بدر میں چودہ مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے جنہیں میدانِ بدر میں ہی سپردِ خاک کیا گیا۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے اختتام پر کفار کی لاشوں کے پاس کھڑے ہو کر ان کو ایک ایک کر کے پکارنا شروع کیا اور فرمایا۔

"کیا تم لوگوں نے اپنے رب کا وعدہ سچا نہیں پایا؟ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو بالکل ٹھیک اور سچ پایا ہے۔"

غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"اہل بدر میں شامل تمام حضرات سے اللہ عزوجل واقف ہے اور اللہ عزوجل نے انہیں بخش دیا اور آج کے بعد یہ جو بھی عمل کریں مگر جنت ان کے لئے واجب ہو چکی ہے۔"

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد صفحہ ۳۰ تا ۳۱، صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۱۳۱، اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۷، سیرتِ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۳۸۱)

مسند احمد میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن مجھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم میں سے ایک کی مدد جبرائیل علیہ السلام کرتے ہیں جبکہ دوسرے کی مدد میکائیل علیہ السلام کرتے ہیں۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۴)

غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق فیصلہ:

غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کے ستر کے قریب افراد کو قیدی بنایا گیا جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحویل میں دے دیا اور ان میں سے کچھ کو بعد میں فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔

Marfat.com

روایات میں آتا ہے جب قیدیوں کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ قیدیوں میں اکثر کا تعلق آپ ﷺ کے خاندان سے ہے انہیں مناسب فدیہ لے کر آزاد کر دیا جائے تاکہ جو فدیہ ان سے حاصل ہو اس سے مسلمانوں کی حالت کو بہتر بنانے میں مدد ملے اور ہم اس فدیہ سے اپنے جنگی اخراجات کو بھی پورا کر سکیں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میری رائے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی میری رائے میں ان سب کے سر قلم کر دیئے جائیں تاکہ مشرکین کو علم ہو سکے کہ ہمارے دلوں میں کفار کے لئے نرم گوشہ موجود نہیں۔ ہماری اس سختی کو دیکھ کر ان کی کمر ٹوٹ جائے گی۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنے ان دونوں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو خاموشی سے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد واپس آئے اور فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے بعض لوگوں کے دل بہت نرم کئے ہیں اور وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہے اور بعض کے دلوں کو سخت کیا ہے اور وہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اے اللہ! جو میری بات مان لے وہ میرے ساتھ ہے جو

Marfat.com

میرا انکار کرے تو اس کو بھی بخش دے اور تو ہی رحم فرمانے والا ہے۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ! تیرا حق ہے اور یہ تیرے بندے ہیں چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو بخش دے اور تیرا قول غالب اور حکمت والا ہے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کی مثال نوح علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ! روئے زمین پر کسی کافر کو باقی نہ رہنے دے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) کی مثال موسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! ان کے مال تباہ و برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ دردناک عذاب دیکھے بغیر تجھے ماننے والے نہیں ہیں۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مشورہ اور فیصلے کو ترجیح دی اور متعدد قیدیوں کو مناسب فدیہ کے عوض رہا کر دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۳۸)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ:

روایات میں آتا ہے غزوۂ بدر کے موقع پر مشرکین نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو زبردستی مجبور کر کے اپنے ساتھ رکھا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ بھی قیدی بنائے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو مضبوطی کے ساتھ باندھا گیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ تکلیف کی شدت سے کراہ رہے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی اپنے بستر پر کروٹیں بدل رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ اگلے دن جب مسجد میں تشریف لائے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی بے سکونی کے متعلق

Marfat.com

بتایا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اس بے سکونی کی وجہ پوچھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے چچا کو رسیوں سے انتہائی سختی سے باندھا گیا ہے اور وہ کراہ رہے ہیں چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ گئے اور ان کی رسیاں ڈھیلی کر دیں اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سب کے ساتھ ایسا ہی کرو اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا فدیہ دے کر آپ رضی اللہ عنہ کو قید سے رہائی دلوائی۔ (اسد الغابہ جلد پنجم ۱۸۵)

ابوالعاص (رضی اللہ عنہ) کے فدیہ کے متعلق فیصلہ:

روایات میں آتا ہے کہ ۲ھ میں جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ میدانِ بدر میں پیش آیا اور اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کو غلبہ عطا فرمایا تو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ جو حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے اور اس وقت مسلمان نہ ہو ہوئے تھے وہ بھی قیدی بن کر آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو ان قیدیوں کے عزیز و اقارب تھے انہوں نے ان قیدیوں کی رہائی کے بدلہ میں فدیہ ادا کر کے ان کو آزاد کروا دیا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے قید کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا ہار جو والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بوقت شادی آپ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تاکہ اس کے بدلہ میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی رہائی عمل میں آسکے۔ آپ ﷺ نے جب وہ ہار دیکھا تو آپ ﷺ کو اپنی ہر دلعزیز بیوی یاد آگئیں اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو وجہ دریافت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ میری بیوی اور تمہاری ماں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کا ہار ہے۔ یہ ہار میری بیٹی کے

Marfat.com

پاس میری بیوی کی نشانی ہے اگر تم کہو تو میں اس ہار کو لوٹا دوں اور ابو العاص (رضی اللہ عنہ) کا فدیہ یہ ہو گا کہ وہ مکہ مکرمہ واپس جاتے ہی میری بیٹی کو صحیح سلامت مدینہ منورہ میرے پاس بھیج دیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات پر سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں جہاں آج مسجد عائشہ واقع ہے وہاں قیام کیا اور حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے حسب وعدہ اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے پاس بھیج دیا جہاں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ہمراہ لیا اور مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۴)

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی اور پھر ہجرتِ مدینہ سے کچھ عرصہ قبل واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئیں اور پھر جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔ ۲ھ میں غزوۂ بدر میں حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوئے اور جنگ کے دوران شدید زخمی ہو گئے اور انہی زخموں کی وجہ سے حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

Marfat.com

ایک روایت کے مطابق حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں زخمی ضرور ہوئے تھے مگر بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کے زخم درست ہو گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے پھر غزوۂ احد میں بھی شمولیت اختیار کی اور اس مرتبہ جنگ میں کچھ گہرے زخم آئے اور ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب میری بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بیوہ ہوئیں تو والد بزرگوار سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دوں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا مجھے اس معاملہ میں غور کرنے دو۔ جب چھ دن گزرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں بات کی اور انہیں کہا اگر وہ چاہیں تو میں ان کا نکاح اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دیتا ہوں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔ والد بزرگوار بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا حضور نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کرتے ہوئے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تمہاری بیٹی کے لئے اللہ عزوجل نے بہتر رشتہ طے کیا ہے
اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے بھی بہتر رشتہ ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد میری بہن کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہو گیا اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

Marfat.com

روایات میں آتا ہے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اس کی خواہش ظاہر کی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تمہاری بیٹی کے لئے ایک بہتر رشتہ ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ایک بہتر رشتہ ہے۔"

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے فرمایا۔

"جب تم نے مجھ سے ان کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو میں خاموش رہا اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ان کا ذکر کیا تھا اور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز تم پر کبھی فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۱۰، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۴۸ تا ۵۴۹)

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آنسو بہاتے دیکھا تو ان سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا خاندانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو تعلق تھا وہ منقطع ہو گیا۔

Marfat.com

ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا کہ آپ ﷺ اپنی دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمانِ الٰہی کے مطابق حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور مہر حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہی مقرر فرمایا۔

(تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ ۳۶۷)

ابن عساکر کی روایت میں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے میری جانب وحی فرمائی کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کروں۔"

(کنزالعمال جلد یازدہم حدیث ۳۲۷۹۳)

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ذوالنورین یعنی دو نوروں والے کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ابونعیم کی روایت میں ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں اس کا علم نہیں کہ کوئی اور شخص ایسا ہو جس کے گھر میں نبی کی دو صاحبزادیاں بیاہ کر آئی ہوں ماسوائے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۸)

عبداللہ بن عمر بن ابان فرماتے ہیں ایک دن میرے ماموں حسین جعفی نے مجھ سے کہا تم جانتے ہو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا مجھے اس کا علم نہیں۔ انہوں نے فرمایا۔

"انہیں ذوالنورین اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم ﷺ تک کسی بھی نبی کی دو بیٹیاں کسی ایک شخص کے نکاح میں نہیں آئیں اور حضور نبی کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ عنہ سے کیا اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔" (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۱۸)

ابولہب کی عبرتناک موت:

جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان ہوا ابولہب غزوۂ بدر میں بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہوا تھا اور پھر جب مشرکین مکہ شکست کے بعد مکہ مکرمہ واپس لوٹے اور ابولہب کو شکست کی خبر ہوئی تو اسے شدید رنج ہوا اور وہ چیچک کے مرض میں مبتلا ہوگیا اور پھر اسی بیماری میں اس کا تمام جسم گل سڑ گیا اور آٹھویں دن اس کی موت ہو گئی۔ اہل عرب چیچک سے بہت ڈرتے تھے اور اسے منحوس سمجھتے تھے اسی لئے ابولہب کی موت کے بعد اس کے بیٹوں نے بھی تین دن تک اس کے جسم کو ہاتھ نہ لگایا اور پھر اس خیال سے کہ لوگ طعنہ دیں گے لکڑیوں سے دھکیل کر ایک گڑھے میں اس کی لاش کو پھینک دیا اور اس کے اوپر مٹی ڈال دی جبکہ کچھ مؤرخین کے مطابق اس گڑھے پر پتھر پھینکے گئے یہاں تک کہ ابولہب کی لاش ان میں چھپ گئی۔ (زرقانی جلد اول صفحہ ۴۵۲)

بنی قینقاع کو سبق سکھانے کا فیصلہ:

غزوۂ بدر سے واپسی کے بعد شوال ۲ھ میں غزوۂ بنی قینقاع کا واقعہ پیش آیا۔ گذشتہ سطور میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ آمد کے بعد یہودی قبائل سے معاہدہ کیا تھا اور یہ معاہدہ بنی قینقاع، بنی نضیر اور بنی قریظہ کے ساتھ تھا۔ پھر جس یہودی قبیلہ نے سب سے پہلے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی وہ بنی قینقاع تھے۔ بنی قینقاع دولت مند تھے اور ان کے معاہدہ توڑنے

Marfat.com

کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک باپردہ عورت یہودیوں کے بازار میں گئی تو ایک دوکاندار نے شرارت سے اسے بے پردہ کر دیا اور دیگر یہودی جو بازار میں موجود تھے وہ اس پر ہنسنے لگے۔ اس عورت نے مدد کے لئے پکارا تو ایک عرب آیا اور اس نے اس دوکاندار کو قتل کر دیا جس نے اس عورت کو بے پردہ کیا تھا اس پر عربوں اور یہودیوں میں جنگ چھڑ گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے بھی اس غیر مہذبانہ حرکت پر یہودیوں کو ملامت کی۔ آپ ﷺ کی اس ملامت پر بنی قینقاع کے بدبخت یہودی بگڑ گئے اور کہنے لگے آپ ﷺ غزوۂ بدر کی فتح پر مغرور نہ ہوں اور مکہ والے جنگی معاملات میں سست تھے اس لئے شکست کھا گئے اور اگر ہمارے ساتھ آپ ﷺ کا معاملہ ہوا تو ہم بتائیں گے جنگ کسے کہتے ہیں؟

بنی قینقاع نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس دھمکی کے بعد امن معاہدہ توڑ دیا جس پر آپ ﷺ نے ان کو غرور توڑنے اور انہیں سبق سکھانے کا فیصلہ کیا اور شوال ۲ھ میں ان پر حملہ کر دیا۔ بنی قینقاع نے لشکر اسلام کی جرأت اور بے خوفی دیکھی تو قلعہ بند ہو گئے مگر پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد بالآخر اپنی شکست تسلیم کر لی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ کے بعد انہیں مدینہ منورہ سے شہر بدر کر دیا اور یہ یہودی ملک شام کے علاقے "اذرعات" میں جا کر آباد ہوئے۔

(زرقانی جلد اول صفحہ ۴۵۸)

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے تعاقب کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں غزوۂ بدر میں عبرتناک شکست کے بعد مشرکین مکہ کے گھروں میں ماتم کی صورتحال تھی اور وہ اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے بے چین تھے چنانچہ غزوۂ سویق اور غزوۂ احد اور بعد کی دیگر جنگیں اسی بدلہ کا نتیجہ تھیں۔ غزوۂ

Marfat.com

بدر میں قریش کے نامی گرامی سردار جن میں ابوجہل، عتبہ اور دیگر شامل تھے مشرکین مکہ ان کا بدلہ لینے کو بے تاب تھے۔ ان سرداروں کی موت کے بعد قریش نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو اپنا سردار تسلیم کر لیا تھا اور ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے قسم کھائی تھی کہ میں اس وقت تک سر میں تیل نہ ڈالوں گا جب تک مقتولین بدر کا بدلہ نہ لوں گا چنانچہ غزوۂ بدر کے دو ماہ بعد ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) دو سو سواروں کا لشکر لے کر مدینہ منورہ کی جانب بڑھا اور اسے مدینہ منورہ کے نواح میں رہنے والے یہودیوں پر بھروسہ تھا کہ وہ اس کی مدد کریں گے چنانچہ اسی تعاون کے لئے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) سب سے پہلے حی بن اخطب کے پاس گیا جو بنی نضیر کا سردار تھا اور یہودیوں کے تجارتی خزانے کا رکھوالا بھی تھا۔ حی بن اخطب نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کا پرجوش استقبال کیا اور اسے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے حی بن اخطب کی حمایت کے بعد مدینہ منورہ کے نواح میں واقع بستی "عریض" پر حملہ کر دیا اور اس حملہ میں ایک انصاری صحابی سعد بن عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور کچھ درختوں کو بھی کاٹ دیا۔ اس کے علاوہ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے مسلمانوں کے باغات اور دیگر املاک کو بھی آگ لگا دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے تعاقب کا فیصلہ کیا اور مجاہدین کا ایک لشکر لے کر مقام عریض پہنچے۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں سے فرار ہو گیا اور ستو کی وہ بوریاں جو راشن کے لئے ساتھ لایا تھا وہ بھی راستہ میں گراتا چلا گیا جو مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں عربی زبان میں ستو کو "سویق" کہتے ہیں اس لئے اس غزوہ کا نام سویق پڑ گیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۴۶)

Marfat.com

غزوۂ اُحد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے

۳ھ میں غزوۂ احد کا واقعہ پیش آیا۔ احد ایک پہاڑ ہے جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے اور حق و باطل کے مابین دوسرا بڑا معرکہ اسی جگہ پر ہوا اسی لئے اس معرکہ کو تاریخ میں غزوۂ احد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

غزوۂ احد کا سبب:

غزوۂ بدر میں جو مشرکین مارے گئے تھے ان میں بیشتر کا تعلق قریش سے تھا اور وہ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے شب ہجرت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا ناپاک منصوبہ تیار کیا تھا۔ غزوۂ بدر میں شکست کے بعد قریش نے بدلہ لینے کی غرض سے کئی قبائل کو متحد کیا اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جنگ کے لئے انہوں نے چندہ جمع کیا۔ اس دوران قریش کا ایک قافلہ جو سامانِ تجارت فروخت کرنے کے بعد ایک کثیر منافع لے کر لوٹا تھا اس نے بھی اڑھائی لاکھ درہم فراہم کر دیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے انہوں نے قریش کی جنگی تیاریوں کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دی۔

Marfat.com

جنگ کا آغاز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ:

ربیع الاول ۳ھ میں حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر ہوا۔ احد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ مشرکین کا لشکر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا اور تین ہزار کے نفوس پر مشتمل تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور ایک ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر احد کے مقام پر پہنچے۔ ایک ہزار مجاہدین کے لشکر میں سے تین سو لوگ عبداللہ بن ابی سلول منافق کے ساتھی تھے جنہیں وہ راستہ سے واپس لے گیا اور یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثاروں کی تعداد سات سو رہ گئی۔

حق و باطل کے درمیان جب جنگ شروع ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیراندازوں کے ایک دستہ کے ہمراہ احد پہاڑ کی پشت پر تعینات کر دیا تاکہ اگر دشمن پشت سے حملہ آور ہو تو وہ انہیں روک سکیں۔ ابتداء میں مجاہدین نے مشرکین کی کمر توڑ دی اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ لشکر اسلام میں کچھ مجاہدین ایسے بھی تھے جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے انہوں نے جب مشرکین کو میدانِ جنگ سے بھاگتے دیکھا تو مالِ غنیمت لوٹنا شروع کر دیا۔

سدی کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ احد کے موقع پر مشرکین سے مقابلہ کے لئے نکلے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو تیراندازوں کے ساتھ پہاڑ کی جڑ پر متعین کیا اور پھر جب باقاعدہ جنگ شروع ہوئی تو مشرکوں کے علمبردار طلحہ بن عثمان نے میدان میں نکل کر لشکر اسلام کو للکارا اور کہا۔

Marfat.com

"تمہارا دعویٰ ہے کہ تم ہمیں جہنم واصل کرو گے اور اگر ہم نے تمہیں شہید کیا تو تم جنت میں جاؤ گے پس تو کون مرد ہے جو مجھے جہنم واصل کرے یا پھر خود جنت میں چلا جائے۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر فرمایا۔

"قسم ہے پروردگار کی میں تجھے اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تجھے جہنم میں نہ پہنچا دوں یا پھر تیری تلوار کے وار سے خود جنت میں نہ پہنچ جاؤں۔"

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور ایک ہی وار سے اس کا پاؤں کاٹ دیا جس سے اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی اور اللہ عزوجل کی قرابت کا واسطہ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم نے اسے چھوڑ دیا؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"جب اس کی شرمگاہ کھل گئی تو اس نے مجھے اللہ عزوجل اور اپنی قرابت کا واسطہ دیا چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر لشکر اسلام نے مشرکین پر حملہ کر دیا اور ابتداء میں انہیں سخت نقصان پہنچایا اور انہوں نے میدانِ جنگ سے فرار ہونے میں عافیت جانی۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۱۷۹)

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو لشکر احد پہاڑ کی پشت پر تعینات تھا اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور مالِ غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے ان کی سربراہی میں مشرکین کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر پشت سے حملہ کر دیا جس میں ستر سے زیادہ مسلمان شہید ہو گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محاصرہ کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع اپنی آخری سانس تک کرتے رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہو گئے اور افواہ پھیل گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوش و خروش میں کمی پیدا ہونا شروع ہو گئی اور پھر اس موقع پر حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے انہوں نے مشرکین پر تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیئے اور انہیں ہندہ کے غلام حبشی نے شہید کر دیا۔

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے احد کے دن حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے دو تلواروں سے لڑ رہے تھے اور فرما رہے تھے میں اسد اللہ ہوں اور کبھی وہ آگے جاتے تھے اور کبھی پیچھے جاتے تھے اور اسی حالت میں یکا یک پھسل کر گر پڑے اور پھر وحشی نے انہیں دیکھ لیا اور کھینچ کر انہیں نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۷۰)

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ احد کے دن مشرکین کے لشکر کے ہمراہ تھی اور اس نے نذر مانی تھی کہ اگر وہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر غلبہ پائے گی تو ان کا کلیجہ کھائے گی اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کا مثلہ بنایا گیا اور مشرکین نے ہند کو آپ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ دیا۔ ہند نے اسے چبایا اور نگلنا چاہا مگر نگلنے پر قادر نہ ہوئی تو اسے تھوک دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۷۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب احد کے دن حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو مثلہ کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی بہن اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Marfat.com

پھوپھی حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا انہیں تلاش کرتی ہوئی آئیں اور انہیں اس وقت کچھ علم نہ تھا۔ پھر حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات حیدرِ کرار حضرتِ سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم سے ہوئی۔ حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے کہا تم اپنی ماں کو بتاؤ کیا ہوا ہے؟ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں تم اپنی پھوپھی کو بتاؤ کیا ہوا ہے؟ حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا ان سے پوچھتی رہیں اور ان دونوں نے انہیں صحیح نہ بتایا اور یوں ظاہر کیا جیسے انہیں کچھ علم نہیں ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنی پھوپھی کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگی اور حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور رونے لگیں۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۷۱)

غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا جبکہ بائیس کفار جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے والے سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانثاری کا ثبوت دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔

اللہ عزوجل نے سورۂ آل عمران میں غزوۂ احد کے متعلق فرمایا۔

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ
وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

"اور جو نقصان تمہیں اس لڑائی کے دن پہنچا وہ اللہ کے حکم سے تھا اور وہ اس لئے تھا تاکہ دیکھے کہ تم میں سے کون ایمان والا ہے اور کون منافق ہے۔"

غزوۂ احد کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی غلط ہے یہ

Marfat.com

جنگ بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ختم ہوئی کیونکہ اس جنگ میں دونوں فریقوں کا نقصان ہوا اور کوئی ایک فریق دوسرے پر حاوی نہ ہوسکا۔ مشرکین ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کے اپنے ناپاک منصوبہ میں ناکام رہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثاروں کے آگے بے بس نظر آئے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سولہ زخم آئے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یومِ احد حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے بڑی قربانی دی اور اس دن واپس لوٹنے والوں میں پہلا فرد میں تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہم حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت کریں کہ وہ اس دن شدید زخمی ہوئے تھے اور سب سے پہلے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال درست کیا اور پھر حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کے جسم پر اس وقت ستر سے زیادہ تلواروں اور تیروں کے زخم تھے اور ان کی ایک انگلی بھی ضائع ہو چکی تھی پھر ہم نے ان کی حالت بھی درست کی۔ (حلیۃ الاولیاء جلد اوّل حدیث ۲۶۹)

غزوۂ احد کے موقع پر حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کا ذمہ اٹھائے ہوئے تھے اور جس وقت مشرکین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کیا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کے اس حملہ کو روکا اور اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل ہوگیا۔ حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آپ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جس سے آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچایا اور وہ ہاتھ بالکل شل ہو چکا تھا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب فی مناقب طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ حدیث ۹۱۶)

Marfat.com

مقتولین احد کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے غزوۂ احد کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کے شہید ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کفار پر ٹوٹ پڑے اور پھر اس دوران خبر ملی کہ حضور نبی کریم ﷺ زندہ ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ دیگر جانثاروں کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر ایک محفوظ جگہ منتقل ہو گئے۔ اس دوران ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے اونچی آواز میں کہا۔

"اے گروہِ محمد (ﷺ)! کیا تم میں محمد (ﷺ) ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خاموش رہنے کا حکم دیا۔ کچھ دیر بعد کوئی جواب نہ پا کر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے اونچی آواز میں پکارا۔

"اے گروہِ محمد (ﷺ)! کیا تم میں ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہم) ہیں؟"

اس مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کچھ دیر بعد پھر بولا۔

"ضرور یہ لوگ مارے گئے ہیں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کی ہرزہ رسائی سن کر پکارا۔

"اے دشمن خدا! ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہیں۔"

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے یہ سن کر پکارا ہبل بلند ہوا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے پکارا۔

"اللہ عزوجل بلند و برتر ہے۔"

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر کہا۔

"معرکہ احد، معرکہ بدر کے برابر ہو گئی یعنی ہم نے بدر کا بدلہ لے

Marfat.com

لیا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے پر پکارا۔

"نہیں ابوسفیان! یہ برابری نہیں کیونکہ ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین جہنم میں ہیں۔"

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو گھوڑا دوڑاتے ہوئے بھاگ گئے۔ (اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۶۴۸)

احد پہاڑ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر و بیشتر احد پہاڑ پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے۔

"یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہمیں محبت ہے اور اسے بھی ہم سے محبت ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء کی قبور پر بھی تشریف لے جاتے اور فرماتے۔

"تم پر سلام ہو تمہارے حوصلہ اور صبر کی وجہ سے تمہیں آخرت میں بہترین انعام ملا ہے۔"

کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا فیصلہ:

کعب بن اشرف یہودیوں کا ایک امیر اور صاحب ثروت شخص تھا اور یہودی علماء اور مذہبی پیشواؤں کو اپنے مال سے تنخواہ دیتا تھا۔ کعب بن اشرف شاعر بھی تھا اور اس کا اثر و رسوخ یہودیوں کے علاوہ دیگر قبائل عرب پر بھی تھا۔ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت عداوت تھی اور اس نے غزوہ بدر میں سردارانِ قریش کے قتل اور مسلمانوں کی فتح پر غم مناتے ہوئے قریش سے مکہ مکرمہ جا کر

Marfat.com

تعزیت بھی کی تھی۔ سرداران قریش جو غزوۂ بدر میں مارے گئے تھے ان کی یاد میں کعب بن اشرف نے ایک مرثیہ بھی لکھا تھا جسے سن کر مشرکین مکہ میں ماتم کی لہر دوڑ گئی تھی۔ کعب بن اشرف مکہ مکرمہ میں ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) سے بھی ملا اور انہیں مسلمانوں سے غزوۂ بدر کا بدلہ لینے کے لئے ابھارا اور ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ خانہ کعبہ بھی گیا اور غلافِ کعبہ پکڑ کر عہد لیا کہ مسلمانوں سے غزوۂ بدر کا انتقام لیا جائے گا۔ پھر کعب بن اشرف مکہ مکرمہ سے واپس لوٹا اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتا رہا۔ کعب بن اشرف کی یہ تمام قبیح حرکات اس امن معاہدہ کی خلاف ورزی تھی جو آپ ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ کیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک عرصہ تک اس کی گستاخیاں برداشت کرتے رہے اور پھر بالآخر جب صبر کی حدود ختم ہو گئیں تو ایک دن حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت ابو نائلہ، حضرت عباد بن بشر، حضرت حارث بن اوس اور حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہم کعب بن اشرف کے گھر گئے اور اس کے قلعہ نما گھر کے پھاٹک پر چڑھ کر اندر گئے اور اسے قتل کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اگلے دن صبح آپ ﷺ کے قدموں میں کعب بن اشرف کا سر ڈال دیا۔ اس واقعہ میں حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ تلوار کی نوک سے زخمی ہو گئے تھے آپ ﷺ نے حضرت حارث بن اوس کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا تو حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کا زخم اسی وقت درست ہو گیا۔

(زرقانی جلد دوم صفحہ ۱۰)

وعثور کے متعلق فیصلہ:

ربیع الاوّل ۳ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کو خبر ملی کہ نجد کے مشہور بہادر وعثور بن الحارث محاربی نے مدینہ منورہ پر حملہ کے لئے ایک لشکر تیار کیا ہے۔ آپ ﷺ اس خبر کے ملنے کے بعد چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے اس

Marfat.com

سے مقابلے کے لئے نکلے۔ وعثور بن الحارث محاربی کو اس کی خبر ہوئی تو وہ اپنے لشکر کو لے کر پہاڑوں پر چڑھ گیا اور اس کے لشکر کا ایک سپاہی ''حبان'' پکڑا گیا جس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر موسلا دھار بارش ہوئی اور آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے لیٹ کر اپنے کپڑے خشک کرنے لگے۔ پہاڑ کی بلندی سے کفار نے آپ ﷺ کو تنہا دیکھا تو وعثور بن الحارث کو خبر دی۔ وعثور بن الحارث تلوار میان سے نکالے پہاڑ سے اترا اور آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا اب آپ ﷺ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرا اللہ مجھے بچائے گا۔ اسی وقت اللہ عزوجل کے حکم پر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور وعثور بن الحارث کو ایک ایسا گھونسہ مارا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی اور وہ کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس کی تلوار اٹھالی اور اس سے فرمایا اب تجھے کون بچائے گا؟ وعثور بن الحارث نے اسی طرح کانپتے ہوئے کہا کوئی بھی نہیں۔ آپ ﷺ کو اس پر ترس آ گیا اور آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ وعثور بن الحارث نے آپ ﷺ کا عفو دیکھا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں واپس جا کر دین اسلام کی تبلیغ کرنے لگا۔

(زرقانی جلد دوم صفحہ ۱۵)

معاویہ بن مغیرہ کے متعلق فیصلہ:

شوال ۳ ھ میں ہی حضور نبی کریم ﷺ مجاہدین کے ایک لشکر کے ہمراہ حمرۃ الاسد پہنچے۔ اس لشکر کا علم حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔ حمرۃ الاسد پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے دو افراد کو گرفتار کیا جن میں ابوعزہ نامی ایک شاعر بھی تھا جسے غزوۂ بدر میں قید کیا گیا اور اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ کبھی دوبارہ مسلمانوں کے مقابلے پر نہیں آئے گا۔ ابوعزہ نے چونکہ وعدہ خلافی کی تھی اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا

Marfat.com

جبکہ دوسرا شخص معاویہ بن مغیرہ تھا۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن مغیرہ کی سفارش کی جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اس شرط پر کہ وہ تین دن کے اندر اندر مدینہ منورہ چھوڑ دے اس کو امان دے دی۔ معاویہ بن مغیرہ نے اپنا قیام مدینہ منورہ میں تین دن سے زیادہ کرلیا جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمارہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اسے قتل کروا دیا۔ (البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۴۵)

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے عقیقہ کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے جس وقت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے بیٹے کو لاؤ۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا گود میں آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر حاضر ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے دائیں کان میں اذان دی اور پھر بائیں کان میں تکبیر کہی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ساتویں روز آپ رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے بال منڈوائے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں اور اسی روز حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا ختنہ کروایا اور نام مبارک تجویز کیا چنانچہ اسی نسبت سے یہ حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کہلائی۔ (اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۵۵۶، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۷۲)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر کرنے کا فیصلہ:

ربیع الاول ۳ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کو یہ خبر ملی نجد کے علاقے ذوامر میں بنی ثعلبہ اور بنی محارب کے مشرکین جمع ہیں اور وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس اطلاع کے ملتے ہی لشکر اسلامی کو تیار ہونے کا

Marfat.com

حکم دیا جس میں چار سو پچاس گھڑ سوار مجاہدین شامل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس معرکہ پر روانگی کے وقت سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ماہ تک بنی ثعلبہ اور محارب کا محاصرہ کئے رکھا جس کے بعد وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۳)

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو سالار بنانے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ طلیحہ بن خویلد اور سلمہ بن خویلد دونوں بھائیوں نے مسلمانوں کے خلاف کفار کا ایک لشکر ترتیب دیا ہے اور وہ مدینہ منورہ پر حملہ کی غرض سے نکل پڑے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ڈیڑھ سو مجاہدین کا ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں اس لشکر میں حضرت ابوسبرہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے اور جب طلیحہ بن خویلد اور سلمہ بن خویلد کو لشکر اسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو بغیر جنگ کے اپنے اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے اور اس مال کو مسلمانوں نے مالِ غنیمت بنا لیا۔

(زرقانی جلد دوم صفحہ ۶۲)

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو سالار بنانے کا فیصلہ:

محرم الحرام ۴ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ خالد بن سفیان ہزلی نے مدینہ منورہ پر حملہ کی غرض سے ایک لشکر ترتیب دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ہمراہ ان کے مقابلے کے لئے بھیجا اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے موقع ملتے ہی خالد بن سفیان ہزلی کو قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت

Marfat.com

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی اس جانثاری پر اپنا عصا انہیں دیا اور فرمایا تم اس عصا کے ساتھ جنت میں چہل قدمی کرو گے۔ حضرت عبداللہ بن انیس رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بروزِ حشر یہ میرے پاس بطورِ نشانی ہو گا اور پھر اپنے وصال کے وقت اس عصا کو وصیت کے مطابق حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا گیا۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۶۴)

خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عاصم بن عمرو بن قتادہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں غزوۂ احد کے بعد عضل اور قارہ کی ایک جماعت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا ہم میں اسلام موجود ہے اور آپ ﷺ ہماری جانب کچھ لوگوں کو بھیجئے وہ ہمیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کریں اور ہمیں قرآن کی تعلیم دیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جن میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے ان کے ہمراہ روانہ کیا اور جب یہ جماعت مقامِ رجیع پر پہنچی تو ان لوگوں نے بدعہدی کی اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گھیر لیا اور تلواریں نکال لیں۔ جب ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا مقابلہ کرنا چاہا تو انہوں نے کہا بخدا! ہم مقابلہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم تو تمہیں اہل مکہ کے ہاتھ فروخت کریں گے تاکہ کچھ کما سکیں۔ ان چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تین نے ان کا مقابلہ کیا اور شہید ہو گئے جبکہ باقی تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ بھی تھے انہیں یہ مکہ لے گئے اور انہیں مشرکین مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹے عقبہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں مشرکین کے نامی گرامی

Marfat.com

سردار حارث بن عامر کو جہنم واصل کیا تھا چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے رجیع میں گرفتار کیا تو حارث بن عامر کے بیٹوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو خرید کر اپنے گھر کی ایک کوٹھڑی میں لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھا کر شہید کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب سولی پر چڑھایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔

"الٰہی! میں یہاں اپنے پاس کسی کو نہیں پاتا جس کے ذریعے میں تیرے حبیب کی بارگاہ میں اپنا سلام پہنچا سکوں لہٰذا تو میرا سلام اپنے حبیب کی بارگاہ تک پہنچا دے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک محفل میں موجود تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے با آوازِ بلند وعلیکم السلام کہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم یہاں کسی کو نہیں دیکھتے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا ہو؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے بھائی خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں اس وقت سولی پر چڑھا دیا گیا ہے اور انہوں نے سولی پر چڑھائے جانے سے پہلے مجھے سلام کہا ہے اور میں نے ان کے سلام کا جواب دیا ہے۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ جن دنوں حارث بن عامر کے بیٹوں کی قید میں تھے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ بے موسم انگور کا پھل کھا رہے تھے۔

حارث بن عامر کی بیٹی کہتی ہے کہ اللہ عزوجل کی قسم! میں نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ جیسا کسی اور کو نہیں دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ دورانِ قید جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں میں

Marfat.com

انگوروں کا خوشہ پکڑے انگور کھا رہے تھے اور اس وقت انگوروں کا موسم نہ تھا اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ کو پھل پہنچانے والا کوئی تھا۔

منقول ہے جب مشرکین نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا چاہا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا مجھے اجازت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو نماز کے لئے چھوڑ دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے یہ خیال ہوتا کہ تم لوگ سمجھو گے کہ مجھے موت کا خوف ہے تو میں نماز کو طول دیتا اور اے اللہ! تو انہیں شمار کر لے اور انہیں گن گن کر مارنا اور ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھنا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"مقام تنعیم میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا جسم سولی پر لٹک رہا ہے جو مسلمان ان کے جسم کو لے کر آئے گا میں اس کے ساتھ جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔"

حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہم اس نوید کو سننے کے بعد گھوڑوں پر سوار ہوئے اور انتہائی تیز رفتاری سے رات کو سفر کرتے ہوئے اور دن کو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رہتے ہوئے مقام تنعیم میں پہنچے اور انہوں نے دیکھا کہ چالیس کے قریب کفار اس سولی کے نزدیک پہرہ دیتے ہوئے سو گئے ہیں۔ ان دونوں نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے جسم کو سولی سے اتارا اور گھوڑے پر رکھ کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم سے تازہ خون بہہ رہا تھا جس کے نشانات کو دیکھتے ہوئے کفار کا ایک لشکر ان دونوں حضرات کے پیچھے روانہ ہوا۔ ان حضرات نے دیکھا کہ کفار انہیں پکڑ سکتے ہیں تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس کو زمین پر رکھا اور جیسے ہی جسم کو زمین پر رکھا زمین نے

Marfat.com

جسم کو نگل لیا اور یوں برابر ہوگئی جیسے کبھی شق نہ ہوئی ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی بناء پر آپ رضی اللہ عنہ کو بلیغ الارض یعنی زمین جسے نگل گئی کا لقب دیا۔

کفار کا لشکر جب حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہم تک پہنچا تو انہوں نے کہا کہ ہم دو شیر ہیں جو جنگل کی جانب جا رہے ہیں اور اگر تم ہمارا راستہ روکنا چاہتے ہو تو روک کر دکھاؤ۔ کفار نے جب ان دونوں کے پاس حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کے جسم کو نہ پایا تو واپس لوٹ گئے۔

(اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۶۷۳، تاریخ طبری جلد دوم حصہ اول صفحہ ۱۹۶، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۸۸ تا ۱۸۹، صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع حدیث ۱۳۵۰)

بیئر معونہ کا واقعہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ:

صفر المظفر ۴ھ میں بیئر معونہ کا واقعہ پیش آیا۔ ابو براء عامر بن مالک جو اپنی بہادری کی وجہ سے عرب میں "برچھیوں سے کھیلنے والا" یعنی ملاعب الاسنہ کہلاتا تھا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی مگر اس نے اسلام قبول نہ کیا اور کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو میرے ساتھ میرے وطن نجد بھیج دیں مجھے امید ہے وہاں کے لوگ اسلام قبول کر لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نجد کے کفار میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نقصان پہنچائیں گے۔ ابو براء عامر بن مالک نے کہا میں ان کی حفاظت کا ضامن ہوں اور وہ انہیں کچھ نقصان پہنچائیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انتخاب کیا اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ جماعت ابو براء عامر بن مالک کے ہمراہ بیئر معونہ پہنچی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قافلے کے سردار حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب لے کر عامر بن طفیل کے پاس اکیلے گئے جو نجد کا رئیس

Marfat.com

اور سردار تھا اور ابو براء عامر بن مالک کا بھتیجا تھا۔ عامر بن طفیل نے مکتوب پڑھا اور ایک شخص کو اشارہ کیا جس نے پیچھے سے نیزہ مار کر حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور پھر نجد کے دیگر قبائل کے مشترکہ لشکر کو بیئر معونہ بھیجا کہ وہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی شہید کر دیں۔ بیئر معونہ پر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے مگر جب دیر ہوگئی تو یہ آگے بڑھے اور پھر ان کا سامنا عامر بن طفیل کے لشکر سے ہوا اور عامر بن طفیل کے لشکر نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے سوا دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کر دیا اور ان شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو سفر ہجرت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو عامر بن طفیل نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اور پھر اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے بالوں کی لٹ کاٹ کر چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے اور جب مقام "قرقرہ" پہنچے تو ایک درخت کے سائے میں بنی کلاب کے دو کافروں کو سوتے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کر دیا اور یہ خیال کیا میں نے اپنے ساتھیوں کا بدلہ لیا ہے جبکہ ان دونوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امان دے دی تھی۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر ابو براء عامر بن مالک کی غداری اور عامر بن طفیل کے حملہ کے متعلق بتایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب بیئر معونہ کی شہادت کا شدید غم ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نجد کے ان قبائل پر لعنت بھیجتے رہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کفار کے خون بہا دینے کا حکم دیا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۵۵)

Marfat.com

بنونضیر کی سرکوبی کا فیصلہ:

ربیع الاول ۴ھ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر اسلام کے ہمراہ بنونضیر روانہ ہوئے تاکہ عبداللہ بن ابی سلول منافق جو بنونضیر کا حلیف تھا اور حقیقتاً دین اسلام کا دشمن تھا اور بنونضیر کے یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف سازش کر رہا تھا اس کی سرکوبی کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر لشکر اسلام کا علم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ عصر بنونضیر کے میدان میں ادا فرمائی۔ یہودیوں نے جب دیکھا لشکر اسلام ان پر حملہ آور ہو رہا ہے تو وہ قلعہ بند ہو گئے اور قلعہ کے اندر سے ہی لشکر اسلام پر تیروں اور پتھروں کی بارش شروع کر دی۔

روایات میں آتا ہے کہ بنونضیر، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ کے وقت سے ہی قریش کے ساتھ خط و کتابت رکھے ہوئے تھے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ غزوہ احد کے موقع پر عبداللہ بن ابی سلول منافق جس نے غداری کی تھی اور اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گیا تھا اور بنونضیر کے پاس قیام پذیر تھا ان کی سازشوں کو ختم کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر اسلام کے ہمراہ بنونضیر کو سبق سکھانے کے لئے روانہ ہوئے۔ لشکر اسلام نے بنونضیر کا محاصرہ کر لیا جو قریباً پندرہ روز تک جاری رہا۔ اس دوران بنونضیر کا ایک ماہر تیرانداز غزواء اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ قلعہ سے باہر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ غزواء اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کیا اور غزوا کا سر قلم کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا۔

Marfat.com

عبداللہ بن ابی سلول منافق نے بنونضیر سے وعدہ کیا کہ وہ بنوقریظہ کے ساتھ معاہدہ کر چکا ہے اور وہ عنقریب ان کی مدد کے لئے آنے والے ہیں مگر بنوقریظہ ان کی مدد کے لئے نہیں آئے۔ عبداللہ بن ابی سلول چونکہ منافق تھا اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں سے فرار ہوگیا۔ بنونضیر کے جب وسائل ختم ہونے لگے تو انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی انہیں ان کے مال و اسباب سمیت یہاں سے جانے کی اجازت دی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ چھ سو اونٹوں پر اپنا مال و اسباب لاد کر مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے۔

بنونضیر کا سردار حی بن اخطب تھا اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے معاہدہ کیا کہ وہ آئندہ کبھی مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد نہ کریں گے۔ بنونضیر کے قلعے خالی ہو گئے تھے اور ان کی عداوت بے نقاب ہو چکی تھی۔ اس معرکہ میں سرکش یہودیوں کی رسوائی ہوئی اور ان کا غرور خاک میں مل گیا۔

(سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۵)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دوسری مرتبہ اپنا نائب بنانے کا فیصلہ:

۴ھ میں حضور نبی کریم ﷺ لشکر اسلام کے ہمراہ باغی یہودی قبائل اور مشرکین کے کچھ گروہوں کی سرکوبی کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ پھر مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کا انتظام اسی طرح چلایا جیسے حضور نبی کریم ﷺ چلایا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۳۳)

Marfat.com

غزوۂ بدر الموعود کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ:

احد سے واپسی کے وقت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے اعلان کیا تھا کہ وہ آئندہ برس اپنی فوج کو لے کر دوبارہ بدر کے مقام پر اکٹھا ہوگیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے یہ اعلان کیا تھا کہ ہمیں تمہاری بات منظور ہے۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات جھوٹی ہوئی اور وہ جنگ کی تیاری نہ کر سکا۔ اس نے اپنی شرمندگی دور کے لئے مدینہ منورہ نعیم بن مسعود اشجعی کو بھیجا جس نے یہ جھوٹا پروپیگنڈا کیا کہ مشرکین مکہ نے ایک عظیم الشان لشکر تیار کر لیا ہے اور وہ جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں۔ نعیم بن مسعود مدینہ منورہ آتے وقت اپنا سر منڈوا کر آیا تھا تاکہ مسلمانوں کو دھوکہ دے کہ وہ عمرہ کر کے آرہا ہے۔ نعیم بن مسعود نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ مدینہ منورہ سے باہر نہ نکلیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں
مسلمان ایسی خبروں سے پریشان ہیں۔"

مورخین لکھتے ہیں کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس غزوہ پر جانے کے لئے آمادہ کیا چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ پر جانے کا اعلان کر دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں سے کفار کا خوف جاتا رہا اور وہ بھی جوق در جوق غزوہ میں شمولیت کے حاضر ہونے لگے۔ بعد ازاں جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو لشکر اسلام کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ جنگ کے لئے نکل پڑے ہیں تو اسے نہایت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ (سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۵۲)

Marfat.com

سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ اپنے شوہر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش کی شہادت کے بعد دس ماہ تک بیوہ رہیں اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کی جانب نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جواباً عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ میرے معاملے میں خودمختار ہیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک ۳ھ میں آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور حق مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی مقرر کیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۴۹ تا ۵۵۰)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس سے واپس لوٹے اور آپ رضی اللہ عنہ اس دن بہت خوش تھے۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہا میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص مصیبت میں مبتلا ہو وہ یہ دعا مانگے۔

اللھم اجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیرا منھا

"اے للہ! میری مصیبت میں میرا اجر لکھ دے اور اس سے بہتر میرے لئے اس کا قائم مقام بنا دے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو میں نے اس دعا کو پڑھنا اپنا معمول بنا لیا اور جب میں یہ دعا مانگتی تو میرے دل میں یہ خیال بھی آتا کہ ابوسلمیٰ (رضی اللہ عنہ) سے بہتر کون ہوگا کہ وہ تو صحابی رضی اللہ عنہ تھے مگر چونکہ اس دعا کی تعلیم حضور نبی کریم ﷺ نے دی تھی لہٰذا میں اسے باقاعدگی کے ساتھ پڑھتی رہی۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اگر کسی عورت کا شوہر اس کی زندگی میں فوت ہو جائے اور وہ عورت شادی نہ کرے تو اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اگر ایسے ہی کسی شخص کی بیوی فوت ہو جائے اور وہ شادی نہ کرے تو اللہ عزوجل اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا آؤ پھر ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو پہلے مرے گا وہ دوسری شادی نہیں کرے گا۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تم ایسا عہد نہ کرو اور اگر میں پہلے مر جاؤں تو تم دوسری شادی کر لینا اور پھر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے یوں دعا مانگی۔

"اے اللہ! اگر میں مر جاؤں تو ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کو مجھ سے بہتر شخص عطا فرمانا۔"

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں اور جب بچہ کی ولادت ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہا کی عدت بھی ختم ہوگئی۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا جسے آپ رضی اللہ عنہا نے رد کر دیا۔ پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جو کہ رشتہ میں آپ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی تھے انہوں نے نکاح کا پیغام بھیجا مگر آپ رضی اللہ عنہا نے اس رشتہ سے بھی انکار کر دیا یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھجوایا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام پر مرحبا کہا اور آپ رضی اللہ عنہا نے اس پیغام کو قبول کر لیا کیونکہ یہ ایک بہت بڑی سعادت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے مرتبہ پر فائز ہو رہی تھیں۔

روایات میں آتا ہے ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو قبول کر لیا مگر تین عذر پیش کئے۔

Marfat.com

۱۔ میں بہت زیادہ غیرت کھانے والی ہوں اور اگر مجھ میں کوئی ایسی چیز آپ ﷺ کو دکھائی دی جس سے آپ ﷺ غصہ میں آئیں تو پھر میرا انجام بخیر نہ ہوگا۔

۲۔ میں بچوں والی ہوں اور میرے بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہے۔

۳۔ میرا کوئی وارث نہیں جو میرے نکاح کا اہتمام کرے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے نکاح کا پیغام لے کر حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ آئے تھے انہوں نے یہ تینوں عذر حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب یہ تینوں عذر سنے تو خود ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا۔

"تم نے جس غیرت کا ذکر کیا تو میں بارگاہِ خداوندی میں دعا کرتا ہوں کہ وہ تم سے دور ہو اور تم نے بچوں کا ذکر کیا تو ان کے لئے اللہ عزوجل ہی کافی ہے اور تم نے کہا کہ تمہارا کوئی وارث نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں اور تمہارا موجود وارث ہو یا پھر غائب وارث کوئی بھی مجھ پر اعتراض نہیں کر سکتا۔"

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا شوال ۴ھ کو حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح کے بعد حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئیں۔

روایت میں ہے کہ ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بڑے بیٹے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے ولی کے فرائض انجام دیئے اور اس حدیث کے راوی حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حق مہر کے متعلق فرمایا کہ میں نے جو کچھ فلاں بیوی کو دیا وہ تمہیں بھی دوں گا چنانچہ میں نے ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے سے پوچھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کیا دیا تھا تو انہوں نے

Marfat.com

کہا دو مٹکے تھے جن سے وہ اپنی ضروریات پوری کرتی تھیں اور ایک چکی اور ایک چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکاح کے بعد گھر میں داخل ہوئے تو ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شرم کی وجہ سے اپنی چھوٹی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں لے لیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچی کو دیکھا تو واپس تشریف لے گئے اور پھر جب دوبارہ آئے تو اس وقت بھی زینب رضی اللہ عنہا، آپ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھیں چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر واپس تشریف لے گئے اور پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں لیا اور کہا اسے مجھے دے دیں اس کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے باہر کھڑے ہیں۔ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ، زینب رضی اللہ عنہا کو لے گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق پوچھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اسے عمار رضی اللہ عنہ لے گئے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں رات کو آؤں گا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا نے گیہوں اور چربی سے حریرہ تیار کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح تک آپ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہی مقیم رہے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تین دن قیام کیا اور پھر فرمایا کہ اگر تم کہو تو میں مزید چار دن یہاں رک جاؤں تاکہ سات دن پورے ہوں اور پھر سات دن میں دوسری ازواج کے پاس رہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں تین دن ہی ٹھیک ہیں اور میں اس سے زیادہ جدائی برداشت نہ کر پاؤں گی۔

مسلم کی روایت میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تم کہو تو میں تین دن ٹھہرو اور پھر باری شروع کروں۔

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تین دن ہی ٹھہریئے۔

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور آپ رضی اللہ عنہا دیگر تمام عورتوں سے زیادہ حسین و جمیل تھیں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مزاج دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن جو حرمِ نبوی ﷺ میں موجود تھیں ان سے مختلف تھا مگر آپ رضی اللہ عنہا بھی چند دنوں میں انہی کی طرح زندگی بسر کرنے لگیں اور مزاج بھی ان جیسا ہو گیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۵۰ تا ۵۵۱)

غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر آپ ﷺ کا فیصلہ:

یہودی قبائل کی مدینہ منورہ سے جلاوطنی کے بعد مشرکین مکہ اور یہودیوں کے روابط مزید مضبوط ہو گئے تھے اور اب وہ مشترکہ طور پر حضور نبی کریم ﷺ اور دین اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ آپ ﷺ کو جب بھی کسی سازش کی خبر ملتی آپ ﷺ لشکر اسلام کے ہمراہ اس سازش کو ختم کرنے کے لئے روانہ ہو جاتے چنانچہ محرم الحرام ۵ھ میں آپ ﷺ ذات الرقاع کی مہم پر چار سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ کے شمال میں بنو غطفان کی سرحد پر تشریف لے گئے۔ لشکر اسلام جب بنو غطفان پہنچا تو یہودی قبائل لشکر اسلام کی ہیبت کی وجہ سے فرار ہو گئے۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۴۷)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر لشکر اسلام کے پاس سواریوں کی کمی تھی یہاں تک کہ چھ چھ لوگوں کے لئے ایک

Marfat.com

اونٹ تھا اور سب باری باری اونٹ پر سوار ہوتے تھے جبکہ پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے ہمارے پاؤں بھی زخمی ہو گئے تھے اور کچھ کے تو پاؤں کے ناخن بھی جھڑ گئے تھے اور ہم اپنے پاؤں پر کپڑے کے چیتھڑے لپیٹتے تھے اسی لئے اس غزوہ کا نام غزوۂ ذات الرقاع یعنی پیوندوں والا غزوہ ہو گیا۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۸۸)

غزوۂ دومۃ الجندل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ:

ربیع الاول ۵ھ میں ایک مرتبہ پھر خبر آئی کہ دومۃ الجندل میں کفار کا ایک عظیم لشکر اکٹھا ہو رہا ہے اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے ہمراہ لئے اور ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔ جب لشکر اسلام دومۃ الجندل پہنچا تو کفار میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۹۴)

غزوۂ بنی مصطلق اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ:

شعبان ۵ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان گذشتہ واقعات کے پس منظر میں لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا اور مدینہ منورہ سے مریسیع پہنچے تاکہ بنی مصطلق جو سازشوں میں مصروف تھے ان کی سرکوبی کی جا سکے۔ بنی مصطلق، لشکر اسلام کے سامنے صف آراء ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی صفوں کو منظم کیا اور ان پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے جس سے بنی مصطلق کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ اس غزوہ میں بنی مصطلق کے رئیس حارث بن ابی ضرار کی بیٹی "جویریہ" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور ام المومنین کے منصب پر فائز ہوئیں۔ (سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۴۷ تا ۱۴۸)

Marfat.com

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے کہ شعبان المعظم ۶ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا اور خود بنی مصطلق کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے کیونکہ آپ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ بنی مصطلق جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ مریسیع کے مقام پر دونوں گروہوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور ایک زبردست معرکہ کے بعد اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کو فتح عطا فرمائی۔ اس معرکہ میں بے شمار کفار جہنم واصل ہوئے اور بے شمار قیدی بنائے گئے اور ان قیدیوں میں ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بھی تھیں جو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس کے حصہ میں آئیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے لشکر کے ہمراہ ہمارے قبیلے بنو مصطلق پر چڑھائی کی تو اس معرکہ سے تین دن قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ سے چاند آرہا ہے اور وہ میری آغوش میں آن گرتا ہے۔ میں نے اس خواب کا ذکر کسی سے بھی کرنا مناسب نہ جانا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے بنو مصطلق پر حملہ کیا اور ہم قیدی بنا لئے گئے۔ اس وقت میں نے اپنے خواب کی یہ تعبیر نکالی کہ میں جلد آپ ﷺ کی زوجہ بنوں گی اور پھر اللہ عزوجل نے بھی میرے اس خواب کو حقیقت میں بدل دیا اور آپ ﷺ نے مجھے آزاد فرما کر مجھ سے نکاح فرمالیا۔

مورخین لکھتے ہیں ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا غزوۂ بنی مصطلق میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس سے فرمایا مجھ سے مکاتبت کرلیں یعنی جب میں مطلوبہ رقم دے دوں گی تو

Marfat.com

مجھے آزاد کر دیا جائے گا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس نے تیس تولہ سونے پر آپ رضی اللہ عنہا سے مکاتبت کر لی مگر آپ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی ہوں اور میرے لئے یہ ایک بارِ گراں ہے کہ میں یوں قیدی بنائی جاؤں اور میں چونکہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس کے حصہ میں آئی ہوں تو میں نے ان سے تیس تولہ سونے پر مکاتبت کر لی ہے مگر میرے پاس انہیں دینے کے لئے کچھ نہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حال پر رحم فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اگر تم کہو تو میں تمہارے لئے اس سے بہتر تجویز کرتا ہوں؟''

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کہو تو میں تمہاری جانب سے یہ فدیہ ادا کر کے تمہیں آزاد کر دوں اور پھر اپنی بیوی بنالوں۔ ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے اسے قبول کر لیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حارث رضی اللہ عنہ بن ابی ضرار کو جب علم ہوا کہ ان کی بیٹی کو بھی قیدی بنایا گیا تو وہ اپنی بیٹی کو فدیہ دے کر چھڑوانے کی غرض سے مدینہ منورہ کی جانب چلے اور انہوں نے اپنے ساتھ بے شمار اونٹ لے لئے جنہیں بطورِ فدیہ دے کر وہ اپنی بیٹی کو آزاد کروانا چاہتے تھے مگر ان اونٹوں میں دو اونٹ ایسے بھی تھے جو انہیں عزیز تھے چنانچہ جب وہ مدینہ منورہ کے نواح میں پہنچے تو انہوں نے ان دونوں اونٹوں کو وہیں چھپا دیا تاکہ واپسی پر لے جائیں اور یہ دونوں اونٹ فدیہ سے محفوظ رہیں۔ پھر جب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فدیہ کی بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس میں وہ دو اونٹ کم ہیں جنہیں تو فلاں گھاٹی میں چھپا آیا ہے۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ

Marfat.com

عزوجل کے سچے رسول ہیں اور اس بات کا علم میرے سوا کسی کو نہ تھا اور اگر آپ ﷺ سچے نہ ہوتے تو اللہ عزوجل آپ ﷺ کو یوں آگاہ نہ فرماتا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنا کر مدینہ منورہ لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت حارث رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے وہ اپنے کچھ رفقاء کے ہمراہ مدینہ منورہ آئے تاکہ فدیہ دے کر اپنی بیٹی کو آزاد کروا سکیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اس کا اختیار تمہاری بیٹی کو دیتا ہوں وہ جیسا چاہے گی ویسا ہی ہوگا۔ پھر حضرت حارث رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی سے ملے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کرتی ہوں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد کر دیا اور پھر نکاح کر لیا۔

طبرانی کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد فرمایا اور پھر نکاح کیا اور آپ رضی اللہ عنہا کا حق مہر آزادی ہی ٹھہرا۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور پھر فدیہ ادا کر کے اپنی بیٹی کو آزاد کروایا اور حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح کر دیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بیس برس تھی۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو اس کی خبر آناً فاناً سارے شہر میں پھیل گئی اور پھر آپ ﷺ نے حکم دیا بنی مصطلق کے جتنے

Marfat.com

بھی قیدی ہیں انہیں آزاد کر دیا جائے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ام المومنین حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنے قبیلہ والوں پر کسی کو باعث برکت نہیں پایا اور آپ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے سو سے زائد گھرانے آزاد ہوئے۔

(زرقانی جلد دوم صفحہ ۹۷ تا ۹۸، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۵۴ تا ۵۵۶، صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۹۷)

سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا شمار اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ قریباً سات برس کی عمر میں اپنے والدین سے بچھڑ گئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو غلام بنا لیا گیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں فروخت کر دیا گیا اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام نے آپ رضی اللہ عنہ کو چار سو درہم میں خریدا اور اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے آئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے والد جو کہ شاعر تھے اور بنی کلب کے امراء میں شمار ہوتے تھے وہ اپنے بھائی کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں مکہ مکرمہ پہنچے اور انہیں علم ہوا کہ ان کا بیٹا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے فرزند! تم اپنی قوم کے سردار ہو اور تم قیدیوں کو قید سے آزاد کرواتے ہو اور بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو میں تمہارے پاس اپنے بیٹے کو واپس لینے آیا ہوں۔ حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے فرمایا میں زید (رضی اللہ عنہ) کو بلاتا ہوں اور اسے اختیار ہے کہ وہ اگر آپ کے ساتھ جانا چاہے تو چلا جائے اور اگر اس نے آپ کو اختیار کیا تو اسے اجازت ہوگی اور اگر اس نے مجھے اختیار کیا تو پھر کوئی زبردستی نہیں کرے گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کس کے ساتھ رہنا چاہتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا اور اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا اور یوں آپ رضی اللہ عنہ کو زید رضی اللہ عنہ بن محمد ﷺ بھی کہا جانے لگا اور عرب میں مشہور ہو گیا آپ رضی اللہ عنہ کو سیاہ فام غلام سے سفید فام عربوں کا سردار بنا دیا گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد جب مواخات قائم فرمائی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنے چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا اور جب آپ رضی اللہ عنہ بالغ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے کر دیا اور ان کے بطن سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تولد ہوئے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا دوسرا نکاح ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے کرنے کے لئے نکاح کا پیغام آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش کو بھیجا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ایک اعلیٰ نسب کے قریشی کی شادی ایک آزاد غلام سے کیسے ہو سکتی ہے؟ چنانچہ اس موقع پر اللہ عزوجل نے سورۃ الاحزاب کی آیت نازل فرمائی جس میں مسلمانوں کو حکم دیا۔

"اور کسی مسلمان مرد اور عورت کو اختیار نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کچھ حکم دیں تو انہیں اپنے معاملہ پر اختیار ہو اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے وہ صریحاً گمراہ ہے۔"

Marfat.com

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش کو جب اس فرمانِ خداوندی کی خبر ہوئی تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے نکاح کی جامی بھر لی اور یوں آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا مہر دس دینار ساٹھ درہم، پچاس مدغلہ اور تیس صاع کھجوروں مقرر ہوا۔

ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے مابین شادی کے بعد کچھ دنوں تک تعلقات انتہائی خوشگوار رہے مگر پھر دونوں کے مابین جھگڑا رہنے لگا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جب ان جھگڑوں کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس رشتہ کو نبھاؤ مگر پھر بھی دونوں کے مابین تعلقات خراب ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں اور انہوں نے اس کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی کیا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرما دیا۔

پھر جب دونوں کے مابین جھگڑوں نے شدت اختیار کر لی اور نباہ کی صورت دکھائی نہ دینے لگی تو ایک مرتبہ پھر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا بیان کیا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ میں زینب (رضی اللہ عنہا) کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ اللہ عزوجل نے اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بذریعہ وحی مطلع کر دیا تھا کہ زینب (رضی اللہ عنہا) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے والی ہیں اور زید (رضی اللہ عنہ) انہیں طلاق دیں گے چنانچہ اس مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زیادہ زور نہ دیا بلکہ شریعت کے

Marfat.com

مطابق ایک مرتبہ پھر سمجھایا کہ تم اس رشتہ کو نبھاؤ۔ اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد جب دونوں کے مابین جھگڑے کی نوعیت مزید بڑھ گئی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کو طلاق دے دی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت عقبہ سے کر دیا اور وہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی پھوپھی ام بیضا بنت عبدالمطلب کی بیٹی اروی بنت کریز کی بیٹی تھیں اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی ماں شریک بہن تھیں اور ان سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا اور ایک بیٹے زید بن زید رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کی عدت پوری ہوگئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے میرا ذکر کرو۔ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہا آٹا گوندھ رہی تھیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں زینب (رضی اللہ عنہا) کے پاس پہنچا تو ان کی جانب دیکھ نہ سکا اور میں نے ان کی جانب پیٹھ کر لی اور کہا زینب (رضی اللہ عنہا) تمہیں مبارک ہو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور وہ تم سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا جب تک اللہ عزوجل کا اس معاملے میں کچھ حکم نہ ہوگا میں کچھ جواب نہ دوں گی۔ پھر وہ نماز پڑھنے چلی گئیں اور اس دوران اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی جس میں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔

Marfat.com

"اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یاد کیجئے جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا اور اللہ اس کا حقدار ہے کہ اس کا خوف رکھو پھر زید (رضی اللہ عنہ) کی غرض نکل گئی اور ہم نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا کہ مسلمان پر کچھ حرج نہیں کہ وہ اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا تعلق ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم نافذ ہوتا ہے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا فوراً سربسجود ہو گئیں اور اس واقعہ کے بعد زمانہ جاہلیت کی ایک اس رسم کا بھی خاتمہ ہو گیا کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح جائز نہیں اور اللہ عزوجل نے خود حکم دیا کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے۔

ایک روایت کے مطابق ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کو جب فرمانِ خداوندی کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا نے شکرانے کے طور پر دو ماہ کے روزے رکھنے کی نذر مان لی۔

اس واقعہ کے بعد اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل فرمائی جس میں اللہ عزوجل نے واضح فرما دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں کسی کے باپ نہیں اور وہ اللہ عزوجل کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ اس فرمان کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جنہیں اس سے قبل لوگ زید رضی اللہ عنہ بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کرتے تھے وہ انہیں ان کے اصلی نام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہی پکارنے لگے۔

Marfat.com

روایات میں آتا ہے فرمانِ خداوندی کے نزول کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کی جانب پیغام بھیجا تمہیں مبارک ہو اللہ عزوجل نے تمہارا اور میرا نکاح آسمان پر کر دیا ہے اور وہ خادمہ جو یہ پیغام لے کر آپ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تھی آپ رضی اللہ عنہا نے اسے اپنا تمام زیور جو اس وقت پہن رکھا تھا وہ بطورِ تحفہ دے دیا اور خود سر بسجود ہو گئیں۔

منقول ہے جب حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے پاس گئے اور پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہا نے کہا "برہ"۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا نام آج سے زینب (رضی اللہ عنہا) ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح ۵ھ میں ہوا جبکہ کچھ مورخین کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہا کا حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح ۴ھ میں ہوا جبکہ کچھ نے ۳ھ بھی بیان کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار سو درہم مقرر ہوا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۵۱ تا ۵۵۳)

آیت حجاب کا نزول:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے نکاح فرمایا اور اگلے دن ولیمہ کی دعوت رکھی اور اس کا تمام انتظام میرے سپرد فرمایا۔ پھر لوگوں کا گروہ آتا اور میں انہیں کھانا کھلاتا اور وہ چلا جاتا یہاں تک کہ میں لوگوں کو خود بلا کر لاتا اور انہیں کھانا کھلاتا رہا۔ پھر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اب کوئی ایسا نہیں رہا جسے میں بلاؤں اور کھانا کھلاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

"تم کھانا سمیٹ لو۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت لوگوں کے تین گروہ بیٹھے باتیں کرنے میں مشغول تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور انہوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اپنی نئی زوجہ کو کیسا پایا؟ پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنی تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن جو اس وقت نکاح میں تھیں سب کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں بھی وہی گفتگو ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ جب وہاں سے واپس تشریف لائے تو وہ تینوں گروہ وہیں بیٹھے تھے اور باتوں میں مشغول تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ چونکہ حیاء والے تھے اس لئے ان سے کچھ نہ کہا اور پھر وہ لوگ بھی چلے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ اس حجرہ میں داخل ہوئے جہاں ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش موجود تھیں۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ سورۃ احزاب کی آیت نازل ہوئی جس میں اللہ عزوجل نے پردہ کا حکم نازل فرمایا۔

"اے لوگو! وہ جو ایمان لائے تم نبی (ﷺ) کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ کھانے کے لئے بلاؤ جاؤ اور خود کھانے کے منتظر نہ رہو یہاں تک کہ جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو چلے جاؤ اور یہ کہ وہاں بیٹھ کر اپنا دل باتوں سے نہ بہلاؤ بلاشبہ اس میں نبی (ﷺ) کو ایذا تھی اور وہ تمہارا لحاظ کرتے تھے اور اللہ حق بیان کرنے میں نہیں شرماتا اور تم ان سے برتنے کی چیز نہ مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ پاکیزگی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی اور تمہیں حق نہیں کہ رسول (ﷺ) کو اذیت دو اور نہ ہی یہ

Marfat.com

کہ ان کے بعد بھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بلاشبہ یہ اللہ
کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔"

واقعہ افک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ:

شعبان ۵ ھ میں واقعہ افک پیش آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی مصطلق کے لئے روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی۔ اس سفر میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں۔ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر مدینہ منورہ سے کچھ دور رات کے وقت یہ قافلہ قیام پذیر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے قافلہ سے قدرے فاصلہ پر چلی گئیں۔

روایات میں آتا ہے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ہار تھا جو آپ رضی اللہ عنہا کے گلے میں تھا۔ دورانِ رفع حاجت وہ ہار وہیں کہیں گر گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس ہار کی تلاش شروع کر دی۔ اس دوران قافلہ نے روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں اور ساربانوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی ڈولی یہ سمجھ کر دوبارہ اونٹ پر رکھ دی کہ آپ رضی اللہ عنہا اس میں موجود ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا اس ہار کو ڈھونڈنے کے بعد واپس پہنچیں تو قافلہ وہاں سے کوچ کر چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا پریشان ہو گئیں اور اس دوران آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے پردہ کا بھی ہوش نہ رہا۔ پھر وہاں سے حضرت صفوان بن معقل رضی اللہ عنہ جو قافلہ کے پیچھے تھے تاکہ اگر کسی کا کوئی سامان رہ جائے تو اسے اٹھا سکیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھ لیا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھتے ہی انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفوان بن معقل

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو فوراً اپنی چادر سے چہرہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوان بن معقل رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ آپ رضی اللہ عنہا کے قریب لا کر بٹھا دیا جس پر آپ رضی اللہ عنہا سوار ہو گئیں اور انہوں نے اونٹ کی مہار تھام لی۔ جب حضرت صفوان بن معقل رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہا کو لے کر لشکر اسلامی سے جا ملے تو ساربانوں کو خبر ہوئی ڈولی میں آپ رضی اللہ عنہا موجود نہیں ہیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قافلے سے بچھڑ جانا معمولی واقع تھا مگر منافقین نے اس واقعہ کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا شروع کر دیا۔ منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی منافق اور دیگر منافق کہنے لگ گئے کہ نعوذ باللہ آپ رضی اللہ عنہا اب پاکدامن نہیں رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب ان کے الزامات سنے تو شدید بیمار ہو گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان الزامات کی وجہ سے قدرے پریشان تھے جس کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کی پہلے جیسی تیمارداری نہ کر سکے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے والدین کے گھر آ گئیں جہاں ایک ماہ تک آپ رضی اللہ عنہا بستر پر بیمار پڑی رہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی باتیں سن رہے تھے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف اللہ عزوجل کے کلام کا انتظار تھا۔

مورخین لکھتے ہیں ایک ماہ کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کا کلام سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پسینہ جاری ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا اور پھر اللہ عزوجل کا فرمان لوگوں کو سنایا جس میں اللہ عزوجل نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی گواہی دی اور تہمت لگانے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی۔

Marfat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُ وَا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ ط مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ

"جن لوگوں نے یہ تہمت لگائی وہ تم میں سے ہی ایک گروہ ہے اس تہمت کو تم اپنے لئے شر نہ سمجھو بلکہ اس میں تمہارے لئے خیر ہے اس میں ہر اس شخص کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں سے جو اپنے بڑے گناہ کا مرتکب ہوا اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے تمہاری پاک دامنی کی گواہی دی ہے اور تم پر تہمت لگانے والے عنقریب ذلیل وخوار ہوں گے میں صرف اللہ عزوجل کی گواہی کا انتظار کر رہا تھا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۳۰۰، البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۱۳۲، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۱ تا ۲۴۴، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵)

عبداللہ بن ابی سلول کے متعلق فیصلہ:

منقول ہے غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے لشکر کے کسی مجاہد نے ہشام بن صبابہ انصاری رضی اللہ عنہ کو نہ جانتے ہوئے قتل کر دیا۔ اس موقع پر عبداللہ بن ابی سلول جو رئیس المنافقین ہے اس نے انصار سے کہا تم

Marfat.com

نے انہیں اپنے گھروں میں پناہ دی اور انہوں نے تمہارے ہی لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا جیسے ہی یہ واپس لوٹیں تم انہیں اپنے گھروں سے باہر نکال دو۔ جب عبداللہ بن ابی سلول منافق یہ بات کر رہا تھا اس وقت ایک نوعمر صحابی زید بن ارقم رضی اللہ عنہما وہاں موجود تھے انہوں نے اس بات کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! عباد بن بشر رضی اللہ عنہ سے کہیں وہ عبداللہ بن ابی سلول کو قتل کر دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں وگرنہ لوگ سمجھیں گے کہ میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو قتل کرواتا ہوں۔"

عبداللہ بن ابی سلول منافق کو اس کی خبر ہوئی تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کو سننے میں غلطی ہوئی ہے اور میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوچ کرنے کا حکم دیا تاکہ ایسی افواہوں کو پھیلنے سے روکا جا سکے۔

ابن اسحٰق کی روایت ہے عبداللہ بن ابی سلول منافق کے بیٹے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے باپ کو قتل کروانے کا ارادہ کیا ہے اور ایسا اس کی گستاخی کی وجہ سے ہے تو مجھے حکم دیجئے میں اس کا سر قلم کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اور کو حکم دیا کہ وہ میرے باپ کو قتل کرے تو میں یہ گوارا نہ کر سکوں گا کہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

Marfat.com

"تم نے مجھے عبداللہ بن ابی سلول کو قتل کروانے کا مشورہ دیا تھا اور اگر میں اسے قتل کروا دیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہو جاتے اور اب اگر اس کے قبیلہ والوں کو حکم دوں تو وہ اسے خود قتل کر دیں گے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ میرے فیصلے سے بہتر ہے۔ (سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۹۴ تا ۱۹۷)

Marfat.com

غزوۂ خندق اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے

۵ھ کی مشہور جنگوں میں سب سے مشہور اور فیصلہ کن جنگ غزوۂ احزاب ہے جسے تاریخ میں غزوۂ خندق کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے دفاع کے لئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر شہر کے گرد خندق کھدوائی اس لئے اس جنگ کو غزوۂ خندق کہا جاتا ہے۔

غزوۂ خندق کا سبب:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنونضیر کو جب مدینہ منورہ سے نکالا تو بنونضیر کے یہودی خیبر میں جا کر آباد ہوئے اور خیبر کے یہودیوں نے ان کو عزت و احترام دیا اور ان میں سے سلام بن الحقیق، حی بن اخطب اور کنانہ بن ربیع کو اپنا سردار مان لیا اور یہودی چونکہ مسلمانوں کے خلاف انتقام کی آگ میں جل رہے تھے اور انہوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لئے یہودیوں کا ایک گروہ مکہ مکرمہ گیا اور مشرکین مکہ کے سرداروں سے ملا اور ان سے کہا کہ وہ ان کا ساتھ دیں گے تو ہم مسلمانوں کو ختم کر دیں گے۔ مشرکین مکہ پہلے ہی انتظار میں تھے چنانچہ انہوں نے یہودیوں سے معاہدہ کر لیا۔ یہودیوں نے بنی اسد کو بھی اپنا ہم نوا بنا لیا اور مشرکین مکہ نے بنی سلیم کو اپنا ہم نوا بنا لیا اور ان کے علاوہ دیگر قبائل بھی ان کے

Marfat.com

ساتھ متحد ہو گئے اور یوں کفار کا ایک بڑا لشکر تیار ہو گیا۔

کچھ مورخین کے مطابق کفار کا لشکر دس ہزار نفوس پر مشتمل تھا جبکہ کچھ مورخین کے مطابق کفار کا لشکر چوبیس ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔

(زرقانی جلد دوم صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵)

خندق کی کھدائی کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ کو کفار کی جنگی تیاریوں کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا۔ اس موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ غزوۂ احد کی طرح شہر سے باہر نکل کر اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کرنا درست نہ ہو گا اور ہمیں شہر کے اندر رہ کر دفاع کرنا چاہئے اور شہر کے گرد خندق کھودنی چاہئے تاکہ کفار کے لشکر کا راستہ روکا جا سکے اور شہر میں داخلے کا صرف ایک راستہ رکھا جائے جبکہ باقی تمام راستوں پر پانچ گز گہری خندق کھودی جائے۔ آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو مان لیا اور ۸ ذیقعدہ ۵ھ کو تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خندق کی کھدائی شروع کی۔ آپ ﷺ نے خندق کی کھدائی کے لئے خود ہی حد بندی فرمائی اور دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر دس دس گز زمین تقسیم کی اور بیس دن کی محنت کے بعد خندق تیار ہو گئی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ خندق کے پاس تشریف لائے اور دیکھا کہ انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم جاڑے کے موسم میں صبح کے وقت کئی کئی دن کے فاقوں کے باوجود جوش و خروش سے خندق کی کھدائی میں مصروف ہیں تو آپ ﷺ نے ذیل کی رجز پڑھی۔

Marfat.com

اللھم ان العیش عیش الاخرۃ

فاغفر الانصار ولمھاجرۃ

"اے اللہ! بلاشبہ زندگی تو بس آخرت کی ہے لہٰذا تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔"

انصار اور مہاجرین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رجز کے جواب میں ذیل کی رجز پڑھی۔

نحن الذین بایعوا محمدا

علی الجھاد ما یقینا ابدا

"ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاد پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی، جب تک ہم زندہ ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۶۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی خندق کی کھدائی میں مصروف تھے اور مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکم مبارک پر گرد و غبار کی تہہ جم گئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹی اٹھاتے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جوش دلانے کے لئے ذیل کی رجز پڑھتے تھے۔

واللہ لو لا اللہ ما اھتدینا

ولا تصدقنا ولا صلینا

فانزلن سکینۃ علینا

وثبت الاقدام ان لاقینا

Marfat.com

ان الاولیٰ تدبغوا علینا
اذا ارا دوا فتنة ابینا

"اللہ کی قسم! اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے پس اے اللہ! تو ہم پر سکونِ قلبی نازل فرمادے اور جنگ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھنا۔ بلاشبہ کفار نے ہم پر ظلم کیا اور جب بھی لوگوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۶۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ غزوۂ خندق کے موقع پر لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے انتہائی پھرتی کے ساتھ کہا میں ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر دعوت دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تیسری مرتبہ دعوت دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا ایک مصاحب ہوتا ہے اور میرا مصاحب زبیر (رضی اللہ عنہ) ہے۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل باب من فضائل طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم صفحہ ۱۰۹)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خندق میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نہایت جوش و خروش سے خندق کی کھدائی کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو یوں جوش و خروش سے کام کرتے دیکھا تو فرمایا یہ لڑکا بہت اچھا ہے۔ پھر جب خندق کی کھدائی کے دوران آپ رضی اللہ عنہ پر نیند کا غلبہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ وہیں سو گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے خوش طبعی کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے ہتھیار اتار لئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا تو

Marfat.com

تبسم فرمایا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کو اٹھاتے ہوئے فرمایا اے نیند کے باپ! جلدی اٹھو۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا ایسا مذاق کسی سے نہ کیا کرو۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد دوم صفحہ ۳۰۳)

عجیب وغریب چٹان:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں خندق کی کھدائی کے دوران ایک ایسی چٹان نمودار ہوئی جو بہت بڑی تھی اور سب نے باری باری کوشش کی مگر وہ چٹان کسی سے نہ ٹوٹی اور پھر ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن سے بھوکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھاوڑا پکڑا اور ایک ہی وار کیا اور وہ چٹان ریت کے بھربھرے ٹیلے کی مانند بکھر گئی۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۶۸)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دعوت قبول کرنے کا فیصلہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکم اطہر پر پتھر بندھے دیکھے تو میرا دل بھر آیا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین دن سے فاقہ کرتے دیکھا ہے اور اب مجھ سے برداشت نہیں ہوا کیا گھر میں کچھ کھانے کو ہے؟ وہ بولی ایک صاع جو کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میں نے کہا تم وہ جو پیس کر آٹا گوندھو اور میں گھر میں موجود بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کا گوشت بنایا اور بیوی سے کہا تم سالن تیار کرو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر آتا ہوں۔ میری بیوی نے کہا تم چند لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ لانا اور کہیں ایسا نہ ہو کہ کھانا کم ہو اور میں

Marfat.com

رسوا ہو جاؤں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں واپس لوٹا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جا کر آہستہ سے کہا یارسول اللہ ﷺ میرے گھر ایک صاع جو اور ایک بکری کا بچہ تھا میں نے کھانا تیار کروایا آپ ﷺ ساتھ چلیں اور چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ہمراہ لے لیں جو یہ کھانا تناول فرمائیں۔ آپ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا۔

"اے خندق والو! جابر (رضی اللہ عنہ) نے دعوت کی ہے سب آؤ اور اس دعوت میں شریک ہو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چل دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا جب تک میں نہ آؤں تم کسی کو کھانا نہ دینا۔ پھر آپ ﷺ آئے اور گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی اور گوشت کی ہانڈی میں بھی اپنا لعابِ دہن ڈالا اور فرمایا اب روٹی پکواؤ اور ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا۔ پھر روٹیاں پکنی شروع ہوئیں اور میں سالن ڈال ڈال کر دیتا رہا اور یوں ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ کھانا پیٹ بھر کر کھایا اور اب بھی آٹا ویسے ہی موجود تھا اور ہانڈی میں سالن بھی بدستور موجود تھا اور ہانڈی چولہے پر جوش مار رہی تھی۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۲۶۸)

کھجوروں میں برکت کا واقعہ:

غزوۂ خندق کے موقع پر جب خندق کی کھدائی جاری تھی ایک بچی آئی اور اس کے پاس کچھ کھجوریں تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا۔

Marfat.com

''میری ماں نے میرے باپ کے لئے کھجوریں بھیجی ہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے کھجوروں کو ہاتھ میں لیا اور اس پر رومال ڈال دیا اور پھر تمام اہل خندق کو بلایا اور انہیں وہ کھجوریں دیتے رہے اور تمام اہل خندق کے شکم سیر ہو کر کھجوریں کھائیں اور جب رومال ہٹایا گیا تو آپ ﷺ کے دست اقدس پر چند کھجوریں موجود تھیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲۲)

لشکر اسلام کی مورچہ بندی:

خندق کی تیاری کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو شہر میں رہنے کی ہدایت کی اور حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو ان پر نگران مقرر کیا اور تین ہزار مجاہدین کے ہمراہ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر سلع پہاڑ کے دامن میں قیام کیا۔ سلع پہاڑ آپ ﷺ کی پشت پر تھا جبکہ سامنے خندق تھی۔ آپ ﷺ نے مہاجرین کا جھنڈا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو دیا جبکہ انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو دیا۔ (زرقانی جلد دوم صفحہ ۱۱۱)

کفار کا حملہ اور اللہ عزوجل کی مدد:

دشمنانِ اسلام کا لشکر جب مدینہ منورہ کی سرحد پر پہنچا تو شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہوگیا۔ اس نے شہر کا محاصرہ کرلیا اور تیر اندازی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواباً تیر چلائے۔ کم و بیش بیس دن کے محاصرہ کے بعد اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ایک تیز آندھی آئی جس نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ دیئے اور مشرکین جو خود کئی روز کے اس محاصرے سے تنگ آچکے تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی تھیں میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔

اللہ عزوجل نے غزوۂ خندق کے متعلق سورۃ الاحزاب میں یوں ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ
جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا
لَّمْ تَرَوْهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا

"اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے احسان کو جب تم پر فوجیں ٹوٹ پڑی تو ہم نے تیز آندھی بھیجی اور ایسی فوج جس کو تم دیکھ نہیں سکتے اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو تم اس وقت کر رہے تھے۔"

غزوۂ خندق میں محاصرہ کے دوران مسلمانوں نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا انہیں اکثر و بیشتر تین تین دن بعد کھانا میسر آتا تھا مگر انہوں نے اللہ عزوجل کی جانب سے اس آزمائش میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ خود بھی فاقہ سے رہا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی کئی کئی روز فاقہ سے رہے مگر کسی نے بھی اس کا شکوہ نہ کیا اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔

(سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۵)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے مشرکین کی خبر لینے بھیجا۔ میں گھبراہٹ، سردی اور خوف کے باوجود بھی چل دیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے جاتے وقت مجھے یوں دعا دی۔

"اے اللہ! اس کی حفاظت فرمانا سامنے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے، اوپر سے اور نیچے سے۔"

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ نے

Marfat.com

میرے حق میں یوں دعا فرمائی تو میرا خوف جاتا رہا اور سردی کا احساس بھی باقی نہ رہا اور مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ شاید میں موسم گرما میں چل رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روانگی کے وقت مجھے نصیحت فرمائی کوئی حرکت نہ کرنا اور تم صرف مشرکین کے گروہ کے حالات دیکھ کر واپس لوٹ آنا۔

حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں جب مشرکین کے گروہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آگ جل رہی ہے اور وہ آگ تاپ رہے ہیں۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو ان کے سالار تھے وہ بھی آگ تاپ رہے تھے۔ میں نے سوچا یہ اچھا موقع ہے میں ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دوں اور میں نے ابھی اپنے ترکش سے تیر نکالا ہی تھا کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات یاد آ گئی کہ کوئی حرکت نہ کرنا اور صرف حالات دیکھ کر لوٹ آنا چنانچہ میں نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو قتل کرنے کا ارادہ مؤخر کر دیا۔

حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر شدید آندھی آئی اور مشرکین کے گروہ کا یہ حال تھا ان کے خیمے اڑ رہے تھے اور ان پر ریت اور کنکریوں کی بارش ہو رہی تھی، ان کے گھوڑے اور اونٹ بھاگ رہے تھے اور وہ واپس چلو واپس چلو کا شور مچا رہے تھے۔ اس دوران کسی کو مجھ پر شک ہو گیا شاید میں کوئی جاسوس ہوں اور اس دوران ہر کوئی اپنے ساتھ والے کا ہاتھ پکڑ کر پوچھتا کہ تو کون ہے؟ میں نے بھی جلدی سے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں نے واپس آ کر تمام واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری باتیں سن کر تبسم فرما رہے تھے اور خوشی کا اظہار چہرے سے ہو رہا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے پاؤں کے قریب لٹا دیا اور اپنی چادر کا کچھ حصہ میرے اوپر ڈال دیا اور میں نے اپنے سینہ کو حضور نبی کریم

Marfat.com

ﷺ کے پاؤں مبارک سے چمٹائے رکھا۔

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد والسیر باب الوفاء بالعہد صفحہ ۶۸ تا ۶۹)

منقول ہے عرب کا مشہور شہسور عمرو بن عبدو ایک جانب سے خندق پار کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ عمرو بن عبدو کے بارے میں مشہور تھا وہ اکیلا سو کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے للکارا اور فرمایا۔

"اے عبدو کے بیٹے! مجھے معلوم ہے تو نے اعلان کر رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تجھ سے دو باتوں کا مطالبہ کرے تو ایک بات تو ضرور مان لے گا؟"

عمرو بن عبدو نے مغرورانہ لہجے میں کہا ہاں! میں نے اعلان کر رکھا ہے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے دعوتِ اسلام دی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آئے۔ عمرو بن عبدو نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر میری دوسری بات یہ ہے کہ آگے بڑھ اور مجھ سے مقابلہ کر۔ عمرو بن عبدو بولا میرے تمہارے والد کے ساتھ اچھے تعلقات تھے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تو میری تلوار کا نشانہ بنے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تو میری تلوار سے جہنم واصل ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر عمرو بن عبدو غصے میں آگیا اور تلوار لہراتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور اگلے ہی لمحے عمرو بن عبدو کا سر تن سے جدا ہوگیا۔ کفار نے اپنے سردار عمرو بن عبدو کا سر قلم ہوتے دیکھا تو ان کے حوصلے پست پڑ گئے اور وہ میدانِ جنگ سے فرار ہوگئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۸۴)

Marfat.com

کتب سیر میں دشمنانِ اسلام کے محاصرے کی مدت بیس روز بیان کی جاتی ہے۔ بیس روز کے محاصرے کے بعد شدید طوفان آیا جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے اور ان کے بدن طوفانی ہواؤں سے چھلنی ہونے لگے۔ اس خوف و ہراس کی کیفیت کو دیکھ کر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو کہ کفار کے تمام لشکروں کا سالارِ اعلیٰ تھا وہ سمجھا شاید قیامت آگئی ہے۔ اس نے ڈر کے مارے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقع پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بہادری کو سراہتے ہوئے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ) کا یومِ خندق میں مقابلہ کرنا قیامت تک میری امت کے اعمال سے افضل ہے۔"

روایات میں آتا ہے غزوۂ خندق کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تلوار "ذوالفقار" بھی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲۳)

بنو قریظہ کے معاملہ پر فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ خندق کے بعد گھر تشریف لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزوجل فرماتا ہے ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہتھیار نہ کھولیں کیونکہ بنو قریظہ کا معاملہ ابھی باقی ہے۔"

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وقت اعلان کروا دیا کہ کوئی بھی شخص نمازِ عصر ادا نہ کرے یہاں تک کہ ہم بنو قریظہ پہنچ جائیں۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر لے کر بنو قریظہ پہنچے اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی

Marfat.com

ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک دستہ کے ہمراہ مقدمۃ الجیش پر مقرر فرمایا۔

روایات میں آتا ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کا جھنڈا بنو قریظہ کے قلعہ کے سامنے گاڑ دیا۔ بنو قریظہ جو اچانک لشکر اسلام کے آنے کا سن کر قلعہ بند ہو گئے تھے انہوں نے قلعہ کی چھتوں پر چڑھ کر گالی گلوچ شروع کر دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دوران بنو قریظہ پہنچ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ کے محاصرے کا حکم دے دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں پچیس روز کے محاصرے کے بعد بنو قریظہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی انہیں زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جائے وہ جو فیصلہ کریں گے انہیں منظور ہو گا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو کہ غزوۂ خندق میں تیر لگنے سے زخمی ہو گئے تھے انہیں بنو قریظہ بلایا گیا اور انہوں نے فیصلہ کیا بنو قریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کا مال و اسباب کو ضبط کر لیا جائے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ اس روشنی میں کیا کہ بنو قریظہ نے غزوۂ خندق میں کفار اور دیگر یہودی قبائل کو پندرہ سو تلواریں، تین سو زرہیں، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں فراہم کی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ایک خندق کھودی گئی جہاں مردوں کو ایک ایک کر کے لایا جاتا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم ان کی گردنیں اڑاتے جاتے تھے۔ ان مردوں میں حی بن اخطب بھی شامل تھا جسے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مارا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۴)

Marfat.com

بنو سعد کی سرکوبی کا فیصلہ:

۶ھ میں بنو سعد جو فدک کے گرد و نواح میں واقع تھے انہوں نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ مل کر سازش کی کہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سو مجاہدین کے ہمراہ بنو سعد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور ہدایت فرمائی رات کو سفر کرنا اور دن میں قیام کرنا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے نکلے اور فدک و خیبر کے درمیان عمج نامی چشمہ پر پہنچ گئے جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو گرفتار کیا اور اس سے بنو سعد کی جنگی تیاریوں کے بارے میں دریافت فرمایا۔ اس شخص نے پہلے تو انکار کیا مگر جب اس پر سختی کی گئی تو اس نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ میں بنو سعد کا جاسوس ہوں اور خیبر کے یہودیوں کے پاس جنگ کی صورت میں معاملات طے کرنے گیا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جان بخشی کا وعدہ کرتے ہوئے اس سے بنو سعد کی عسکری قوت کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بنو سعد کی بے خبری میں ان پر ایک بڑا حملہ کر دیا جس سے بنو سعد منتشر ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بھیڑ بکریاں اپنے لشکر کے ہمراہ ہانک کر مدینہ منورہ لے آئے۔ بنو سعد کو منتشر کرنے سے خیبر کے یہودی جو یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اگر وہ مدینہ منورہ پر حملہ کریں تو بنو سعد ان کی مدد کریں گے ان کی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ (طبقات ابن سعد جلد اوّل صفحہ ۳۱۷)

Marfat.com

عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ جانے کا فیصلہ

یکم ذیقعد ۶ھ میں حضور نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ حج بیت اللہ اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ المکرمہ میں حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا جس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ قریش مزاحمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم کعبہ کی زیارت کے لئے جانا چاہتے ہیں اور ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے چلیں اگر کسی نے مزاحمت کی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا مشرکین مکہ کے عزائم خطرناک ہیں اور وہ لڑنا چاہتے ہیں۔

حدیبیہ میں قیام کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے یکم ذی الحجہ ۶ھ میں حضور نبی کریم ﷺ پندرہ سو

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ عمرہ کرنے کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے جو حدیبیہ کے مقام پر جا کر بیٹھ گئی۔ حدیبیہ گاؤں مکہ مکرمہ سے بارہ میلَ کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دیکھا کہ اونٹنی اس مقام سے آگے بڑھنے میں انکاری ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور انہیں حدیبیہ میں قیام کرنے کا حکم دیا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۶، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۵۴)

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجنے کا فیصلہ:

حدیبیہ میں قیام کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد کا غلط مطلب نکالا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے جنگ کرنے کے ارادہ سے آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا تا کہ وہ سرداران قریش کو جا کر قائل کریں ہم صرف عمرہ کی نیت سے آئے ہیں۔ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو ان کی ملاقات ابان بن سعید بن العاص سے ہوئی جن کے ہمراہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ان کے گھر چلے گئے۔

روایات میں آتا ہے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ابان بن سعید بن العاص کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) اور دیگر معززین مکہ کو پہنچایا۔ اس پیغام کے جواب میں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"ہم تمہیں طوافِ کعبہ کی اجازت دیتے ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر لشکر اسلام کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے۔"

Marfat.com

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں اس وقت تک طوافِ کعبہ نہ کروں گا جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خانہ کعبہ کا طواف نہ کر لیں گے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد معززین مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا جس کے بعد لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۶ تا ۲۴۸، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۵۴ تا ۲۵۷)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لینے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بات پر بیعت کی۔

"جب تک ہم سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ نہیں لے لیتے تب تک ہم میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار نہ کریں گے خواہ ہماری جانیں ہی کیوں نہ چلی جائیں۔"

اس بیعت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کے لئے پیش کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

"اے پیغمبر! جو تم سے بیعت کر رہے تھے وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کر رہے تھے اور ان کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں تھا پس جس نے اس عہد کو توڑا اس نے عہد شکنی کی اور اس پر اس کا

Marfat.com

وبال عنقریب پڑے گا اور جس نے اس عہد کو پورا کیا اس نے اللہ کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کیا پس اللہ عنقریب اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔"

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۸ تا ۲۵۰، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۵۸ تا ۲۶۰)

مشرکین مکہ سے معاہدہ کرنے کا فیصلہ:

جب معززین مکہ کو اس بیعت کی خبر ہوئی تو وہ پریشان ہو گئے۔ انہوں نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا اور ساتھ ہی صلح کے لئے ایک وفد سہیل بن عمرو کی قیادت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ سہیل بن عمرو نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات چیت شروع کی اور جب مذاکرات کامیاب ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمرو نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا اس معاہدہ کو یا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے یا پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم رحمن کو نہیں جانتے اس لئے تم لکھو بسمک۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لکھو۔

باسم اللھم

Marfat.com

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق لکھ دیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لکھو۔

هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله ﷺ

سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ ہم آپ ﷺ کو رسول نہیں مانتے اس لئے یہاں محمد بن عبداللہ (ﷺ) لکھا جائے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا میں ایسا نہیں کرسکتا۔ آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر خود رسول اللہ کے لفظ مٹا دیئے اور ان کی جگہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) لکھ دیا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"میں محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوں اور محمد بن عبداللہ (ﷺ) بھی ہوں۔"

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۴، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۴)

معاہدہ حدیبیہ کے متعلق آپ ﷺ کا فیصلہ:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی نہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! میں اللہ کا سچا نبی ہوں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"کیا ہم حق پر اور کفار پر باطل پر نہیں؟"

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"بے شک ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کے معاملے میں ہم پر یہ ذلت کیوں گوارا کی؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا وہ میری مدد ضرور فرمائے گا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ کا طواف کریں گے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا میں نے کہا تھا کہ ہم اس سال طواف کریں گے؟"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"انشاء اللہ تم ضرور بیت اللہ شریف کا طواف کرو گے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گیا اور ان سے وہی سوال پوچھے جو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! یاد رکھو! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے تم بھی ان کا دامن

Marfat.com

پکڑے رکھو اللہ کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ حق پر ہیں۔"

معاہدہ حدیبیہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بطورِ گواہ دستخط کئے۔ اس معاہدے کے بعد مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کی آمدورفت میں آسانی ہوگئی اور فتح مکہ تک بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ معاہدہ حدیبیہ حضور نبی کریم ﷺ کی سیاسی سوچ کا عکاس ہے اس معاہدہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کو مشرکین مکہ کی جانب سے اس بات پر اطمینان ہوگیا کہ اب وہ جنگ کے لئے نہیں نکلیں گے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۶ تا ۲۵۶، مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۵۴ تا ۲۶۷)

روایات میں آتا ہے صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین مکہ نے عروہ بن مسعود ثقفی کو صلح حدیبیہ کے موقع پر سفیر بنا کر بھیجا اور عروہ بن مسعود ثقفی نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ کر کہا آپ ﷺ نے اتنے آدمی اس لئے جمع کئے اور ان کو اس لئے لے کر آئے کہ ان کے ذریعے ہمیں نقصان پہنچائیں۔ آپ ﷺ جان لیں قریش اپنی عورتوں اور بچوں کو لے کر باہر نکل آئے ہیں اور وہ چیتے کی کھالوں میں ملبوس ہیں اور انہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ بزورِ طاقت آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں ہرگز داخل نہ ہونے دیں گے اور اگر کل لڑائی ہوئی تو آپ ﷺ کے یہ ساتھی آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تشریف فرما تھے انہوں نے عروہ بن ثقفی سے کہا۔

"تو کیا سمجھتا ہے کہ ہم انہیں چھوڑ کر پیچھے ہٹ جائیں گے۔"

عروہ بولا یہ کون ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ عروہ بولا اللہ کی قسم! اگر مجھ پر آپ رضی اللہ عنہ کا احسان نہ ہوتا تو میں آپ رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

سخت کلامی کا جواب دیتا۔ پھر عروہ عربوں کے رواج کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک پکڑ پکڑ کر باتیں کرنے لگا۔

اس دوران حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو زرہ پہنے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کھڑے تھے انہوں نے کہا اے عروہ! تیرا برا ہو تو بڑا سخت مزاج ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور عروہ بن مسعود ثقفی کے مابین ہونے والی گفتگو سنی تو تبسم فرمایا۔

حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ:

مؤرخین بیان کرتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ اور مشرکین مکہ کے مابین معاہدہ تحریر ہو چکا تھا اور ابھی اکابرین کے دستخط نہ ہوئے تھے کہ سہیل بن عمرو کے فرزند حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ اپنی بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے آئے۔ سہیل بن عمرو نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا کہ معاہدہ پر دستخط کرنے سے قبل آپ ﷺ میرے بیٹے ابو جندل (رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس واپس بھیج دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی فریقین کے دستخط نہیں ہوئے اور جب دستخط ہوں گے تب یہ معاہدہ نافذ العمل ہو گا۔ یہ سن کر سہیل بن عمرو بولا پھر میں یہ معاہدہ نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے پاس سے اجازت دے دو میں ابو جندل (رضی اللہ عنہ) کو اپنے پاس رکھ لوں گا۔ سہیل بن عمرو بولا میں ایسی کوئی اجازت نہیں دوں گا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے جب اپنے باپ کی بات سنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے زخم دکھا کر فریاد کی اور کہا دیکھو میں پھر سے مشرکین کے پاس بھیجا جا رہا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

Marfat.com

"تم صبر کرو اللہ عزوجل جلد تمہارے لئے اور دوسرے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے کوئی سبب پیدا فرمائے گا اور ہم چونکہ معاہدہ کر چکے ہیں اس لئے بدعہدی کرنا صحیح نہیں ہے۔"

حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ واپس لوٹ گئے۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۳۳۴)

حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں جو لوگ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے تھے اور انہوں نے مشرکین کے ہاتھوں بڑے مصائب برداشت کئے تھے اور انہیں زنجیروں سے باندھ کر کوڑے مارے جاتے تھے اور اگر ان میں سے کوئی قید سے فرار ہو جاتا تو وہ مدینہ منورہ آجاتا تھا مگر معاہدہ حدیبیہ سے بظاہر یہ راستہ بند ہو گیا کیونکہ اس معاہدہ میں یہ شرط بھی تھی کہ جو شخص بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ جائے گا اسے واپس مکہ مکرمہ بھیج دیا جائے گا۔

معاہدہ حدیبیہ کے بعد جو صحابی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مکہ مکرمہ سے فرار ہو کر مدینہ منورہ آئے وہ حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ تھے۔ مشرکین مکہ نے اپنا ایک وفد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا اور آپ رضی اللہ عنہ کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم جانتے ہو ہمارا اور مشرکین کا معاہدہ ہوا ہے لہٰذا تم اس معاہدہ کی وجہ سے ان کے ساتھ چلے جاؤ۔"

حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے ان کافروں کے حوالے کرتے ہیں اور یہ مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی

Marfat.com

اطاعت چھوڑ دوں اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار نہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جاؤ اللہ عزوجل جلد تمہاری رہائی کا سبب پیدا فرمائے گا۔

حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو مشرکین مکہ کے وفد کے حوالے کر دیا گیا اور جب یہ وفد آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر مقام ذوالحلیفہ پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر سے کہا تمہاری تلوار بہت اچھی ہے۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف پر اپنی تلوار آپ رضی اللہ عنہ کو دکھائی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسی تلوار سے اس کی گردن اڑا دی۔ اس کے ساتھی نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ ڈر کر بھاگا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جا کر ہانپنے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو اس سے یوں خوفزدہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے تمام واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کیا۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ بھی اس دوران ننگی تلوار لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے معاہدہ کے رو سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری پوری کر دی مگر اللہ عزوجل نے مجھے ان کے چنگل سے نجات دلا دی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ پر خفگی کا اظہار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے بھاگ گئے اور ساحل سمندر کے پاس ایک مقام "عیص" میں مقیم ہوا اور اس دوران حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ نے اپنی زنجیر کاٹ کر بھاگے اور وہ بھی مقام عیص پر پہنچ گئے اور پھر آہستہ آہستہ جو بھی مسلمان، مشرکین مکہ کے چنگل سے فرار ہوتا وہ مقام عیص پر پناہ لے لیتا اور یوں مشرکین مکہ کے چنگل سے فرار ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس جماعت کی تعداد ستر تک پہنچ گئی۔

مؤرخین لکھتے ہیں مقام عیص وہ جگہ تھی جہاں سے مشرکین کے تجارتی قافلے گزرتے تھے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشرکین کے تجارتی سامان کو لوٹنا

Marfat.com

شروع کر دیا۔ پھر مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مکتوب بھیجا جس میں لکھا تھا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ کی اس شرط کو ختم کرتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان مکہ مکرمہ سے فرار ہو کر مدینہ منورہ آئے گا تو اسے دوبارہ ان کے حوالے کیا جائے گا اور اگر کوئی مسلمان فرار ہو کر مدینہ منورہ آئے تو آپ ﷺ کو اجازت ہے کہ اسے اپنے پاس رکھ لیں چنانچہ معاہدہ حدیبیہ کی اس شرط کے خاتمہ کے بعد آپ ﷺ نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب لکھا کہ تم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ آجاؤ۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب ملا تو آپ رضی اللہ عنہ پر اس وقت حالت نزع طاری تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوب کو اپنی آنکھوں اور سر پر لگایا اور آپ رضی اللہ عنہ کی روح قفس عصری سے پرواز کر گئی۔ حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو مقام عیص پر ہی مدفون کیا اور اس جگہ بطورِ یادگار ایک مسجد بھی تعمیر کی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۲)

Marfat.com

شاہانِ وقت کو مکتوبات لکھنے کا فیصلہ

مؤرخین لکھتے ہیں معاہدہ حدیبیہ کے بعد مسلمانوں کے لئے مشرکین مکہ سے جنگ کے خطرات ٹل گئے اور امن و امان کی صورتحال ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ تمام عالم کے لئے نبی بنا کر مبعوث فرمائے گئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین اسلام کی جزیرہ عرب سے باہر تبلیغ کا فیصلہ کیا اور ارادہ کیا دین اسلام کا آفاقی پیغام تمام دنیا تک پہنچایا جائے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاہِ روم ہرقل، شاہِ ایران خسرو پرویز، شاہِ حبشہ نجاشی، شاہِ مصر عزیز اور دیگر شاہانِ وقت کے نام مکتوبات تحریر فرمائے. اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے ان تک پہنچائے۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست بے حد طویل ہے تاہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن مشہور بادشاہوں کے نام مکتوب بھیجے ان کے نام اور قاصدوں کے نام ذیل ہیں۔

۱۔ شاہِ روم ہرقل کی جانب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

۲۔ شاہِ ایران خسرو پرویز کی جانب حضرت عبداللہ بن خذافہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

۳۔ شاہِ مصر عزیز کی جانب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

۴۔ شاہِ حبشہ نجاشی کی جانب حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

۵۔ شاہِ یمامہ ہوزہ کی جانب حضرت سلیط بن عمر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

Marfat.com

۶۔ شاہِ غسان حارث کی جانب حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

شاہِ روم ہرقل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب:

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب لے کر بصریٰ پہنچے تو وہاں شاہِ روم کے گورنر شام حارث غسانی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب دیا اور اس نے وہ مکتوب بیت المقدس بھیج دیا کیونکہ ان دنوں شاہِ روم ہرقل بیت المقدس کے دورہ پر تھا۔ شاہِ روم ہرقل کو جب یہ مکتوب ملا تو اس نے اپنے وزراء سے کہا کہ اگر قریش کا کوئی شخص یہاں موجود ہے تو اسے میرے سامنے پیش کرو۔ پھر انہیں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور کچھ دوسرے قریشی تاجر مل گئے جو ان دنوں تجارت کی غرض سے وہاں موجود تھے۔ شاہِ روم ہرقل نے دربار سجایا اور شاہی تاج پہن کر تخت پر بیٹھا جبکہ اس کے وزیر اور مشیر ہاتھ باندھے مؤدب اس کے اردگرد کھڑے تھے۔ پھر قریشی تاجروں کے وفد کو شاہِ روم ہرقل کے سامنے پیش کیا گیا۔ شاہِ روم ہرقل نے ترجمان کو بلایا اور پوچھا۔

"عرب میں جس شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تم میں سے ان کا نزدیکی رشتہ دار کون ہے؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو ان دنوں مسلمان نہ ہوئے تھے کھڑے ہوئے اور کہا میں ان کا رشتہ دار ہوں۔ شاہِ روم ہرقل نے انہیں آگے بلایا اور دوسرے قریشی تاجروں سے کہا کہ اگر یہ جھوٹ بولیں تو تم ان کا جھوٹ ظاہر کر دینا۔ پھر شاہِ روم ہرقل نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

"نبوت کا دعویٰ کرنے والے کا خاندان کیسا ہے؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

Marfat.com

"وہ اعلیٰ نسب سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا خاندان شریف ہے۔"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"کیا ان کے خاندان میں پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"نہیں۔"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"کیا ان کے باپ داداؤں میں کوئی بادشاہ تھا؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"نہیں۔"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"جن لوگوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا وہ کمزور ہیں یا پھر زور آور۔"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"وہ کمزور ہیں۔"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"ان پر ایمان لانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے یا پھر کمی آتی جا رہی ہے؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔"

Marfat.com

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

''کیا کوئی ان پر ایمان لانے کے بعد بھی انہیں ناپسند کرتے ہوئے پلٹ جاتا ہے؟''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''نہیں۔''

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

''کیا دعویٰ نبوت سے پہلے تمہیں انہیں جھوٹا سمجھتے تھے؟''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''نہیں۔''

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

''کیا انہوں نے کبھی عہد شکنی یا وعدہ خلافی کی ہے؟''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''نہیں اور ہمارے اور ان کے مابین ابھی ایک معاہدہ ہوا ہے اب معلوم نہیں وہ اس معاہدہ کے متعلق کیا کریں؟''

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

''کیا تم نے ان سے کبھی جنگ کی ہے؟''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''ہاں۔''

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

''اس جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟''

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

Marfat.com

"کبھی ہم کامیاب ہوئے اور کبھی وہ کامیاب ہوئے۔"

شاہِ روم ہرقل نے پوچھا۔

"وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"وہ ہمیں کہتے ہیں اللہ ایک ہے تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ بتوں کی پوجا چھوڑ دو اور نماز پڑھو، سچ بولو، پاک دامنی اختیار کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک روا رکھو۔"

مؤرخین لکھتے ہیں اس سوال و جواب کے بعد شاہِ روم ہرقل نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"تم نے مجھے ان کے خاندانی نسب کے متعلق بتایا اور تمام نبیوں کا خاندانی نسب شریف ہے اور نبی ہمیشہ اچھے گھرانوں میں ہی پیدا ہوئے اور تم نے کہا کہ ان کے خاندان میں کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور اگر ایسا ہوتا تو میں کہتا کہ شاید وہ دوسروں کی نقل کر رہے ہیں اور تم نے یہ بھی کہا کہ ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ نہیں ہوا اور اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ شاید وہ بادشاہت کے لئے ایسا کر رہے ہیں اور تم نے کہا کہ انہوں نے دعویٰ نبوت سے قبل جھوٹ نہیں بولا تو جو شخص کبھی کسی انسان سے جھوٹ نہیں بولتا تو وہ اللہ کے معاملہ پر کیونکر جھوٹ بولے گا؟ اور تم نے کہا کہ کمزوروں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا تو انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی ہمیشہ کمزوروں

Marfat.com

نے ہی کی ہے اور تم نے یہ بھی تسلیم کیا کہ ان کے ماننے
والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور تم یہ بھی کہتے
ہو کہ ان پر ایمان لانے کے بعد کوئی مرتد نہیں ہوا پس ایمان
کی شان یہی ہے اور تم نے یہ بھی اعتراف کیا کہ انہوں نے
کبھی کسی کے ساتھ بدعہدی یا وعدہ خلافی نہیں کی تو انبیاء کرام
علیہم السلام کا یہی شیوہ ہے اور تم نے کہا کہ وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت
کی دعوت دیتے ہیں اور کہتے ہیں بت پرستی چھوڑ دو اور پاک
دامنی اختیار کرو اور صلہ رحمی کرو تو یہ درست ہے اور میں دیکھتا
ہوں کہ وہ عنقریب اس جگہ پر قابض ہوں گے جہاں میں ہوں
اور میں جانتا ہوں کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے مگر میرا
گمان ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ عربوں میں ہوگا اور اگر میں جان لیتا
کہ میں ان تک پہنچ جاؤں گا تو میں تکالیف برداشت کر کے
ان تک پہنچ جاتا اور ان کے پاؤں دھوتا۔"

شاہِ روم ہرقل نے کہا مجھے حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب سناؤ چنانچہ آپ
ﷺ کا مکتوب اسے سنایا گیا جس میں تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اللہ کے بندے اور رسول محمد ﷺ کی جانب سے ہرقل کے
نام جو روم کا بادشاہ ہے۔

اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرنے والا ہے اور
میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور اگر تو نے اس سے
روگردانی کی تو تیری تمام عوام کا گناہ تجھ پر ہوگا۔

Marfat.com

اے اہل کتاب! ایسی بات کی جانب آؤ جو ہمارے اور تمہارے مابین یکساں ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور ہم میں سے بعض لوگ دوسرے بعض لوگوں کو خدا نہ بنائیں اور اگر تم نہیں مانتے تو گواہ ہو جاؤ ہم مسلمان ہیں۔"

شاہِ روم ہرقل نے حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب سنا تو اپنے درباریوں سے جو پہلے ہی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور شاہِ روم ہرقل کی گفتگو سے بیزار تھے ان سے کہا۔

"اگر تم اپنی فلاح چاہتے ہو تو ان نبی کی بیعت کر لو۔"

درباریوں نے شاہِ روم ہرقل کی بات سنی تو ناراضگی کا اظہار کیا اور وہ لوگ دربار سے فرار ہونے لگے مگر چونکہ تمام دروازے بند تھے اسی لئے وہ باہر نہ جا سکے۔ شاہِ روم ہرقل نے جب اپنے درباریوں کی بیزاری دیکھی تو وہ ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا اور اس نے خیال کیا کہ شاید اس طرح اس کی حکومت کو بھی کچھ خطرہ نہ ہو چنانچہ اس نے پینترا بدلتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری آزمائش کر رہا تھا اور میں نے دیکھ لیا تم اپنے دین میں پختہ ہو۔"

شاہِ روم ہرقل کی بات سن کر درباری خوش ہو گئے اور سجدہ میں گر پڑے۔ پھر شاہِ روم ہرقل کے کہنے پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور دوسرے قریشی سرداروں کو دربار سے نکال دیا گیا۔ (صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الوحی حدیث ۶)

مؤرخین لکھتے ہیں شاہِ روم ہرقل تورات اور انجیل پر عبور رکھتا تھا اور وہ ماہر علم نجوم بھی تھا اس لئے وہ حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق باخبر تھا اور اس نے

Marfat.com

جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی زبانی آپ ﷺ کے حالات سنے تو اس کے قلب کے اندر ایمان کی چنگاری روشن ہوئی مگر حکومت اور حرص و ہوس نے ایمان کی اس چنگاری کو بجھا دیا اور وہ دین اسلام کی سعادت سے محروم رہا۔

خسرو پرویز کی گستاخی:

حضور نبی کریم ﷺ نے جو مکتوب شاہِ روم ہرقل کو لکھا تھا تقریباً ایسے ہی مضامین کے مکتوب دیگر بادشاہوں کو بھی لکھے تھے۔ شاہِ ایران خسرو پرویز کو جب آپ ﷺ کا مکتوب ملا تو اس نے غرور سے کہا۔

"اس مکتوب میں محمد ﷺ نے میرے نام سے پہلے اپنا نام کیوں لکھا ہے۔"

پھر شاہِ ایران خسرو پرویز نے حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوب کو پرزے پرزے کر کے زمین پر پھینک دیئے۔ آپ ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اس نے میرا مکتوب کو پھاڑا ہے اللہ عزوجل اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کی اس پیشگوئی کے بعد شاہ ایران خسرو پرویز کے بیٹے "شیرویہ" نے سوتے میں اپنے باپ کو قتل کر دیا اور اس کے بعد اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایران مملکت اسلامیہ کا حصہ بن گیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۷۹ تا ۲۸۰)

شاہِ یمامہ ہوزہ کا جواب:

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سلیط بن عمر رضی اللہ عنہ کو شاہِ یمامہ ہوزہ کے

Marfat.com

پاس بھیجا اور اس نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا مگر اسلام قبول نہ کیا اور مکتوب کے جواب میں لکھا۔

"آپ ﷺ اچھی باتیں کرتے ہیں اگر آپ ﷺ اپنی حکومت میں مجھے کچھ حصہ دیں تو میں آپ ﷺ کی پیروی کروں گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے شاہِ یمامہ کے مکتوب کے جواب میں فرمایا۔

"دین اسلام حکومت کی ہوس کے لئے نہیں آیا اور اگر زمین ایک ٹکڑا بھی ہو تو میں اسے ہرگز نہ دوں۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۴)

شاہِ غسان حارث غسانی کا تکبر:

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت شجاع رضی اللہ عنہ کو شاہِ غسان حارث غسانی کے پاس بھیجا تھا اور جب آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب اسے پڑھ کر سنایا تو وہ غصہ میں آگیا اور اس نے اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور پھر غزوۂ موتہ اور غزوۂ تبوک جیسے واقعات ہوئے جن کا ذکر آگے آئے گا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۳)

شاہِ مصر مقوقس کا رویہ:

شاہِ مصر مقوقس کے پاس حضرت حاطب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب لے کر گئے تھے۔ شاہِ مصر مقوقس آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کو بھی نہایت احترام کے ساتھ سنا اگرچہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا مگر پھر بھی حضور نبی کریم ﷺ کے لئے دو لونڈیاں بطور کنیز بھیجیں جن میں ام المومنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اور اس کے علاوہ

Marfat.com

ایک سفید گدھا جس کا نام "یعفور" تھا اور ایک سفید خچر جو "دلدل" کہلاتا تھا اور اس کے علاوہ ایک ہزار مثقال سونا. ایک غلام. کچھ شہد اور کپڑے بھی بطورِ تحفہ بھیجے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ۲۸۱ تا ۲۸۲)

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا فیصلہ:

صلح حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے ذیقعدہ ۶ھ میں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو ایک وفد کا سربراہ بنایا اور قبطیوں کے سردار اور اسکندریہ کے بادشاہ جریج بن مینا جسے تاریخ میں مقوقس کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے کی جانب ایک مکتوب دے کر روانہ کیا اور انہیں دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مقوقس کے پاس حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب لے کر پہنچے تو اس نے ہماری خوب آؤ بھگت کی اور ہمارے لئے ایک پرتکلف ضیافت کا انتظام کیا۔ ہم نے اسے حضور نبی کریم ﷺ کو مکتوب دیا اور اس نے اس مکتوب کو بغور پڑھا اور کہا کہ میں اس معاملہ میں کچھ مہلت چاہتا ہوں۔ پھر اس نے ایک ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں اس مکتوب کو محفوظ رکھا اور وہ ہاتھی دانت کی ڈبیہ اپنی ایک کنیز کو دے دی۔ پھر اس نے اپنے کاتب سے جوابی مکتوب لکھوایا جس میں اس نے ذکر کیا کہ مجھے علم ہے کہ ایک نبی کی آمد ہونا باقی تھی مگر میرا گمان تھا کہ وہ شام میں ہوں گے مگر اب آپ ﷺ کا قاصد یہاں آیا ہے تو مجھے اس کا علم ہوا میں نے ان کی عزت میں کوئی کمی نہیں آنے دی اور میں ان کے ہمراہ دو کنیزیں بھیج رہا ہوں جنہیں یہاں انتہائی معزز تصور کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی آپ ﷺ کے لئے لباس اور ایک خچر بھی بطورِ تحفہ بھیجتا ہوں۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم مقوقس کے ہاں پانچ دن تک مہمان رہے اور اس نے ہماری خوب خاطر مدارت کی مگر اسلام قبول نہ کیا۔ پھر جب ہم

Marfat.com

رخصت ہونے لگے تو اس نے وہ جوابی مکتوب، دو کنیزیں جن میں ایک ام المومنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسری ان کی بہن حضرت سیرین رضی اللہ عنہا تھیں اور ساتھ ہی ایک خچر اور ایک غلام ہمارے ساتھ روانہ کیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ مقوقس نے ایک نیزہ، بیس بندوں کے لئے لباس اور ایک ہزار مثقال سونا بھی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔

ام المومنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا جب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے اور آپ رضی اللہ عنہا کی بہن نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی تحریک پر اسلام قبول کر لیا جبکہ ایک روایت کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے جب دعوتِ اسلام دی تو اس وقت اسلام قبول کیا۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بہن حضرت سیرین رضی اللہ عنہا کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور حضور نبی کریم ﷺ کو مقوقس کا مکتوب دیا اور ساتھ ہی وہ تحائف اور کنیزیں پیش کیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے مخصوص کر لیا جبکہ آپ رضی اللہ عنہا کی بہن کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کو دے دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ بھی دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی مانند پردے کا اہتمام کریں اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کے لئے بھی باری مقرر فرما دی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور نبی کریم ﷺ کے فرزند حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جو کم سنی میں ہی وصال فرما گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے فرزند کی نسبت سے ام ابراہیم کی کنیت سے بھی مشہور ہوئیں اور اہل مدینہ آپ رضی اللہ عنہا کو اسی کنیت سے پکارتے تھے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۱ تا ۲۸۲)

Marfat.com

بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ کے متعلق فیصلہ:

۶ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو سالار مقرر کرتے ہوئے ایک لشکر نجد کی اَنب روانہ کیا۔ اس لشکر نے بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر لیا اور مدینہ منورہ لے آئے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا اسے مسجد نبوی ﷺ کے ایک ستون سے باندھ دو چنانچہ اسے ستون سے باندھ دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور پوچھا۔

"اے ثمامہ! تیرا کیا ہے اور تو اپنے متعلق کیا گمان رکھتا ہے؟"

ثمامہ نے کہا۔

"میرا حال اور خیال دونوں ہی اچھے ہیں اور اگر آپ ﷺ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی کو قتل کریں گے اور اگر اپنے فضل سے چھوڑیں گے تو ایک شکرگزار کو چھوڑیں گے اور اگر مجھ سے کچھ مال چاہیئے تو وہ مال بھی آپ ﷺ کو مل جائے گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ اس گفتگو کے بعد وہاں سے لوٹ گئے اور اگلے دن تشریف لائے اور یہی سوال کیا۔ ثمامہ نے پھر وہی جواب دیا۔ آپ ﷺ واپس لوٹ گئے اور تیسرے دن پھر تشریف لائے اور اپنا سوال دہرایا۔ ثمامہ نے پھر وہی جواب دیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے کھول دیا اور وہ مسجد نبوی ﷺ سے نکل کر کھجور کے ایک باغ میں چلا گیا جو مسجد نبوی ﷺ کے نزدیک تھا۔ وہاں اس نے غسل کیا اور مسجد نبوی ﷺ

Marfat.com

میں آ کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے۔

"واللہ! مجھے جتنی نفرت آپ ﷺ کے چہرہ سے تھی اتنی نفرت کسی سے نہ تھی اور اب جتنی محبت آپ ﷺ کے چہرہ سے ہے اتنی محبت کسی اور سے نہیں اور جتنا دین اسلام مجھے ناپسند تھا اب اس سے زیادہ محبوب دین اور کوئی نہیں ہے اور کوئی شہر مجھے اتنا برا نہ لگتا تھا جتنا مدینہ منورہ مگر اب مجھے یہ شہر سب سے زیادہ عزیز ہے۔"

پھر ثمامہ (رضی اللہ عنہ) نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔

"میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ جا رہا تھا جب مجھے لشکر اسلام نے گرفتار کیا اب آپ ﷺ مجھے اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے ثمامہ رضی اللہ عنہ کو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کا مژدہ سنایا اور فرمایا تم عمرہ کرو۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ثمرہ رضی اللہ عنہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ گئے اور وہاں کسی کافر نے انہیں دیکھ کر کہا تم بے دین ہو گئے ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں بے دین نہیں بلکہ مسلمان ہو گیا ہوں اور اے اہل مکہ! تم سن لو جب تک حضرت محمد ﷺ نہیں کہیں گے ہم اہل یمامہ تمہیں گندم نہیں دیں گے۔"

مؤرخین لکھتے ہیں اہل مکہ کے لئے گندم یمامہ سے آیا کرتی تھی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۳)

Marfat.com

ابورافع کو قتل کرنے کی اجازت دینے کا فیصلہ:

۶ھ میں ابورافع یہودی کو بھی قتل کیا گیا اور ابورافع کا نام عبداللہ بن ابی الحقیق یا سلام بن الحقیق تھا اور اس کا شمار امرائے یہود میں ہوتا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں ابورافع دین اسلام کا دشمن تھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا اور یہ وہی شخص تھا جو حی بن اخطب کے ساتھ مکہ مکرمہ گیا تھا اور مشرکین مکہ کو مدینہ منورہ پر حملہ کے لئے ابھارا تھا اور پھر غزوۂ خندق کا واقعہ پیش آیا تھا۔ حی بن اخطب تو غزوۂ خندق کے بعد غزوۂ بنی قریظہ میں جہنم واصل ہوا تھا مگر یہ فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا تھا۔

ابورافع کی جب اسلام دشمنی حد سے بڑھ گئی تو انصار کے دونوں قبیلوں بنی اوس اور بنی خزرج کے مابین یہ کشمکش شروع ہوئی کہ کون اس اسلام دشمن کو جہنم واصل کرے گا اور اس سے قبل حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جو کہ بنی اوس سے تھے انہوں نے ایک اور گستاخِ رسول کعب بن اشرف یہودی کو جہنم واصل کیا تھا چنانچہ بنی خزرج نے باہم مشورہ کیا کہ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کے اس سب سے بڑے دشمن کو قتل کر دینا چاہیئے تاکہ بنی اوس بھی ثواب کے حقدار ہوں۔

اس مشورہ کے بعد حضرت عبداللہ بن عتیک، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت ابوقتادہ، حضرت مسعود بن سنان، حضرت حارث بن ربعی اور حضرت خزاعی بن اسود رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے بے حد اصرار پر انہیں اجازت دے دی اور حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا اور فرمایا۔

"تم بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔"

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ، ابورافع کے محل کے پاس پہنچے تو اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"تم یہاں بیٹھ کر میرا انتظار کرو۔"

پھر حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ ابورافع کے محل کی دیوار پر چڑھ کر اندر کود گئے اور ابورافع کے بستر پر جا کر اسے قتل کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب محل سے نکلنے لگے تو سیڑھی سے گر پڑے اور پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے عمامہ کو کھول کر ٹوٹے ہوئے پاؤں پر باندھا اور ہمت کر کے محل سے باہر نکل آئے۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور ابورافع کو قتل کرنے کا واقعہ سنایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم اپنا پاؤں پھیلاؤ۔"

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں پھیلایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ٹوٹی ہوئی ہڈی اسی وقت جڑ گئی۔

(زرقانی علی المواہب جلد دوم صفحہ ۱۶۳)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا جوان ہوئیں تو آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہو گیا جو ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کا بھائی تھا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے شوہر کے ہمراہ اسلام قبول کر لیا۔

مکہ مکرمہ میں جب مشرکین نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے تو حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر چند مسلمانوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی اور جب وہ مسلمان حبشہ میں پرسکون زندگی بسر کرنے لگے تو حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر

Marfat.com

ایک اور گروہ نے حبشہ کی جانب ہجرت کی اور ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی اسی گروہ میں تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی۔ حبشہ میں قیام کے دوران ہی آپ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹی تولد ہوئی جس کا نام "حبیبہ" رکھا گیا اور آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت "ام حبیبہ" اپنی اسی بیٹی کی وجہ سے ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا شوہر انتہائی بری حالت میں ہے اور اس کی صورت انتہائی بھیانک ہو چکی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر انتہائی افسوس ہوا اور میں سوچنے لگی کہ اس کی یہ حالت کیسے ہوئی؟ پھر جب میں صبح اٹھی تو وہ مجھ سے کہنے لگا کہ میں نے دین کے معاملہ میں بہت غور کیا اور میں نے نصرانیت سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا اور میں پہلے بھی نصرانی تھا اور مسلمان ہوا اور اب میں دوبارہ نصرانیت کی جانب لوٹتا ہوں اور تم بھی یہی مذہب قبول کر لو۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا اور پھر میں نے اسے اپنا خواب بھی سنایا مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا اور اس نے شراب نوشی بھی شروع کر دی۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پر عبیداللہ بن جحش نے بہت زیادہ دباؤ ڈالا کہ آپ رضی اللہ عنہا بھی کسی طرح دین اسلام ترک کر کے نصرانیت قبول کر لیں مگر آپ رضی اللہ عنہا نے ہر مرتبہ اس کی بات کو رد کیا یہاں تک کہ دونوں کے مابین علیحدگی ہو گئی اور عبیداللہ بن جحش نے نجاشی کو دیکھ کر نصرانیت قبول کی تھی اور پھر وہی نجاشی مسلمان ہو گیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں شراب نوشی کی کثرت کی وجہ سے عبیداللہ بن جحش حالت کفر میں مر گیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عبیداللہ بن جحش سے

Marfat.com

علیحدگی کے بعد میں نے ایک مرتبہ پھر خواب دیکھا اور خواب میں کوئی مجھے ام المومنین کہہ کر پکار رہا تھا۔ پھر جب میری عدت ختم ہوئی تو نجاشی نے اپنی ایک خادمہ جس کا نام "ابرہہ" تھا اسے میرے پاس بھیجا اور اس نے مجھے بتایا کہ نجاشی کے پاس حضور نبی کریم ﷺ کا ایک خط آیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے شادی کی خواہش ظاہر کی ہے اور نجاشی کا کہنا ہے کہ اگر آپ رضی اللہ عنہا اس شادی پر رضامند ہیں تو آپ رضی اللہ عنہا اپنا کوئی وکیل مقرر فرمالیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ میرے لئے بڑی خوشی کا مقام تھا اور میں نے اپنے ماموں زاد بھائی حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن ابی العاص کو اپنا وکیل مقرر کیا اور میرے ہاتھوں میں کنگن اور پیروں میں پازیب تھی اور اس کے ساتھ ہی انگلیوں میں انگوٹھیاں تھیں اور یہ سب سونے کے تھے میں نے اس خادمہ کو دے دیئے۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں شام کے وقت نجاشی نے اپنے دربار میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حبشہ میں موجود تھے انہیں جمع کیا اور خطبہ نکاح دیا جس کے الفاظ کچھ یوں تھے۔

الحمد لله الملك القدوس السلام المومن
المهيمن العزيز الجبار المتكبر اشهد ان لا اله
الا الله و اشهد ان محمد الرسول الله ﷺ وانه
الذى بشر به عيسىٰ ابن مريم اما بعد! فان
رسول الله ﷺ كتب الى ان ازوجه ام حبيبة
بنت ابى سفيان فاجب الى ما دعا اليه رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ وقد اصدقتها اربع مائة دينار

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو مالک ہے، پاک ہے، سلامتی دینے والا ہے، امن عطا کرنے والا ہے، نگہبان ہے، غالب ہے، ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والا ہے متکبر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ وہ ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہ السلام نے دی تھی۔ اما بعد! بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مکتوب لکھا کہ میں آپ کی جانب سے آپ کا نکاح ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کر دوں پس میں نے اسے پسند کیا جس کی دعوت رسول اللہ ﷺ نے دی اور چار سو دینار حق مہر جو میں اپنی جانب سے دیتا ہوں۔"

پھر شاہ نجاشی نے چار سو دینار حق مہر کے حاضرین کے سامنے رکھ دیئے اور پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن سعید بن ابی العاص جو ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے وکیل تھے انہوں نے کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

الحمد لله نحمده و استعينه و اشهد ان لا اله الا الله وان محمد عبده و رسوله ارسله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون اما بعد! فقد اجبت ما دعا اليه رسول الله ﷺ و زوجته ام حبيبة بنت ابى سفيان فبارك الله و رسوله عليه السلام

Marfat.com

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور میں بھی اسی کی تعریف کرتا ہوں اس کی بارگاہ میں عرض پیش کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے محبوب بندے اور رسول ہیں جنہیں اس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غلبہ دے جو اگرچہ مشرکوں کو ناپسند ہے۔ اما بعد! میں بلاشبہ اس بات کو پسند کرتا ہوں جس کی جانب رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کرتا ہوں پس اللہ عزوجل رسول اللہ ﷺ پر برکتیں نازل فرمائے۔''

روایات میں آتا ہے جب نکاح کی تقریب ختم ہوگئی اور لوگوں نے رخصت ہونا چاہا تو شاہِ حبشہ نجاشی نے کہا کہ نکاح انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور نکاح کے بعد ولیمہ کرنا بھی سنت ہے چنانچہ تمام احباب دعوتِ ولیمہ کے بعد رخصت ہوں اور پھر شاہِ حبشہ نجاشی نے ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے مہر کی رقم میرے پاس پہنچی تو میں نے اسی خادمہ کو دوبارہ بلایا اور کہا کہ اس وقت جو کچھ میں نے دیا وہی میرے پاس تھا اور اب تم یہ پچاس مثقال سونا ہے وہ لے لو اور اپنی تمام ضرورت پوری کرو۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ مجھ سے بادشاہ نے کہا کہ میں آپ رضی اللہ عنہا سے کچھ نہ لوں اور میں چونکہ بادشاہ کی خدمت گزار ہوں اور دین محمدی ﷺ پر ہوں لہٰذا میں کچھ نہ لوں گی اور بادشاہ کے حکم پر اس کی تمام ازواج نے آپ رضی اللہ عنہا کے پاس خوشبو بھیجی ہے۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر جب میں مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہونے لگی تو شاہِ حبشہ نجاشی اور اس کی ازواج کی جانب سے مجھے بے شمار تحائف دیئے گئے اور ان میں کئی اقسام کی خوشبویات بھی تھیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح کے وقت ۳۷ برس تھی اور آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ۶ھ میں حضور نبی کریم ﷺ سے ہوا تھا۔

روایات میں آتا ہے ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کے بعد مدینہ منورہ روانگی کی تیاریاں شروع کیں تو شاہِ حبشہ نجاشی نے آپ رضی اللہ عنہا کے تمام سفری انتظامات مکمل کروائے اور عرض کیا کہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ہمارا اسلام عرض کیجئے گا اور شاہِ حبشہ نجاشی کی خادمہ "ابرہہ" نے بھی آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا اسلام بھی حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچائیے گا۔ پھر شاہِ حبشہ نجاشی نے حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ کو آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ روانہ کیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۵)

Marfat.com

غزوۂ خیبر اور آپ ﷺ کے فیصلے

معاہدہ حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ مطمئن تھے کہ انہیں اب کچھ عرصہ تک مشرکین مکہ کی جانب سے کسی جنگ کا اندیشہ نہ تھا چنانچہ آپ ﷺ نے اب مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ان سازشی قبائل کی جانب اپنی توجہ مرکوز فرمائی جو مدینہ منورہ کا سکون برباد کرنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتے رہتے تھے چنانچہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے خیبر کا رخ کیا۔

خیبر شہر میں کئی بلند ٹیلے اور پہاڑ تھے اور یہ خالصتاً یہودی بستی تھی اور ان یہودیوں نے خیبر میں بے شمار قلعے تعمیر کر رکھے تھے۔ خیبر، مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ سے قریباً سولہ سو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حیدرِ کرار حضرتِ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اس وقت آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا تھے وہ بھی لشکر اسلام میں موجود تھے۔

غزوۂ خیبر کا سبب:

گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے غزوۂ خندق پر مشرکین مکہ کو ابھارنے والے اور ان کی اعانت کرنے والے یہودی تھے اور ان یہودیوں کا تعلق بنی نضیر سے تھا جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے پہلے ہی وعدہ خلافی پر مدینہ منورہ سے نکال

Marfat.com

دیا تھا اور یہ خیبر میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ غزوہ بنی قریظہ میں اگرچہ ان یہودیوں کے کئی نامی گرامی سردار مارے گئے تھے جن میں حی بن اخطب بھی تھا اور پھر ابورافع کو بھی حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا تھا مگر پھر بھی یہودی اپنی سازشی فطرت کی بناء پر مسلمانوں کو تنگ کرنے سے باز نہ آتے تھے اور وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی تیاری میں مصروف تھے جس کی خبر حضور نبی کریم ﷺ کو ہوئی اور آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خیبر کی جانب روانہ ہوئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کو جب خبر ملی کہ خیبر کے یہودی بنی غطفان کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو آپ ﷺ نے سولہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے ہمراہ لیا اور خیبر کی جانب روانہ ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر کے تین علم تیار کروائے اور مدینہ منورہ پر حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور لشکر کا ایک علم حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور ایک علم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور تیسرا علم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عطا کیا جبکہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہمراہ رکھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم صبح سویرے خیبر پہنچے اور وہاں کے لوگ اس وقت کھیتوں میں کام کاج کے لئے قلعہ سے نکلے تھے اور انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو شور مچانے لگے اللہ کی قسم! محمد ﷺ آ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"خیبر برباد ہو گیا اور ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو کفار کی صبح بری ہو جاتی ہے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۳۴۸)

Marfat.com

لشکر اسلام کا حملہ:

لشکر اسلام نے سب سے پہلے خیبر کے قلعہ ناعم پر حملہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام کے ایک گروہ نے قلعہ ناعم پر حملہ کیا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور بالآخر جام شہادت نوش فرمایا۔ قلعہ ناعم کے بعد لشکر اسلام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی یہاں تک کہ قلعہ قموص کے علاوہ خیبر کے تمام قلعے فتح کر لئے۔

قلعہ قموص کا شمار خیبر کے سب سے مضبوط قلعوں میں ہوتا تھا اور اس قلعے میں یہودیوں کا سردار مرحب رہتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو حکم دیا وہ قلعہ قموص کا محاصرہ کریں۔ لشکر اسلام نے قلعہ قموص کا محاصرہ کرنے کے بعد اس پر کئی تابڑ توڑ حملے کئے لیکن فتح نصیب نہ ہوئی اور انہیں یہودیوں کی جانب سے بھی سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ کئی روز کے محاصرے اور تابڑ توڑ حملوں کے باوجود قلعہ قموص فتح نہیں ہو رہا تو آپ ﷺ نے اعلان کیا۔

> ”کل میں جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اس کے ہاتھوں قلعہ فتح کرے گا۔“

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی جھنڈا اسے عطا ہو۔ اگلے دن جمعہ تھا آپ ﷺ نے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد دریافت کیا۔

Marfat.com

"علی (رضی اللہ عنہ) اس وقت کہاں ہے؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو ابھی تک آشوب چشم کے مرض میں مبتلا تھے اور اسی وجہ سے جنگ میں عملی طور پر حصہ بھی نہ لے سکے تھے انہیں بلایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"علی (رضی اللہ عنہ) کیسے ہو؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ آنکھیں دکھتی ہیں اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ)! میرے پاس آجاؤ۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک آگئے۔ آپ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن نکالا اور اسے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لگا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تکلیف جاتی رہی اور آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جھنڈا آپ رضی اللہ عنہ کو عطا کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے لعابِ دہن لگانے کے بعد مجھے کبھی آنکھوں کی کوئی بیماری نہ ہوئی بلکہ میری آنکھیں پہلے سے زیادہ روشن ہو گئیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے ہمراہ قلعہ قموص کے دروازے پر پہنچے اور جھنڈا دروازے کے پاس گاڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر

Marfat.com

دیا۔ اس دوران ایک یہودی نے قلعہ کی چھت سے پوچھا تم کون ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں علی (رضی اللہ عنہ) بن ابی طالب ہوں۔"

اس یہودی نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا نام سنا تو کانپ اٹھا اور کہنے لگا۔

"تورات کی قسم! یہ شخص قلعہ فتح کئے بغیر ہرگز نہیں جائے گا۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قلعہ قموص پر حملہ کیا تو یہودیوں کے سردار مرحب کا بھائی حارث کئی یہودیوں کے ہمراہ مقابلے کے لئے نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور لشکر اسلام نے باقی کے تمام یہودیوں کو جہنم واصل کر دیا۔ مرحب کو جب اپنے بھائی کے قتل کی خبر ہوئی تو وہ غیظ و غضب کے عالم میں ایک لشکر کے ہمراہ قلعہ قموص سے باہر نکلا اور با آوازِ بلند کہنے لگا۔

"خیبر مجھے جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، سطح پوش ہوں، بہادر اور تجربہ کار ہوں۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

"میں وہ ہوں میری ماں نے میرا نام شیر رکھا تھا اور میں دشمنوں کو نہایت تیزی سے قتل کرتا ہوں۔"

مرحب نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو غصے میں اس نے تلوار کا وار کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے روک لیا اور اس پر جوابی وار کیا اور ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کر دیا۔ مرحب کی لاش گرتے ہی لشکر

Marfat.com

اسلام نے یہودی لشکر پر حملہ کر دیا جس سے بے شمار یہودی مارے گئے اور باقی جو بچ گئے وہ قلعہ کے اندر بھاگ گئے اور قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا بھاری بھرکم دروازہ اکھاڑ پھینکا اور لشکر اسلام قلعہ قموص میں داخل ہو گیا۔ یہودیوں نے شکست تسلیم کرتے ہوئے امان طلب کی اور آئندہ سے بدعہدی سے توبہ کر لی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جزیہ کی شرط پر ان سے صلح کر لی۔

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فتح کی نوید سنا نجیب حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! میں اور اللہ عزوجل دونوں تجھ سے راضی ہیں۔"

(طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۳۳۰ تا ۳۳۶، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۲۵ تا ۲۳۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ خیبر کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ سے اور لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے اور پھر خود سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کیا میں ان آنکھوں کے دکھنے کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کو چھوڑوں گا؟ اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نکلے یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ سے جا ملے۔ جب وہ شب آئی جس کی صبح خیبر کو آپ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں کل جھنڈا اسے دوں گا جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ دونوں ہی محبت کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اس کے ہاتھوں خیبر فتح فرمائے گا۔ پھر دوسرے دن ہم نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ آئے اور ہمیں آپ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے آنے کی امید نہ تھی پھر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں خیبر فتح ہوا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث ۲۲۶)

قلعہ خیبر کا وزنی دروازہ:

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کو لے کر خیبر کے یہودیوں کی سرکوبی کے لئے نکلے اور خیبر پہنچ کر یہودیوں کے قلعوں کو محاصرہ کرلیا۔ یہودیوں نے جب خود کو قلعوں میں محصور پایا تو مجبور ہو کر قلعوں کے اندر رہ کر مدافعت کرنے لگے۔ یہودیوں کو اپنے ان قلعوں پر بڑا ناز تھا مگر لشکر اسلام نے ان کے تیروں اور پتھروں کی زد میں ہونے کے باوجود آگے بڑھ کر قلعہ ناعم کے ساتھ مزید دو قلعے فتح کرلئے پھر قلعہ قموس پر دھاوا بولا گیا اور یہ قلعہ بھی دو تین دن میں فتح ہوگیا اور اسی طرح مصعب، طلیح اور سلائم نام کے قلعے بھی فتح ہو گئے اب قلعہ خیبر کی باری تھی یہ قلعہ سب سے زیادہ مضبوط تھا اس کی فتح کے لئے بڑی کوشش کی گئی مگر یہ قلعہ فتح ہونے میں نہ آیا۔ جب کئی دن گزر گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اپنی روحانی قوت سے اس قلعہ کو فتح کرے گا۔"

پھر دوسرے دن حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا اور فرمایا جاؤ تم اس قلعہ کو فتح کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ جھنڈا اور لشکر لے کر قلعہ خیبر کی طرف بڑھے تو قلعہ خیبر کا سالار مرحب آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اور مرحب کا مقابلہ شروع ہوا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کی تلوار مرحب کی سپر کو کاٹتے ہوئے اس کے سر پر پہنچی اور سر کے دو ٹکڑے کرکے اس کے بدن کے

Marfat.com

بھی دو ٹکڑے کر دیئے۔ مرحب خاک پر لوٹنے لگا۔ مرحب کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے دوسرے ساتھیوں نے قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا مگر مجاہدین نے جان پر کھیل کر ایسا دھاوا بولا یہودی ہمت ہار کے بھاگے اور مسلمان ان کے تعاقب میں تھے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قلعہ کے پھاٹک پر پہنچ گئے اور قلعہ کے دروازہ کو پکڑ کر اس زور سے کھینچا کہ ایک لمحہ میں اسے اکھاڑ پھینکا اور بطورِ ڈھال اسے استعمال کرنے لگے اور اس دوران دیگر مسلمان قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ مسلمانوں کی اس یلغار سے یہودیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور قلعہ فتح ہوگیا۔ یہ دروازہ اتنا بھاری تھا کہ بعد میں چالیس آدمی بھی مل کر اس دروازہ کو نہ اٹھا سکے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۳)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا وقف:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں والد بزرگوار سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خیبر کے مالِ غنیمت میں زمین کا ایک ٹکڑا ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے پہلے کبھی ایسا عمدہ مال نہیں ملا آپ ﷺ مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں میں اسے کیسے استعمال میں لاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم چاہو تو اسے وقف کر دو اور چاہو تو اس کی آمدنی حاصل کرو اور اسے صدقہ کر دو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والد بزرگوار نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے بعد زمین کی آمدن کو اس شرط پر صدقہ کر دیا زمین فروخت نہیں کی جائے گی اور اس زمین کی آمدنی، مجاہدین، فقرائ، غلاموں کو آزاد کروانے،

Marfat.com

مہمان نوازی کے لئے اور اقرباء پر خرچ کی جائے گی اور جو اس کا نگہبان ہو گا اسے چاہیئے وہ اس زمین سے خود بھی کھائے اور دوست کو بھی کھلائے مگر اس کا مال اپنے پاس جمع نہیں کرے گا۔

مؤرخین لکھتے ہیں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہیں جس نے کسی بھی قسم کی زمین یا جائیداد وقف کی۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب الوصایا حدیث ۳۶)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی آمد:

روایات میں آتا ہے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کے بعد اپنی زوجہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کے ہمراہ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر لی مگر آپ رضی اللہ عنہ ابتداء میں مدینہ منورہ تشریف نہ لائے۔ پھر جب ۷ھ میں خیبر فتح ہوا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو گلے سے لگا لیا اور پیشانی چومتے ہوئے فرمایا۔

"میں نہیں جانتا کہ مجھے خیبر کے فتح ہونے کی خوشی زیادہ ہے یا
پھر جعفر (رضی اللہ عنہ) کے آنے کی خوشی زیادہ ہے۔"

(اسد الغابہ جلد دوم صفحہ ۴۰۵)

غزوۂ ذی القریٰ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ خیبر سے فارغ ہونے کے بعد وادی ذی القریٰ تشریف لے گئے اور یہ وادی مقامِ تیماء اور مقامِ فدک کے درمیان ہے اور اس وادی میں بھی یہودیوں کی چند بستیاں تھیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں جنگ کے ارادہ

Marfat.com

سے نہیں آئے تھے۔ وادی ذی القریٰ کے یہودیوں نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور آپ ﷺ کے غلام حضرت مدعم رضی اللہ عنہ جو اونٹ کا کجاوہ اتار رہے تھے وہ تیر لگنے سے شہید ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ان یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی مگر ان بدبختوں نے جواب میں تیر برسائے چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا محاصرہ کر لیا جو چار دن تک جاری رہا۔ اس دوران آپ ﷺ انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہے مگر وہ جواب میں تیر برساتے رہے۔ پھر اس لڑائی میں دس یہودی مارے گئے اور پھر ان یہودیوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۱۷)

بنی فرازہ کی سرکوبی کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے شعبان ۷ھ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر بنی فرازہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بنی فرازہ کا محاصرہ کیا اور ان کے کچھ افراد کو قتل اور کچھ کو گرفتار کر لیا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر بنی فرازہ پر حملہ کے لئے روانہ کیا۔ میں اس لشکر کے ہمراہ تھا۔ ہم نے صبح کی نماز پڑھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں حملے کا حکم دیا۔ ہم نے حملہ کیا اور ان کے کئی افراد کو قتل اور کئی کو قیدی بنا لیا۔ پھر جب ہم مدینہ منورہ واپس لوٹے تو حضور نبی کریم ﷺ نے مشرکین کے پاس موجود مسلمان قیدیوں سے ان قیدیوں کا تبادلہ کر لیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۱۷۶)

Marfat.com

بنی ہوازن کی سرکوبی کا فیصلہ:

۷ ھ میں ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں تیس مجاہدین کا لشکر بنی ہوازن کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور جب بنی ہوازن کو لشکرِ اسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ فرار ہو گئے اور یوں آپ رضی اللہ عنہ بغیر لڑائی کے لشکر اسلام کو لے کر مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ (البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۱۷۸)

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا باپ حی بن اخطب حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھا اور یہودیوں کے مشہور قبیلہ بنونضیر کا سردار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی پرورش انتہائی ناز و نعم میں ہوئی اور جب آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بارہ برس ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا کی شادی بنوقریظہ کے نامور شہسوار سلام بن مشکم سے کر دی گئی مگر اس شادی کا انجام جلد ہی طلاق پر ہوا۔

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی دوسری شادی حی بن اخطب نے خیبر کے سردار ابورافع کے بھتیجے کنانہ بن الحقیق سے کر دی اور کنانہ بن الحقیق خیبر کے قلعہ قموص کا حاکم تھا اور غزوۂ خیبر میں لشکر اسلام سے مقابلے میں مارا گیا۔

خیبر کی فتوحات میں جہاں کئی مرد و عورتیں قیدی بنائے گئے ان میں ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا شوہر کنانہ بن ابی الحقیق بھی اس معرکہ میں مارا گیا۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے قبولِ اسلام کے بعد آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما لیا اور آزادی کو آپ رضی اللہ عنہا کا حق مہر قرار دیا۔

Marfat.com

مؤرخین لکھتے ہیں جب خیبر کے مالِ غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا تو حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی مالِ غنیمت سے کچھ عطا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم مالِ غنیمت سے اپنے لئے کوئی کنیز لے لو۔ حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت سے ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو لیا اور چلے گئے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے وحیہ (رضی اللہ عنہ) کو صفیہ (رضی اللہ عنہا) دے دیں وہ تو بنو نضیر اور بنو قریظہ کے سرداروں کی بیٹی ہیں اور مناسب یہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کے پاس ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم ان کو بلاؤ چنانچہ حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم ان کے عوض کوئی دوسری کنیز لے لو۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد فرمایا اور پھر آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔

روایات میں آتا ہے کہ جب ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اصرار پر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور پھر ایک خیمے میں بھیج دیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر بعد اس خیمے میں تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا استقبال کے لئے کھڑی ہو گئیں اور بستر بچھا دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے صفیہ (رضی اللہ عنہا)! تمہارا باپ ہمیشہ اسلام دشمنی میں آگے آگے رہا اور اس نے ہمیشہ ہمارے ساتھ عداوت رکھی مگر اللہ عزوجل نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔"

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ عزوجل کسی کے گناہ کی سزا دوسرے کو نہیں دیتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تو پھر تمہیں اختیار ہے کہ تم اسلام قبول کرلو یا پھر چاہو تو اپنے قبیلے میں واپس چلی جاؤ اور اگر تم اسلام قبول کروگی تو میں تمہیں آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے آؤں۔"

حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کرلیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا اور حق مہر آپ رضی اللہ عنہا کی آزادی کو قرار دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب عروسی ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تلوار لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ کے باہر پہرہ دیتے رہے اور جب صبح کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو برہنہ تلوار لئے پھرتے دیکھا تو دریافت کیا۔

"اے ابوایوب (رضی اللہ عنہ)! کیا وجہ ہے تم یوں پھر رہے ہو؟"

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نئی دلہن تھیں اور وہ اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں کہ ان کے شوہر، بھائی اور باپ کو قتل کئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور مجھے خدشہ تھا کہ کہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو مسکرائے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر بھی فرمائی۔

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے غزوۂ خیبر کے موقع پر خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کیا اس وقت میری نئی نئی شادی ہوئی تھی اور میں نے رات کو خواب میں دیکھا سورج میرے سینے پر آن گرا ہے۔ میں جب بیدار ہوئی تو میں نے اس خواب کا ذکر اپنے شوہر سے کیا۔ اس نے جواب میں مجھے ایک زوردار تھپڑ مارا اور کہا۔

"تم اس بادشاہ کی خواہش رکھتی ہو جو اس شہر میں آئے ہیں۔"

اور اس کی بات سے مراد حضور نبی کریم ﷺ تھے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے خیبر کو فتح کیا اور میرے شوہر کی گردن اڑا دی گئی۔

ایک روایت میں ہے جب ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں تو آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں سبز رنگ کا نشان تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا یہ کیسا نشان ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ایک روز میں اپنے شوہر کی گود میں سر رکھے سو رہی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری گود مین آن گرا ہے اور جب میں نے اس خواب کا ذکر اپنے شوہر سے کیا تو اس نے مجھے ایک زوردار تھپڑ مارا جس کی وجہ سے میری آنکھ میں یہ نشان پڑ گیا اور اس نے مجھ سے کہا۔

"تو مدینہ کے تاجدار کی خواہش رکھتی ہے۔"

اور اس کا اشارہ حضور نبی کریم ﷺ کی جانب تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ فتح خیبر سے مدینہ منورہ واپس لوٹتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کے ہمراہ مقام صہبا میں قیام کیا اور یہیں ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ شب زفاف بسر کی اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک سترہ برس تھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو دلہن بنایا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور یہی آپ رضی اللہ عنہا کا حق مہر تھا اور پھر ابھی ہم راستہ میں ہی تھے ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں تیار کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیج دیا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب زفاف بسر کر چکے اور صبح کے وقت تشریف لائے تو فرمایا کہ جس کے پاس بھی کھانے کی کوئی چیز ہے وہ دسترخوان پر لائے اور پھر کوئی پنیر، کوئی کھجوریں اور کوئی گھی لایا اور پھر ایک حلوہ تیار کیا گیا اور دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا اور پھر یہ دعوت تین دن تک چلتی رہی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مقامِ صہبا سے چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر سوار کروایا اور اپنی عبا ان پر تان دی تاکہ کوئی انہیں دیکھ نہ سکے۔ پھر جب یہ قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے گھر اتارا گیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۴)

Marfat.com

عمرۃ القضاء کا فیصلہ

صلح حدیبیہ کی شرائط میں یہ شرط بھی تھی کہ مسلمان اس مرتبہ واپس چلے جائیں اور آئندہ سال عمرہ کی ادائیگی کے لئے آئیں اور تین دن سے زیادہ مکہ مکرمہ میں قیام نہ کریں چنانچہ آپ ﷺ ذیقعدہ ۷ھ میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور جانے سے قبل یہ اعلان کروایا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک تھے وہ لوگ عمرہ کے لئے آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوں چنانچہ ماسوائے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو صلح حدیبیہ کے بعد مختلف غزوات میں شہید ہو چکے تھے یا وصال پا چکے تھے ان کے سوا سب نے عمرۃ القضاء کی سعادت حاصل کی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو چونکہ مشرکین مکہ پر بھروسہ نہیں تھا اس لئے آپ ﷺ نے عمرہ کے وقت روانگی سے قبل جنگی تیاریاں بھی کیں اور حضرت ابورہم غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر حاکم مقرر کیا اور دو ہزار مسلمانوں کے ہمراہ جن میں ایک سو گھوڑوں پر سوار تھے۔ آپ ﷺ جب مدینہ منورہ سے نکلے تو قربانی کے اونٹ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ کی آمد کی اطلاع مشرکین مکہ کو ہوئی تو وہ جنگی تیاریوں کے ساتھ آمد کا سن کر پریشان ہو گئے تھے انہوں نے اپنے ایک وفد کو تحقیق کے لئے بھیجا اور مرالظہران میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ جو کہ گھڑسواروں کے سربراہ تھے ان سے اس وفد کی ملاقات ہوئی اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

انہیں یقین دلایا کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے وعدہ کے مطابق بغیر ہتھیار کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے جس پر مشرکین مکہ کے وفد کو اطمینان ہوگیا۔

حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر مقامِ یاجج میں پہنچے اور تمام ہتھیاروں کو اس جگہ چھوڑا اور حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہاں رکنے کا حکم دیا اور ماسوائے ایک تلوار کے کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہ رکھا اور پھر لبیک پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے اونٹ کی مہار شاعر رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے تھام رکھی تھی اور جوش میں ذیل کی رجز با آوازِ بلند پڑھ رہے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیله

الیوم نضربکم علی تنزیله

ضرباً یزیل الهام عن مقبله

و یذهل الخلیل عن خلیله

"اے کفار کے بیٹو! سامنے سے ہٹ جاؤ آج جو تم نے اترنے سے روکا تو ہم تلوار چلائیں گے۔ ہم تلوار کا ایسا وار کریں گے جو سر کو اس کی خوابگاہ سے الگ کر دے گی اور دوست کی یاد اس کے دوست کے دل سے بھلا دے گی۔"

روایات میں آتا ہے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ٹوکا اور کہا تم اللہ کے نبی ﷺ کے آگے اور حرم پاک میں اشعار پڑھتے ہو؟ آپ ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

Marfat.com

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم اسے چھوڑ دو اور یہ اشعار کفار کے حق
میں تیروں سے بڑھ کر ہیں۔"

(زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۷)

حضور نبی کریم ﷺ حرم پاک میں داخل ہوئے تو مشرکین مکہ میں سے کچھ لوگ حسد کے مارے جل گئے اور وہ شہر سے نکل کر پہاڑوں پر چلے گئے اور کچھ لوگ دارالندوہ کے پاس آنکھیں پھاڑے مسلمانوں کو والہانہ طوافِ کعبہ کرتے دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مسجد الحرام میں پہنچ کر اضطباع کیا یعنی چادر کو ایسے اوڑھا کہ داہنا شانہ اور بازو کھل گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو ان کفار کے سامنے
اپنی قوت کا اظہار کرے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تین پھیروں میں شانوں کو ہلا ہلا کر اور خوب اکڑتے ہوئے چل کر طواف کیا اور اسے عربی زبان میں "رمل" کہتے ہیں اور یہ سنت آج بھی باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی اور ہر طواف کرنے والا پہلے تین پھیروں میں رمل کرتا ہے۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب المناسک حدیث ۱۵۰۸)

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے متعلق فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تین دن تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے اور پھر مشرکین مکہ کے چند سردار مل کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا تین دن کی شرط پوری ہو چکی لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ سے کہیں کہ وہ اب یہاں سے چلے جائیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کا پیغام آپ ﷺ تک پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے واپسی کا حکم

Marfat.com

دیا۔ اس دوران آپ ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا جو کم سن تھیں دوڑتی ہوئی آئیں اور وہ اس وقت مکہ مکرمہ میں رہ گئی تھیں جب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تھی اور پھر غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا دوڑتی ہوئی آئیں اور چچا جان کہہ کر آپ ﷺ کے گلے لگ گئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا اور انہیں پیار کیا۔

روایات میں آتا ہے پھر حضرت سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کی پرورش کے لئے تین دعویدار ہو گئے۔ پہلا دعویٰ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کیا اور کہا یہ میری چچازاد بہن ہے لہٰذا اس کی پرورش کا حق مجھے ہے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری بھی چچازاد بہن ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے چنانچہ اس کی پرورش کا حق میرے ذمہ ہے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یہ میرے دینی بھائی کی بیٹی ہے لہٰذا اس کی پرورش کا حق مجھے دیا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایثار دیکھا تو خوش ہوئے اور فرمایا۔

"خالہ، ماں کے قائم مقام ہوتی ہے لہٰذا پرورش کا حق جعفر (رضی اللہ عنہ) کو ہے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور اپنے تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلجوئی کے لئے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اے جعفر (رضی اللہ عنہ)! تم سیرت و صورت میں مجھ سے مشابہ ہو۔ اے زید (رضی اللہ عنہ)! تم میرے بھائی اور مولیٰ ہو۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۳۹۱)

Marfat.com

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے ذیقعدہ ۷ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کی نیت سے مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے تو مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام سرف پر قیام کیا اور اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا وہیں مقیم تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بہنوئی اور چچازاد حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ آپ رضی اللہ عنہا کے بیوہ ہونے پر غمگین تھے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

"میمونہ (رضی اللہ عنہا) بیوہ ہو چکی ہے اس لئے آپ رضی اللہ عنہا اسے سہارا دیتے ہوئے اس سے نکاح کرلیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی بات رد نہ کی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو نکاح کا پیغام دے کر حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا جسے آپ رضی اللہ عنہا نے اسی وقت قبول فرمالیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نکاح کا پیغام لے کر ام المومنین حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

"اونٹ اور جو کچھ اونٹ پر ہے وہ سب اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو ہے۔"

حضرت ابوعلبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے واپس آنے کے بعد عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب جو حبشہ سے مدینہ منورہ واپس لوٹے تھے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ام المومنین حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا

Marfat.com

معاملہ پیش کیا اور آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس ان کے نکاح میں تھیں جبکہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت عمیس، حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ رہ چکی تھیں اور حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا، حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا کا معاملہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت احرام میں آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور پھر جب عمرہ سے واپس لوٹے تو احرام چونکہ اتر چکا تھا لہٰذا اس وقت رخصتی عمل میں آئی۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ ام المومنین حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے خود کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیا تھا چنانچہ اس موقع پر اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب وحی نازل فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور مومن عورت جب وہ اپنی جان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نذر کر دے اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے نکاح کرنا چاہے تو اسے اجازت ہے اور یہ اجازت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص ہے، دیگر مومنین کے لئے نہیں ہے۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۵۹ تا ۵۶۰)

Marfat.com

جنگ موتہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ

موتہ ملک شام کا ایک علاقہ ہے اور یہاں ۸ ھ میں کفار اور مسلمانوں کے مابین ایک عظیم الشان معرکہ ہوا جس میں کفار کا لشکر ایک لاکھ نفوس پر مشتمل تھا جبکہ لشکر اسلام کے مجاہدین کی تعداد محض تین ہزار تھی اور اس خونریز معرکہ میں فتح لشکر اسلام کا مقدر بنی جن کے سنہرے کارنامے تاریخ میں انمٹ نقوش چھوڑ گئے۔ اس معرکہ میں کئی جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شہید ہوئے۔

جنگ موتہ کا سبب:

جنگ موتہ کا سبب یہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہِ روم ہرقل کو جو مکتوب بھیجا تھا وہ حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ذریعے بھیجا تھا اور حضرت حارث بن عمیر کو بلقاء کے بادشاہ شرجیل بن عمرو غسانی نے جو شاہِ روم ہرقل کو جزیہ ادا کرتا تھا اور اس کے ماتحت تھا اس نے انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر تیار کیا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سالار بنایا اور لشکر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

Marfat.com

''اگر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوں تو ان کی جگہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ ہوں گے اور جب وہ شہید ہوں تو سالار عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہوں گے اور پھر ان کے بعد لشکر کو اختیار ہو گا کہ وہ جسے چاہے اپنا سالار بنائے۔'' (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۲۶)

لشکر کی روانگی:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ موتہ کے لشکر کو روانہ کرنے کے لئے خود بھی لشکر کے ساتھ مقامِ ثنیۃ الوداع تک گئے اور سالارِ لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''تم ہمارے قاصد حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کے مقتل تک جاؤ جہاں اس جانثار نے اپنے فرض کی ادائیگی میں جان قربان کی اور وہاں سب سے پہلے کفار کو دعوتِ توحید دو اور اگر وہ دعوت قبول کریں تو وہ تمہارے اسلامی بھائی ہیں اور اگر وہ تمہاری دعوت قبول نہ کریں تو اللہ عزوجل سے مدد طلب کرو اور ان سے جہاد کرو۔''

پھر جب لشکر روانہ ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کو با آوازِ بلند پکارا اور دعا دیتے ہوئے فرمایا۔

''اللہ عزوجل تمہیں بخیریت واپس لائے۔''

روایات میں آتا ہے جب جنگ موتہ کے لئے لشکر روانہ ہونے لگا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی اس لشکر میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بوقت رخصت رونے لگے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے رونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

فرمایا۔

"میں دنیا کی محبت میں نہیں روتا بلکہ میں تو اس لئے روتا ہوں
میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو آیت قرآنی تلاوت کرتے
دیکھا تھا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ سے ہو کر نہ
گزرے پس میں نہیں جانتا پل صراط پر چڑھنے کے بعد میں
اس کے پار اترنے والا بھی ہوں یا نہیں؟"

لوگوں نے کہا۔

"اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور وہی آپ رضی اللہ عنہ کو
پل صراط کے پار بخیریت لائے گا۔"

(اسد الغابہ جلد پنجم صفحہ ۲۴۷)

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے ملک شام بھیجا اور واپسی پر میرا گزر اپنے ساتھیوں کے پاس سے ہوا جو جنگ موتہ میں شریک تھے۔ میں نے خود سے کہا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! میں جنگ کا نتیجہ نکلے بغیر نہیں جاؤں گا۔"

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ موتہ میں لشکر اسلام کے سالارِ اعلیٰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اور پھر لشکر اسلام کی قیادت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور وہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ پھر لشکر اسلام کی قیادت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سنبھالی اور وہ بھی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ لشکر اسلام کے تین سالار شہید ہو چکے تھے اور لشکر اسلام کی کمر ٹوٹ گئی تھی۔ اس دوران ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کا جھنڈا تھام لیا اور انہوں نے تمام

Marfat.com

لشکر کو یکجا کیا اور اور پھر انہوں نے تمام لشکر کے سامنے تقریر کی اور لشکر اسلام کا جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور انہیں سالارِ اعلیٰ مقرر کرتے ہوئے فرمایا۔

"آپ رضی اللہ عنہ اس کے حقدار ہیں۔"

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی قیادت سنبھالی اور لشکر اسلام میں ایک نئی روح پھونک دی۔ لشکر اسلام نے دشمنوں پر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے اور پھر دشمن کو ایسی شکست ہوئی کہ ایسی شکست میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لشکر اسلام کی فتح اور شہداء کے متعلق خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شہداء کی خبر گراں گزری اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ ظہر کے بعد گھر چلے گئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ ظہر کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور پھر حاضرین کی جانب متوجہ ہوتے اور ان کے مسائل سنتے اور ان کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافِ معمول نمازِ عصر، نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء کے وقت بھی یہی کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس معمول پر حیران تھے۔

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر نمازِ فجر کا وقت ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرما رہے تھے۔

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری جانیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں
ہمارے دکھ کو اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا جو ہمیں آپ

Marfat.com

ﷺ کی حالت دیکھ کر ہوا۔"

حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم نے میری جو کیفیت دیکھی وہ میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی وجہ سے تھی اور پھر میں نے انہیں جنت میں بھائیوں کی مانند ایک دوسرے کے سامنے تخت پر براجمان دیکھا اور ان میں سے بعض کے مابین اس قدر اعراض تھا کہ گویا انہیں تلوار ناپسند ہے اور میں نے جعفر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا وہ فرشتے کی شکل میں تھے اور ان کے دو پر تھے اور ان کے دونوں پر اور پاؤں خون آلود تھے۔"

(اسد الغابہ جلد دوم صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷)

نگاہِ نبوت کا اعجاز:

صحیح بخاری کی روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہِ نبوت کا اعجاز ہے کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے اور جنگ موتہ کو دیکھ رہے تھے اور آپ ﷺ کی نگاہوں کے سامنے سے تمام حجابات ہٹا دیئے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"زید (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا سنبھالا اور وہ شہید ہو گئے اور پھر جعفر (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے اور پھر عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔"

حدیث کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ یہ فرماتے جاتے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

"اللہ عزوجل کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور پھر اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ پر فتح دے دی۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۳۹۹)

مفسرین کرام لکھتے ہیں جنگ موتہ کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اللہ کی تلوار کہا اور اس دن کے بعد آپ رضی اللہ عنہ "سیف اللہ" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جس دن جنگ موتہ میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا میں ان کی لاش پر کھڑا ہوا اور میں نے ان کے زخم گنے اور ان پر پچاس زخم بھالوں اور تلوار کے دیکھے اور کوئی بھی زخم ان کی پشت پر نہ تھا جبکہ ایک روایت کے مطابق حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بدن پر نوے زخم تھے۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۳۹۸)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس تھیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بچوں کو نہلایا اور انہیں تیل لگایا اور پھر آٹا گوندھا تاکہ بچوں کے لئے روٹیاں پکاؤں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا۔

"جعفر (رضی اللہ عنہ) کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔"

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس فرماتی ہیں میں نے بچوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں چوما اور انہیں سونگھا اور اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے عرض کیا۔

"جعفر (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کا کیا حال ہے؟"

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہاں! وہ آج شہید کر دیئے گئے۔"

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس فرماتی ہیں میں نے یہ سنا تو بے اختیار چیخ ماری کہ میرا گھر عورتوں سے بھر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا۔

"جعفر (رضی اللہ عنہ) کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو۔"

(زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۷۷)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت دونوں بازو کٹ گئے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے جعفر (رضی اللہ عنہ) کو دونوں بازوؤں کے بدلہ میں دو پر عطا کئے ہیں کہ وہ اڑ کر جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔" (زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۷۴)

حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ملتے تو ان سے کہتے۔

"اے دو پنکھ والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۴۰۱)

جنگ موتہ کی فتح کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی واپسی:

روایات میں آتا ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب جنگ موتہ کی فتح کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس لوٹے تو حضور نبی کریم ﷺ گھوڑے پر سوار ان کے استقبال کے لئے پہنچے اور مدینہ منورہ کے چھوٹے بچے بھی دوڑتے ہوئے آئے اور وہ مجاہدین سے ہاتھ ملاتے تھے اور اس موقع پر

Marfat.com

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جنگ موتہ کے شہداء کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے اشعار پڑھے جنہیں سن کر سامعین رونے لگے۔

(زرقانی جلد دوم صفحہ ۲۷۷)

حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"جنگ موتہ کے دن میرے ہاتھ پر نو تلواریں ٹوٹیں اور ایک یمنی تیغہ میرے ہاتھ میں رہ گیا یعنی وہ نہیں ٹوٹا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۴۰۳)

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو سالار بنانے کا فیصلہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساحل سمندر کے نزدیکی علاقے میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں تین سو مجاہدین کا لشکر روانہ کیا اور میں بھی اس لشکر میں شامل تھا۔ ابھی ہم راستہ میں ہی تھے اور ہمارا زادِ راہ جو سوائے کھجوروں کے کچھ نہ تھا وہ ختم ہونے کے قریب آگیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے تمام بقیہ ماندہ کھجوریں لشکر میں موجود افراد میں تھوڑی تھوڑی تقسیم فرما دیں یہاں تک کہ ہم ایک کھجور روزانہ پر گزارہ کرنے لگے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم سمندر کے کنارے پہنچے تو وہاں ہمیں کچھ مچھلیاں مل گئیں جن پر ہم گزارہ کرنے لگے اور ہم نے اٹھارہ دن ان مچھلیوں پر گزارہ کیا یہاں تک کہ وہ مچھلیاں بھی ختم ہو گئیں۔ پھر جب ہم دوبارہ ساحل سمندر پر پہنچے تو وہاں ہمیں ایک دیوقامت مچھلی ملی اور ہم اسی شش و پنج

Marfat.com

میں مبتلا تھے کہ اس مچھلی کو کھائیں یا نہ کھائیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا۔

"میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جان بچانے کے لئے مردار بھی کھایا جا سکتا ہے لہٰذا تم سب اسے کھالو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے اس مچھلی سے کھایا اور پھر جب ہم مدینہ منورہ واپس لوٹے تو ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"وہ تمہارے لئے حلال تھی۔"

(البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۴)

Marfat.com

مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی کا فیصلہ

۸ھ میں مشرکین مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بنو بکر کے ساتھ مل کر بنوخزاعہ کو شدید نقصان پہنچایا اور انہوں نے معاہدہ حدیبیہ کی سخت خلاف ورزی کی تھی چنانچہ رمضان المبارک ۸ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بڑے لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی سے قبل مشرکین مکہ کے سامنے تین شرائط رکھیں

۱۔ مشرکین مکہ بنوخزاعہ کے مقتولین کا خون بہا ادا کریں۔

۲۔ مشرکین مکہ بنو بکر کی ہر قسم کی سیاسی وسماجی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔

۳۔ اگر معززین مکہ کو پہلی دونوں شرائط منظور نہیں تو وہ یہ اعلان کریں معاہدہ حدیبیہ ختم ہو چکا ہے۔

مشرکین مکہ نے اس وقت غرور میں یہ کہہ دیا ہم معاہدہ حدیبیہ ختم کرتے ہیں مگر بعد میں وہ پچھتائے کہ وہ سنگین غلطی کر چکے ہیں۔ حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے معززین مکہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ مسلمان طاقت میں ہم سے بڑھ کر ہیں اور ہم ان سے دشمنی مول نہیں لے سکتے مگر معززین مکہ نے حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی باتوں کو نظرانداز کر دیا۔

Marfat.com

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے صلح کی کوششیں اور امن معاہدہ کو برقرار رکھنے کے لئے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا اور مدینہ منورہ آنے کے بعد اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اس بستر پر بیٹھنے سے منع کر دیا اور فرمایا۔

"یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے۔"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا جس پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ وہاں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن انہوں نے بھی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے پاس بھی گئے لیکن انہوں نے بھی حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے اپنے تمام حلیف قبائل کو بھی حکم نامے بھیج دیئے۔ کسی بھی صحابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پوچھنے کی جرأت نہ کی کہ وہ کس سے جنگ کی تیاری کا حکم دے رہے ہیں یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رازدان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کس سے جنگ کرنا چاہتے ہیں؟

منقول ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت

Marfat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہتھیار نکال رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ جنگ کی تیاریاں انتہائی خاموشی کے ساتھ جاری رہیں حتیٰ کہ ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس ہزار جانثاروں کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۳۷ تا ۳۴۰)

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا مکتوب اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ:

روایات کے مطابق جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے لشکر اسلام کو خفیہ تیاریوں کا حکم دیا تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے قریش کو ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ لشکر اسلام مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے لئے تیاریاں کر رہا ہے۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے یہ خط ایک عورت کو دیا جو اس خط کو اپنے بالوں میں چھپا کر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی اس بات کی اطلاع دی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور انہیں اس عورت کا حلیہ بتاتے ہوئے فرمایا۔

"فلاں جگہ فلاں حلیہ کی عورت تمہیں ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے تم وہ خط لے کر آجاؤ۔"

جب یہ تمام حضرات اس عورت کے پاس پہنچے تو اس عورت سے خط کے بارے میں دریافت کیا۔ اس عورت نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی

Marfat.com

ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ صادق ہیں اور وہ جھوٹ نہیں بولتے۔"

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے میان سے تلوار نکالی اور اس عورت کو قتل کرنے کی دھمکی دی جس پر اس عورت نے اپنے بالوں میں سے وہ خط نکال دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ خط لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے خط پڑھا تو آپ ﷺ جان گئے یہ خط حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ یہ خط مشرکین مکہ کو بھیجنے کا مطلب یہ نہیں کہ میں منافق ہوگیا ہوں یا مرتد ہوگیا ہوں بلکہ میں آج بھی آپ ﷺ پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور میں نے یہ خط صرف اس لئے مشرکین مکہ کی جانب بھیجا تاکہ قریش پر میرا حق ثابت ہو اور وہ میرے اہل وعیال کی حفاظت میں کسی قسم کی سستی کا مظاہرہ نہ کریں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے اس سچ پر انہیں معاف فرمادیا۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس موقع پر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیں اس گستاخی پر میں حاطب

Marfat.com

(رضی اللہ عنہ) کا سر قلم کر دوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم جانتے ہو کہ یہ بدر کے وقت موجود تھے اور اللہ عزوجل نے اہل بدر کے متعلق فرمایا تم جیسے اعمال چاہو کرو میں تمہیں بخش چکا ہوں۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الجہاد والسیر حدیث ۲۵۹)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی آمد:

لشکر اسلام جب مقام جحفہ پہنچا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ مقام جحفہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے اپنے اہل وعیال کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر میں شامل ہوئے۔

روایات میں آتا ہے لشکر اسلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں مکہ مکرمہ کے گرد مرالظہران میں خیمہ زن ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اسلام قبول کیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو جب لشکر اسلام کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ لشکر اسلام کا جائزہ لینے کے لئے آیا اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لیا۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کا سر قلم کرنے کے لئے بڑھے تو حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا عمر (رضی اللہ عنہ)! انہیں میں نے پناہ دی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے قتل پر اصرار کیا تو حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا

Marfat.com

عمر (رضی اللہ عنہ)! اگر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) بنی عدو بن کعب سے ہوتے تو تم ان کو کچھ نہ کہتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا۔

"عباس (رضی اللہ عنہ)! ایسا مت کہو اللہ عزوجل کی قسم! مجھے جتنی خوشی تمہارے اسلام لانے کی ہے اتنی اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے کی بھی نہ ہوتی۔"

پھر حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی تحریک پر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کرلیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

(تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۴)

اہل مکہ کو امان دینے کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے مشرکین مکہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے تحقیق کے لئے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا۔ جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کا جائزہ لیا تو وہ عظیم و الشان لشکر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر مشرکین مکہ سے کہا۔

"ابھی بھی وقت ہے وہ جا کر حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگ لیں تاکہ صلح ہو جائے اور خطرہ ٹل جائے۔"

مشرکین مکہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ لشکر اسلام فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا۔

"جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لے گا اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے بھی امان

Marfat.com

ہے اور جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر داخل ہو جائے گا اس کے لئے بھی امان ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ قصویٰ وہی اونٹنی تھی جو ہجرت کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خریدی تھی اور اسی اونٹنی پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے غزوات میں شرکت فرمائی اور آج دین اسلام کی سب سے بڑی فتح مکہ مکرمہ کے وقت بھی آپ ﷺ اسی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور پیچھے دس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر عظیم تھا۔

(البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۲۲۵ تا ۲۳۳، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۶۲ تا ۲۷۰)

دین اسلام کی اس عظیم الشان فتح کے بعد مشرکین مکہ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ ہر ایک سے بیعت لیتے جاتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ جب مردوں کی بیعت سے فارغ ہو گئے تو عورتوں کی بیعت پر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو مامور فرما دیا۔

(تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۵)

فتح مکہ کے دن حضور نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ کے دروازہ کے پاس موجود تھے اور قریش کے بیشتر سردار وہاں صف بستہ کھڑے تھے اور ان پر خوف کی کیفیت طاری تھی نجانے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل مکہ کو مخاطب کیا اور فرمایا۔

"تم جانتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟"

اہل مکہ نے یک زبان ہو کر کہا۔

"ہم گمان کرتے ہیں آپ ﷺ کریم کے بھائی، کریم کے

Marfat.com

بیٹے ہیں اور ہم پر قدرت رکھتے ہیں۔"

مؤرخین لکھتے ہیں اہل مکہ کی اس گفتگو میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کی جانب اشارہ تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے بھائیوں کی خطا معاف فرما دی تھی چنانچہ وہ بھی معافی کے طلبگار تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"جاؤ تمہیں آزاد کیا گیا۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ ﷺ نے دورِ جاہلیت کے تمام قوانین کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا اور تمام فرسودہ رسوم و رواج کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اعلان کیا اور فرمایا۔

"تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے تھے اور کسی انسان کو دوسرے انسان پر بزرگی حاصل نہیں ماسوائے تقویٰ کے۔"

خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھیں اور ظہر کی اذان دیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی تو مشرکین میں سے اسید بن خالد، ہشام، حکم بن عاصم اور ابوجہل کے بھائی حارث نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر نامناسب الفاظ استعمال کئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی اس وقت وہاں موجود تھے اور انہوں نے کہا۔

"میں اس بارے میں کچھ نہیں کہوں گا اور مجھے علم ہے کہ مکہ مکرمہ کے پتھر بھی حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دے دیں گے۔"

Marfat.com

حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت تشریف لائے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تمام باتوں کی خبر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس گروہ کو طلب کیا اور انہوں نے جو باتیں کی تھیں وہ ان سے بیان کیں اور ہر ایک کو مخاطب کیا اور فرمایا اے فلاں! تو نے ایسا کہا جس پر وہ شرمندہ ہوا اور اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو وہ فوراً بول پڑے یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بے ساختگی پر حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات کی تصدیق کی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۲)

خانہ کعبہ میں موجود بتوں کو توڑنے کا فیصلہ:

فتح مکہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ جس بت کی جانب اشارہ فرماتے وہ بت اوندھے منہ زمین پر گر جاتا تھا۔ جب تمام بت ٹوٹ گئے تو ایک بت جو سب سے بلند جگہ نصب تھا اسے توڑنے کے لئے آپ ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم میرے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دو۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ میرے کندھوں پر چڑھ جائیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم بارِ نبوت اٹھا لو گے؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر خاموش ہو گئے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو

Marfat.com

توڑ دیا۔

ایک روایت کے مطابق حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھے تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ تمام پردے ہٹ چکے ہیں اور میرا سر عرش کے قریب ہے اور آسمان کی ہر چیز تک میری رسائی آسان ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تمہیں جو کام کہا گیا ہے تم وہ کرو۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بت کو توڑ دیا اور چھلانگ لگا کر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں سے نیچے اتر آئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی لیکن مجھے کچھ تکلیف نہ ہوئی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! تجھے کیسے تکلیف ہو سکتی تھی جبکہ تو محمد رسول اللہ (ﷺ) کے کندھوں پر تھا اور تجھے اتارنے والا جبرائیل (علیہ السلام) تھا۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۴۸ تا ۳۴۹)

خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر بلندی کی جانب سے اونٹنی پر سوار ہو کر تشریف لائے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے تشریف فرما تھے اور حضور نبی کریم ﷺ

Marfat.com

کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور خانہ کعبہ کے کلید بردار حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسجد الحرام میں اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"خانہ کعبہ کا دروازہ کھولو۔"

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا تو حضور نبی کریم ﷺ حضرت اسامہ بن زید، حضرت بلال اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور کافی دیر وہاں ٹھہرے رہے اور پھر باہر نکلے تو دیگر لوگ بھی خانہ کعبہ کے اندر جانے کے لئے آگے بڑھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو سب سے پہلے خانہ کعبہ کے اندر گئے اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کے دروازہ کے پیچھے کھڑا دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا حضور نبی کریم ﷺ نے کہاں نماز پڑھی؟ انہوں نے مجھے وہ جگہ بتادی چنانچہ میں نے بھی اس جگہ نماز پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں اس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کتنی رکعت نماز پڑھی تھی؟

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۴۲۲)

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اپنے والد کے پاس گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ جب حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے حامی بھر لی تو ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی میرے والد بزرگوار کو کلمہ پڑھائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا۔

Marfat.com

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم انہیں گھر میں ہی رہنے دیتے اور مجھے ان کے پاس لے جاتے۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو سینہ سے لگایا اور کلمہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ (اسد الغابہ جلد ششم صفحہ ۵۱۴)

عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو گورنر مکہ بنانے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کا نظم ونسق حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے سپرد فرماتے ہوئے انہیں مکہ مکرمہ کا گورنر نامزد کیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نومسلموں کی تربیت کے لئے مقرر فرمایا کہ وہ نومسلموں کو احکام دین سکھائیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۲۴)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد جب مدینہ منورہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو راستہ میں غدیر خم کے مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور فرمایا کہ تمہارا ولی کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہمارے ولی اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جس کا ولی اللہ اور اس کا رسول ہو اس کا ولی علی (رضی اللہ عنہ) بھی ہے۔" (کنز العمال جلد یازدہم حدیث ۳۲۹۴۸)

Marfat.com

غزوۂ حنین اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے

مؤرخین لکھتے ہیں مکہ مکرمہ کے نواح میں بنو ہوازن اور بنو ثقیف دو قبائل آباد تھے اور یہ دونوں قبائل جنگجو تھے۔ یہ دونوں قبائل بھی اسلام دشمنی میں پیش پیش تھے اور اہل مکہ سے بھی شدید نفرت کرتے تھے۔ عام الفیل کے واقعہ میں جب ابرہہ نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی اور خانہ کعبہ کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا تو بنو ثقیف کے ایک شخص نے ابرہہ کے لشکر کی رہنمائی کی تھی۔

فتح مکہ سے بیشتر یہ دونوں قبائل مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع عرب بدوؤں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کر رہے تھے۔ پھر بنو ہوازن اور بنو ثقیف کو خبر ہوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور مکہ مکرمہ بغیر کسی جنگ کے فتح ہو گیا ہے تو انہوں نے اس خیال سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں اگر وہ اس موقع پر مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دیں تو پھر ملک عرب پر ان کا قبضہ ہو گا اور مکہ مکرمہ کی وادیاں ان کے زیر اثر ہوں گی اور وہ طائف کے باغات کے مالک ہوں گے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے چار ہزار افراد کا لشکر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی غرض سے وادی حنین میں اترا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مکہ

Marfat.com

مکرمہ میں موجود تھے آپ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریاں شروع کرنے کا حکم دے دیا۔ لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی اور مقدمۃ الجیش کی کمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی جس میں بیشتر مجاہدین نومسلم اور ناتجربہ کار تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا مگر مالِ غنیمت کی لالچ میں لشکر اسلام کے ساتھ ہو لئے تھے۔ ان تمام کمزوریوں کے باوجود لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی جبکہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کی تعداد چار ہزار تھی۔ لشکر اسلام کی اس کثرت کو دیکھ کر نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے یہ الفاظ نکل پڑے۔

"آج ہمیں کون شکست دے گا اور ہم پر کون غلبہ پائے گا؟"

اللہ عزوجل کو ایسے الفاظ پسند نہ تھے چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۃ توبہ میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"بے شک اللہ پہلے بھی میدانِ جنگ میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور اب حنین کے موقع پر بھی جب تم اپنی کثرت پر فخر کر رہے تھے اور وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے پھر اللہ نے اپنے رسول (ﷺ) پر اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور ایسی فوج بھیجی جو تم نے نہیں دیکھی۔"

بنو ہوازن تیراندازی کے ماہر تھے انہوں نے لشکر اسلام پر تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی لشکر اسلام میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ تمام نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ میدانِ جنگ سے فرار ہونے والوں میں دو ہزار افراد کا وہ گروہ بھی شامل تھا جو صرف مالِ غنیمت کی لالچ میں لشکر اسلام کے ہمراہ آیا تھا۔ اب

Marfat.com

میدانِ جنگ میں حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ ان جانثاروں میں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم، سیدنا عثمان ابن عفان، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود تھی۔ غزوۂ حنین میں فتح لشکر اسلام کا مقدر ہوئی اور اس معرکہ میں چھ مسلمان شہید ہوئے جبکہ بنو ہوازن کے اکہتر افراد مارے گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم وادیٔ حنین کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن جو پہلے سے ہی وادی کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم شکست کھا کر یوں بکھر گئے کہ کئی واپس پلٹتے نہیں تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پکارا۔

"تم کہاں بھاگتے ہو میری جانب بڑھو کہ میں اللہ کا رسول ہوں
اور میرا نام محمد ﷺ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی پکار کا کچھ اثر نہ ہوا اور ہر کوئی میدانِ جنگ سے بھاگ رہا تھا۔ اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگ اور آپ ﷺ کے خاندان کے افراد کے علاوہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان کے افراد میں سے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا عباس، حضرت سیدنا فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہم تھے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"عباس (رضی اللہ عنہ)! تم انصار کو پکارو اور بیعت رضوان والوں کو

Marfat.com

پکارو۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق پکارا اور جو لوگ میدانِ جنگ سے بھاگ رہے تھے وہ واپس پلٹنے لگے اور لبیک لبیک کہنے لگے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۱۵ تا ۳۲۱، سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۸۸ تا ۲۹۳)

اپنے بعد خلفاء کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ غزوۂ حنین کے موقع پر جب حق و باطل میں گھمسان کی لڑائی جاری تھی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمیں بتائیے کہ ہم آپ ﷺ کے بعد کسے خلیفہ منتخب کریں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے قائم مقام ہوں گے ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے اور ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوں گے اور پھر علی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور علی رضی اللہ عنہ حشر میں میرے مصاحب ہوں گے۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۵)

طائف کی جانب پیش قدمی کا فیصلہ:

۸ھ میں حضور نبی کریم ﷺ حنین سے واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے لشکر اسلام کو حکم دیا وہ طائف کا محاصرہ کرلیں چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر لشکر اسلام نے طائف کا محاصرہ کرلیا جو کئی دن تک جاری رہا مگر اس عرصہ میں لشکر اسلام کو کوئی قابل ذکر کامیابی نہ ملی بلکہ کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

Marfat.com

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے طائف کے محاصرہ کے دوران ایک خواب دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کے سامنے رکھا ہے اور آپ ﷺ نے جیسے ہی دودھ نوش فرمانا چاہا ایک مرغ آیا اور اس نے چونچ مار کر وہ پیالہ الٹا دیا۔ آپ ﷺ نے اس خواب کا ذکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تعبیر الرویاء کے ماہر تھے انہوں نے فرمایا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے طائف کی فتح نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم درست کہتے ہو اور میں نے بھی اس خواب کی یہی تعبیر نکالی ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ کو طائف کی فتح نصیب ہو تو بادیہ بنت غیلان کا زیور مجھے عطا فرمائیے گا کیونکہ بنو ثقیف میں کسی اور عورت کے پاس اتنا زیور نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے خولہ (رضی اللہ عنہا)! مجھے ابھی بنو ثقیف کے متعلق کچھ حکم نہیں ہوا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو محاصرہ ختم کرنے کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے خولہ رضی اللہ عنہا کی نسبت فلاں بات کا علم ہوا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں! ایسا ہی ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے عرض کیا۔

"اگر حکم ہو تو میں لشکر کے کوچ کرنے کا اعلان کروں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت دے دی اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے لشکر کے کوچ کرنے کا اعلان کیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۴)

مؤرخین لکھتے ہیں طائف کے محاصرہ کے دوران کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہوئے جبکہ بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور اسی محاصرہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما بھی تیر لگنے سے زخمی ہوئے اور پھر ان کا زخم بہتر ہو گیا مگر کچھ عرصہ بعد یہ زخم پھٹ گیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کا وصال ہو گیا۔ (زرقانی جلد سوم صفحہ ۳۰)

اہل عرب کی شعر گوئی کے متعلق فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے بعد طائف تشریف لائے اور پھر طائف سے کوچ کر کے جعرانہ کے مقام پر تشریف لے گئے اور پھر غزوۂ حنین کی غنائم جمع کی گئیں تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں وہ مال تقسیم فرمایا۔ آپ ﷺ نے تمام نقد مال اپنے پاس جمع فرمایا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ آج آپ ﷺ قریش کے سب سے زیادہ مال دار شخص ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور فرمایا تمہاری کچھ حاجت ہے؟ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس مال میں سے کچھ مجھے بھی عطا ہو؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا

Marfat.com

کہ وہ اس مال میں سے چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو دے دیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے بیٹے یزید (رضی اللہ عنہ) کے لئے بھی کچھ مال عنایت فرمائیے؟"

(یہ یزید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند ہیں جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یزید بن معاویہ ہے) حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اتنا ہی مال تم حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید رضی اللہ عنہ کے لئے بھی دے دو چنانچہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید بن سفیان رضی اللہ عنہما کو بھی دے دیئے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی کچھ مال عطا ہو؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ اتنا ہی مال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی دے دیں چنانچہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ انہیں بھی دے دیئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی فیاضی دیکھی تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ زمانہ جنگ میں بھی کریم تھے اور زمانہ امن میں اس سے بھی زیادہ کریم ہیں اور آپ ﷺ بہت زیادہ مروت فرمانے والے ہیں، اللہ عزوجل آپ ﷺ کو جزائے

Marfat.com

خیر عطا فرمائے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اسی طرح حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام کو بھی سو اونٹ عطا فرمائے تو محسوس کیا کہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام مزید کی خواہش رکھتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں سو اونٹ مزید عطا فرمائے اور اسی طرح آپ ﷺ نے عرب کے دیگر امراء کی ایک بڑی جماعت کو پچاس پچاس اونٹ عطا فرمائے اور ان میں حضرت سہل بن عمرو، حضرت صفوان بن امیہ، حضرت حویطب اور حضرت اسید بن حارثہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا گزر اس دوران ایک گھاٹی سے ہوا اور اس وقت حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ وہ گھاٹی مویشیوں اور بکریوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ انہیں غور سے دیکھنے لگے اور وہ ایسے دیکھتے تھے جیسے ان کی نگاہیں بھری نہ ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی اس کیفیت کو ملاحظہ کیا تو فرمایا کیا یہ تمہیں بھلے دکھائی دیتے ہیں؟ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں! یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے یہ سب مویشی تجھے عطا کئے۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے فوراً ان مویشیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ سے زیادہ سخاوت کرنے والا کسی کو نہیں پایا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کئی لوگوں کو مالِ غنیمت عطا فرمایا اور کچھ نے اس معاملہ میں آپ ﷺ کو تنگ بھی کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت عیینہ بن حصن اور حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہم کو سو سو اونٹ عطا فرمائے جبکہ حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کو سو سے کم اونٹ عطا فرمائے۔ حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آیا اور انہوں نے کچھ اشعار کہے جن میں سے ایک

Marfat.com

شعر میں حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ کے باپ حصن اور حضرت اقرع رضی اللہ عنہ کے باپ حابس کے مقابلہ میں برتر دکھایا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کے اشعار سنے تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ اس کی زبان قطع کرو۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان اونٹوں کو ایک احاطہ میں لے گئے اور انہیں سو اونٹ دیئے اور وہ اب بہت خوش دکھائی دیتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"تم میری بدگوئی کرتے ہو اور شعر کہتے ہو؟"

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں اپنی زبان میں ایسی سرسراہٹ محسوس کرتا ہوں جیسے کوئی چیونٹی چلتی ہو اور جب تک میں کوئی شعر نہ کہوں مجھے ایسا ہی محسوس ہوتا ہے چنانچہ میں شعر کہنے میں بے اختیار ہو جاتا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"اہل عرب شعر گوئی ترک نہیں کر سکتے جس طرح اونٹنی اپنے بچے کو نہیں چھوڑ سکتی۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۷۹ تا ۳۸۰)

بت خانوں کو منہدم کروانے کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے کہ طائف کے محاصرے کے دوران حضور نبی کریم

Marfat.com

ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک مختصر سے لشکر کے ہمراہ طائف کے نواح میں بھیجا تاکہ وہ اردگرد موجود بت خانوں کو ختم کر سکیں۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ لشکر لے کر نکلے تو آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ اوطاس کی گھاٹیوں میں موجود بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے ایک لشکر سے ہوا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مختصر معرکہ کے بعد زیر کر لیا۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ نے طائف کے اردگرد کے تمام علاقے کو بت خانوں سے پاک کر دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۸۴)

بنی طے پر حملہ کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں ۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک سو پچاس سواروں کے ہمراہ بنی طے کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور حکم دیا بنی طے کے بت خانے کو مسمار کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ تیز رفتاری سے بنو طے پر حملہ آور ہوئے کہ انہیں سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بنی طے کا بت خانہ جلا کر راکھ کر دیا جبکہ بنی طے کے لوگ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اس معرکہ میں بے شمار مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ بنی طے کے حاکم عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) شام کی جانب فرار ہو گئے جبکہ بنو طے کے مشہور سخی حاتم طائی کی بیٹی کو لشکرِ اسلام نے قیدی بنا لیا جسے مدینہ منورہ لانے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر قید کر دیا گیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۹۷)

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ لوگوں نے مجھے دیکھا تو پکارا یہ عدی (رضی اللہ عنہ) ہے اور میں اس وقت بغیر کسی اطلاع کے حاضر ہوا تھا اور نہ ہی میرے پاس کوئی امان نامہ تھا۔ جب مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے امید ہے ایک دن اللہ عزوجل اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے کوئی بات نہ کی تھی کہ ایک عورت آئی اور اس کی گود میں بچہ تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے کچھ کہا اور آپ ﷺ اس کے ہمراہ چلے گئے۔ پھر آپ ﷺ واپس لوٹے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے اور ایک خادمہ نے گدا بچھایا۔ آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ہمراہ بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا۔

"اے عدی (رضی اللہ عنہ)! تجھے کس نے دین اسلام کی جانب آنے اور اللہ عزوجل کو وحدہٗ لا شریک کہنے سے روکا اور کیا اللہ عزوجل کے سوا بھی کوئی معبود ہے؟"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کچھ ایسا نہیں۔ پھر ہمارے مابین کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"کیا تم اللہ اکبر کہنے سے بھاگتے ہو اور کیا تمہارے علم کے مطابق کوئی شے اللہ عزوجل سے بڑھ کر ہے؟"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا نہیں۔ حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے فرمایا۔

"یہود پر اللہ عزوجل کا غضب نازل ہوا اور عیسائی گمراہ ہوئے۔"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں دین حنیف کی پیروی کرنا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے میری بات سنی تو آپ ﷺ کے چہرہ پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور پھر مجھے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کا مہمان بنایا۔

(اسد الغابہ جلد ششم صفحہ ۵۳۵ تا ۵۳۶)

حنانہ ستون کی تدفین کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں منبر کی تعمیر سے قبل جس ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے وہ ستون آپ ﷺ کی جدائی کے غم میں آنسو بہاتا تھا۔ اس ستون کا نام "حنانہ" تھا۔ آپ ﷺ نے اس ستون سے فرمایا۔

"تو کیا چاہتا ہے؟"

اس ستون نے عرض کیا۔

"آپ ﷺ کی جدائی کے غم میں میری جان خون آلود ہوگئی اور میں آپ ﷺ کی جدائی کے غم میں مبتلا ہوں اس لئے روتا ہوں، منبر کی تعمیر سے قبل میں آپ ﷺ کی مسند تھا اور اب آپ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تو کیا چاہتا ہے کہ کیا تجھے کھجور بنا دیا جائے اور لوگ تیرا میوہ کھائیں یا پھر تجھے سرو بنا دیا جائے تاکہ تو ہمیشہ یونہی تروتازہ

Marfat.com

رہے؟"

حنانہ ستون نے عرض کیا۔

"میں ابدی زندگی چاہتا ہوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"اس ستون کو زمین میں دفن کر دو اور یہ بروزِ محشر انسانوں کی مانند اٹھایا جائے گا۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۸۶)

بنی عبدالقیس کے وفد کا اسلام قبول کرنا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بنی عبدالقیس کا ایک وفد حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔ ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک چومنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قدم چومنے سے منع فرما دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۸۹)

Marfat.com

واقعہ تحریم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ بعد نمازِ عصر آپ ﷺ تھوڑی تھوڑی دیر اپنی تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس جا کر بیٹھتے تھے۔ آپ ﷺ کے عدل کا عالم یہ تھا کسی زوجہ کی طرف زیادہ جھکاؤ نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں چند روز تک معمول سے زیادہ دیر تک تشریف فرما رہے اس لئے اوقاتِ مقررہ پر دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو آپ ﷺ کی آمد کا انتظار رہا۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ ﷺ سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ ام المومنین حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے کسی عزیز نے شہد بھیجا ہے اور شہد چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو بے انتہاء مرغوب ہے اور وہ روزانہ آپ ﷺ کے سامنے شہد پیش کرتی ہیں اور آپ ﷺ اپنے اخلاق کی وجہ سے انکار نہیں فرماتے اس لئے معمول میں فرق آ گیا ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ اور ام المومنین حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہن سے اس کا ذکر کیا کہ اس کی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نظافت پسند تھے اور ذرا سی بو بھی آپ ﷺ کو نہایت ناگوارِ خاطر ہوتی تھی۔ شہد کی مکھیاں جس قسم کا پھول چوستی ہیں شہد کی مٹھاس میں اسی قسم کی لذت اور بو ہوتی ہے۔ عرب میں مغافیر ایک قسم کا پھول ہوتا ہے

Marfat.com

جس کی بو میں ذرا نیند کی سی کرختگی ہوتی ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دونوں کو سمجھا دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تشریف لائیں تو یہ پوچھا جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے یہ کیسی بو آتی ہے؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمائیں کہ شہد کھایا ہے تو کہیں شاید مغافیر کا شہد ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہد سے کراہت پیدا ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد کیا کہ اب کبھی شہد نہ کھاؤں گا۔ اگر یہ کوئی معمولی بات ہوتی تو اللہ عزوجل سورۂ تحریم کی آیات نازل نہ فرماتے جس میں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا۔

"اے پیغمبر! اللہ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے جو حلال کیا ہے
اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے اس کو خود پر حرام نہ کریں اللہ
بخشنے والا اور مہربان ہے اور اس نے قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا
ہے اللہ تمہارا مالک ہے اور علم و حکمت والا ہے۔"

اس واقعہ کے دوران ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کوئی راز کی بات کہی جو انہوں نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کر دی چنانچہ اسی سورۂ میں ذیل کا فرمانِ الٰہی ہوا۔

"اور پیغمبر نے اپنی کسی بیوی سے ایک راز کی بات کہی جب
اس نے دوسرے سے اس کو کہہ دیا اور اللہ نے پیغمبر پر اس
واقعہ کو ظاہر کر دیا تو پیغمبر نے اس بیوی کو اس کا قصور کچھ بتایا
اور کچھ نہیں بتایا اس نے کہا آپ سے کس نے یہ کہہ دیا پیغمبر
نے جواب دیا مجھ کو اس باخبر دانا نے بتایا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث ۲۴۸)

Marfat.com

واقعہ ایلاء اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ

واقعہ تحریم کے بعد ایلاء کا واقعہ پیش آیا۔ یہ ۹ ھ کا واقعہ ہے اس وقت عرب کے دور دراز صوبے زیر نگیں ہو چکے تھے۔ مالِ غنیمت، فتوحات اور سالانہ محاصل کا بے شمار ذخیرہ وقتاً فوقتاً مدینہ آتا رہتا تھا۔ فتح خیبر کے بعد غلہ اور کھجوروں کی جو مقدار ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے مقرر تھی ایک تو وہ خود کم تھی، پھر فیاضی اور کشادگی کے سبب سال بھر تک بہ مشکل کفایت کر سکتی تھی جس کی وجہ سے آئے دن گھر میں فاقہ ہوتا تھا۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں بڑے بڑے روَسائے قبائل کی بیٹیاں بلکہ شہزادیاں داخل تھیں جنہوں نے اس سے پہلے خود اپنے یا پہلے شوہروں کے گھروں میں ناز و نعم کی زندگیاں بسر کی تھیں اس لئے انہوں نے مال و دولت کی یہ بہتات دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصارف میں اضافہ کی خواہش کی۔ یہ واقعہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سنا تو نہایت مضطرب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے اپنی صاحبزادی کو سمجھایا۔

"تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصارف کا تقاضا کرتی ہو تم کو جو کچھ مانگنا ہو مجھ سے مانگو اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرا لحاظ فرماتے ہیں ورنہ وہ تم کو طلاق دے دیتے۔"

پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک ایک بی بی کے دروازے پر گئے اور

Marfat.com

ان کو نصیحت کی۔ ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! تم ہر چیز میں تو دخل دیتے ہی تھے اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کے معاملہ میں بھی دخل دیتے ہو۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اس جواب سے افسردہ ہو کر خاموش ہو گئے۔

ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم دونوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان میں ہیں اور دائیں بائیں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بیٹھی اپنے اخراجات کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ یہ دونوں حضرات اپنی اپنی بیٹیوں کو مارنے پر آمادہ ہو گئے تو انہوں نے کہا ہم آئندہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زائد مصارف کی تکلیف نہ دیں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اپنے اس مطالبہ پر قائم رہیں اور انہی دنوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے متصل ایک بالاخانہ میں قیام کیا اور عہد کیا کہ ایک ماہ تک اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عہد پر منافقین نے مشہور کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سنا تو وہ سب جمع ہو گئیں اور رونا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع ہو گئی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بالاخانے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو طلاق دے دی ہے؟"

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"نہیں یہ جھوٹ ہے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر اس کی منادی کرادی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر والہانہ نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں دنوں کی گنتی کرتی رہی یہاں تک کہ آپ ﷺ انتیس دن بعد بالا خانے سے نیچے آئے اور میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا ابھی مہینہ پورا نہیں ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

"تم اپنے والدین سے مشورہ کرلو کیونکہ اللہ عزوجل نے مجھ پر سورۃ الاحزاب کی آیات نازل فرمائی ہیں جن میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔

"اے پیغمبر (ﷺ)! اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم کو دنیاوی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی ہوس ہے تو آؤ میں تم کو رخصتی کے جوڑے دے کر رخصت کر دوں اور اگر اللہ اور رسول (ﷺ) اور آخرت پسند ہے تو اللہ عزوجل نے تم سے نیک عورتوں کے لئے بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب اللہ عزوجل کا فرمان سنا

Marfat.com

تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جواب سنا تو چہرۂ مبارک پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۱)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ اپنی بیبیوں کو اختیار دیں کہ وہ دنیا چاہیں تو دنیا لے لیں اور آخرت چاہیں تو آخرت لے لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے مجھ سے فرمایا۔

"تمہیں ایک بات کہتا ہوں اور تم اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا اور جب تک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کرلو۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ میرے والدین کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑنے کا مشورہ نہ دیں گے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اللہ عزوجل کا پیغام سنایا۔

"اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم کو دنیاوی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی ہوس ہے تو آؤ میں تم کو رخصتی کے جوڑے دے کر رخصت کر دوں اور اگر اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آخرت پسند ہے تو اللہ عزوجل نے تم سے نیک عورتوں کے لئے بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اس میں ایسی کون سی بات ہے جس کا مشورہ میں اپنے والدین سے کروں اور میں

Marfat.com

چاہتی ہوں اللہ عزوجل کو، اللہ عزوجل کے حبیب ﷺ کو اور آخرت کے گھر کو اور پھر تمام بیبیوں نے ایسا ہی جواب دیا۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الطلاق صفحہ ۹۵ تا ۹۶)

یہ بھی منقول ہے حضور نبی کریم ﷺ ایک موقع پر اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ناراض ہو گئے اور ان سے الگ ہو کر ایک بالاخانے میں تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ بات مشہور ہوئی کہ آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بہت غمگین ہوئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر انہیں ملاقات کی اجازت نہ ملی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ دوبارہ آئے اور پھر ملاقات کی اجازت طلب کی مگر اس مرتبہ بھی انہیں اجازت نہ ملی۔ پھر جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ تیسری مرتبہ ملاقات کے لئے آئے تو اس بار انہیں ملاقات کی اجازت مل گئی۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں بالاخانے میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک ننگی چٹائی پر تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا سر اقدس اٹھایا اور فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ اکبر، یارسول اللہ ﷺ ہم قریشی ہیں جو اپنی بیویوں پر غالب رہتے ہیں اور جب ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے دیکھا یہاں انصار کی بیویاں ان پر غالب ہیں اور پھر ہماری بیویوں

Marfat.com

نے بھی ان کی عادات سیکھ لیں۔ ایک دن میں اپنی بیوی سے ناراض ہوا اور اس نے مجھے جواب دیا اور مجھے اس کا جواب دینا برا لگا۔ اس نے مجھ سے کہا تمہیں میرا جواب دینا برا لگا ہے جبکہ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیتی ہیں اور پورا دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناراضگی کی وجہ سے چھوڑے رہتی ہیں۔ میں نے کہا جس عورت نے بھی ایسا کیا وہ رسوا ہوئی اور اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کے سبب اللہ عزوجل کا غضب ان پر نازل ہوا تو وہ ہلاک ہوگئیں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بات سنی تو تبسم فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تم کسی دھوکہ میں مبتلا نہ ہونا تمہاری سوکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے زیادہ حسین ہیں اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہیں۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ پھر تبسم فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جی بہلاؤں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہیں بیٹھ گئے اور سر اُٹھا کر بالاخانے کو دیکھا اور وہاں صرف تین چیزیں تھیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضری کی اجازت طلب کی اور

Marfat.com

لوگوں کا ہجوم اس وقت آپ ﷺ کے دروازہ پر جمع تھا اور کسی کو ملاقات کی اجازت نہ ملی تھی مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی اور وہ اندر چلے گئے۔ پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی اور انہیں بھی اجازت مل گئی۔ ان حضرات نے آپ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کے گرد جمع ہیں اور آپ ﷺ غمگین ہیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دل میں ارادہ کیا کہ میں ایسی بات کروں گا جس پر آپ ﷺ مسکرائیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کاش آپ ﷺ خارجہ کی بیٹی کو دیکھتے یعنی اپنی زوجہ کے متعلق کہا اور اس نے مجھ سے خرچہ مانگا اور میں اس کا گلا گھونٹنے لگا۔ آپ ﷺ نے جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یہ تم میری بیویوں کو میرے پاس دیکھتے ہو یہ مجھ سے خرچ کا مطالبہ کرتی ہیں۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو اپنی بیٹی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گلا گھونٹنے لگے اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا گلا گھونٹنے لگے اور دونوں کہتے جاتے تھے تم حضور نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو ان کے پاس نہیں۔ وہ کہنے لگیں اللہ کی قسم! ہم آئندہ ایسا مطالبہ نہیں کریں گی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ ان سے ایک ماہ یا انتیس دن تک جدا رہے اور پھر اللہ عزوجل کی جانب سے وحی آئی۔

Marfat.com

"اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم کو دنیاوی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی ہوس ہے تو آؤ میں تم کو رخصتی کے جوڑے دے کر رخصت کر دوں اور اگر اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آخرت پسند ہے تو اللہ عزوجل نے تم سے نیک عورتوں کے لئے بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ذکر سب سے پہلے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور فرمایا کہ تم اپنے والدین کے مشورہ کے بعد کوئی جواب دینا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

"میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی بلکہ میں تو اختیار کرتی ہوں اللہ کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آخرت کو اور سوال کرتی ہوں کہ میری اس بات کا ذکر کسی دوسری بیوی سے نہ کریں۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب وہ مجھ سے اس بارے میں پوچھیں گی تو میں انہیں بتاؤں گا کیونکہ اللہ عزوجل نے مجھے سختی کرنے والا نہیں بلکہ نرمی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الطلاق صفحہ ۹۷ تا ۹۸)

Marfat.com

بنی تمیم کا وفد

محرم الحرام ۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے بشر بن سفیان رضی اللہ عنہ کو بنی خزاعہ کی جانب بھیجا تاکہ وہ صدقات وصول کریں۔

حضرت بشر بن سفیان رضی اللہ عنہ نے بنی خزاعہ کے صدقات وصول کئے اور جب صدقات جمع ہو گئے تو اس دوران بنی تمیم نے حملہ کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنی جان بچا کر مدینہ منورہ واپس آ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بنی تمیم کی سرکوبی کے لئے حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں پچاس سواروں کا لشکر بھیجا جنہوں نے بنی تمیم پر ان کے صحرا پر حملہ کر کے ان کے گیارہ مردوں اور اکیس عورتوں اور تیس بچوں کو قیدی بنا لیا اور ان سب کو لے کر مدینہ منورہ آ گئے۔ (زرقانی جلد سوم صفحہ ۴۳)

بنی تمیم کا اسلام قبول کرنا:

منقول ہے اس واقعہ کے بعد بنی تمیم کا وفد مدینہ منورہ آیا اور اس میں کئی بڑے بڑے سردار اور امراء تھے اور بنی تمیم کا رئیس اعظم اقرع بن حابس اور کا خطیب عطارد اور ان کا شاعر زبرکان بن بدر بھی تھا۔ یہ لوگ دندناتے ہوئے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے گھر پہنچ گئے اور چلانے لگے۔

Marfat.com

"آپ ﷺ نے ہمارے مردوں، عورتوں اور بچوں کو کس جرم
میں گرفتار کیا ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ اس وقت ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں منع کیا کہ تم کاشانہ نبوت ﷺ کے باہر یوں شور نہ مچاؤ اور ابھی کچھ دیر بعد آپ ﷺ نمازِ ظہر کے لئے تشریف لائیں گے پھر ان سے بات کرنا مگر وہ باز نہ آئے اور آپ ﷺ شور سن کر باہر آئے اور مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لے گئے اور بنی تمیم کا وفد بھی آپ ﷺ کے پیچھے آ گیا اور ان کا رئیس اعظم اقرع بن حابس بولا۔

"اے محمد (ﷺ)! ہمیں اجازت دیں ہم بات کریں اور ہم
وہ لوگ ہیں جو اگر کسی کی مدح کریں تو وہ مزین ہو جاتا ہے
اور ہم جب کسی کی مذمت کریں تو وہ داغدار ہو جاتا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اقرع بن حابس کی بات سنی تو فرمایا۔

"تم غلط کہتے ہو اور یہ شان اللہ عزوجل کی ہے کہ اس کی مدح
زینت ہے اور اس کی مذمت داغ ہے۔ تم اپنے آنے کا
مقصد بیان کرو۔"

بنی تمیم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو کہنے لگے ہم اپنے خطیب اور شاعر کو ساتھ لائے ہیں تاکہ وہ ہمارے قابل فخر کارناموں کو بیان کریں اور آپ ﷺ اپنے مفاخر پیش کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میں شعر و شاعری کے لئے نہیں بھیجا گیا اور نہ ہی اللہ عزوجل
نے مجھے مفاخرت کا حکم دیا ہے اور میں تو اللہ عزوجل کا رسول
ہوں اور اگر تم اس کے باوجود کچھ کہنا چاہتے ہو تو میں سننے

Marfat.com

کے لئے تیار ہوں۔"

اقرع بن حابس نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو اس نے اپنے خطیب عطارد کو اشارہ کیا۔ وہ کھڑا ہوا اور اس نے اپنے مفاخر اور آباؤ اجداد کے مناقب بیان کئے اور فصاحت و بلاغت سے بھرپور تقریر کی۔ آپ ﷺ نے انصار کے خطیب حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر ایسا پراثر کلام کیا کہ بنی تمیم ان کا کلام سن کر دنگ رہ گئے جبکہ ان کا خطیب عطارد شرمندہ ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فصاحت و بلاغت سے بھرپور قصیدہ پڑھا اور اس قصیدہ کو سن کر بنی تمیم کا شاعر زبرکان بن بدر بھی ششدر رہ گیا۔

اقرع بن حابس نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے خطیب اور شاعر کا کلام سنا تو کہنے لگا۔

"واللہ! محمد ﷺ کو غیب سے ایسی حمایت ملی اور ہر فضل و کمال ان پر ختم ہو گیا اور بلاشبہ ان کا خطیب ہمارے خطیب سے افضل ہے اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل ہے اور انصاف کا تقاضا یہی ہے ہم ان کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔"

پھر اقرع بن حابس اور ان کے ساتھیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کر لی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ پھر اقرع بن حابس کی درخواست پر آپ ﷺ نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

بنی تمیم کا وفد اسلام قبول کرنے کے بعد اور اپنے قیدیوں کو لینے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے واپس لوٹ گیا۔

Marfat.com

اللہ عزوجل نے بنی تمیم کے ان لوگوں کے متعلق سورۃ الحجرات میں یوں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ.

''بلاشبہ وہ جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۹۱ تا ۳۹۲)

Marfat.com

غزوۂ تبوک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے

تبوک مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک مقام ہے اور یہ مدینہ منورہ سے چودہ منزل دور ہے۔ بعض مؤرخین لکھتے ہیں تبوک ایک قلعہ ہے اور بعض کہتے ہیں تبوک ایک چشمہ ہے۔ غزوۂ تبوک کا واقعہ شدید گرمی اور قحط کے دنوں میں ہوا اور اس غزوہ میں جو مسائل درپیش تھے ان میں سے چند مسائل یہ ہیں۔

۱۔ سفر طویل تھا
۲۔ موسم گرم تھا
۳۔ سواریوں کی کمی تھی
۴۔ کھانے پینے کی اشیاء کی قلت تھی
۵۔ لشکر کی تعداد استعداد سے زیادہ تھی

یہی وجہ ہے کہ غزوۂ تبوک کو غزوۂ جیش عسرۃ یعنی تنگدستی کا لشکر بھی کہا جاتا ہے اور منافقین کو اس غزوہ میں شدید پریشانی اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا تھا اس لئے اس غزوہ کو غزوۂ فاضحہ یعنی رسوا کرنے والا غزوہ بھی کہا جاتا ہے۔

مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ غزوۂ تبوک کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجب المرجب ۹ھ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے۔

(زرقانی جلد سوم صفحہ ۶۳)

Marfat.com

غزوۂ تبوک کا سبب:

مؤرخین لکھتے ہیں عرب کا غسانی خاندان جو شاہِ روم ہرقل کے زیر اثر تھا اور ملک شام پر حکومت کرتا تھا اور یہاں کا حاکم حارث غسانی مذہباً عیسائی تھا۔ شاہِ روم ہرقل نے جب مسلمانوں کی طاقت کو بڑھتے ہوئے دیکھا تو اس نے حارث غسانی کے ذریعے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کا ارادہ کیا اور ملک شام میں اپنا ایک بڑا لشکر جمع کر لیا اور اس لشکر میں رومیوں کے علاوہ دیگر قبائل کے لوگ بھی شامل تھے۔ رومیوں کی اسلام دشمنی کسی سے پوشیدہ نہ تھی اس لئے ان اطلاعات کو کسی بھی طرح نظر انداز کرنا حضور نبی کریم ﷺ کے لئے درست نہ تھا چنانچہ آپ ﷺ نے اس فتنہ کو روکنے کے لئے لشکر اسلام کو تیاریوں کا حکم دیا۔

جنگ کی تیاریوں کے لئے اپیل کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں رجب المرجب ۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے تیس ہزار مجاہدین کے لشکر کے ہمراہ شام اور مصر کے عیسائی رومیوں سے مقابلے کے لئے سفر کی تیاریاں شروع کیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کا فیصلہ نامساعد حالات کے باوجود اللہ عزوجل کے بھروسہ پر کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس غزوہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے لئے چالیس ہزار درہم فراہم کئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال جنگ کے لئے فراہم کیا جبکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ گھر

Marfat.com

والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے لئے نو سو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار فراہم کئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس سخاوت کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

"آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو کچھ کرے گا اس کو اس کچھ نقصان نہ ہوگا۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک تہائی لشکر کے تمام اخراجات اپنے ذمہ لے لیا اور اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور دیگر سامانِ حرب کے علاوہ ایک ہزار دینار بھی حضور نبی کریم ﷺ کو دیئے۔

ایک روایت کے مطابق سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک سے قبل اپنا ایک قافلہ تجارت کی غرض سے شام بھیج رہے تھے جس میں دو سو اونٹ شامل تھے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے وہ دو سو اونٹ اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے دس ہزار دینار غزوہ تبوک کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضور نبی کریم ﷺ ان دیناروں کو دیکھتے اور دعا فرماتے تھے۔

"اے اللہ! میں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔"

Marfat.com

ایک روایت کے مطابق غزوۂ تبوک کے موقع پر کھانے پینے کی اشیاء کی قلت ہوگئی سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو کہیں چلے گئے اور جب کچھ دیر بعد لوٹ کر آئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس سامانِ خورد و نوش سے بھرے ہوئے اونٹ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر اسلام کی کفالت کی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۰۷ تا ۴۱۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۱، تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ ۳۶۷ تا ۳۶۸)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو اہل بیت پر نگران بنانے کا فیصلہ:

روایات کے مطابق غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی مرتبہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ نہیں رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے لشکر لے کر نکلے تھے کہ منافقوں نے باتیں کرنی شروع کر دیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ساتھ نہیں لے گئے کہ انہیں آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت ناگوار گزرتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موضع شرف پہنچے اور صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تمہارا مقام میرے نزدیک ایسا ہو جیسے ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا اور فرق صرف اتنا ہے ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۰۶ تا ۴۱۲)

Marfat.com

لشکر کی تبوک روانگی:

حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کا علم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو اس میں دس ہزار باپیادہ اور بیس ہزار پیدل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت اور نگرانی پر مامور فرمایا اور جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ سامان کی کمی کی وجہ سے اکثر جگہوں پر درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔

روایات میں آتا ہے ۹ھ میں غزوہ تبوک کا واقعہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ ملک شام کے رومی مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ بھی تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کے ہمراہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور تبوک کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا حضور نبی کریم ﷺ کو جو اطلاع دی گئی تھی وہ غلط تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! رومی بادشاہ کے پاس بے شمار فوج ہے اور سامانِ جنگ بھی بے شمار ہے اس لئے ہمیں یہ مہم آئندہ دنوں کے لئے رکھ دینی چاہیئے۔"

حضور نبی کریم ﷺ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر لشکر اسلام کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

لشکر اسلام جب عرب اور شام کی سرحد پر واقع تبوک کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اس دوران راستہ میں موجود بے شمار علاقے اسلامی

Marfat.com

مملکت کا حصہ بنے۔ قیصر روم نے شام کی سرحد سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسلامی لشکر بیس روز تک تبوک کے مقام پر قیام پذیر رہا۔

تبوک سے واپسی کے بعد جزیرۂ عرب کے دور دراز علاقوں سے بے شمار وفود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۂ نصر اس بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝

"پس اللہ کی مدد آن پہنچی اور فتح نصیب ہوئی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہوئے۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۰۶ تا ۴۱۱)

ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کی فہمائش پر دعا مانگنے کا فیصلہ:

غزوۂ تبوک میں ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا اور ان کا تعلق بنی مزنیہ سے تھا اور یتیم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کفالت آپ رضی اللہ عنہ کے چچا نے کی اور جب آپ رضی اللہ عنہ سن شعور کو پہنچے تو اس وقت دین اسلام کا شہرہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بت پرستی سے نفرت تھی اسی لئے اسلام قبول کرنے کا شوق ہوا مگر آپ رضی اللہ عنہ کا چچا کافر تھا اس لئے اس کے خوف سے اسلام قبول نہ کر سکے۔ پھر فتح مکہ کے بعد جو لوگ جوق در جوق مسلمان ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا سے کہا تم بھی اسلام قبول کر لو اور میں بھی مسلمان ہونے کو بہت بے قرار ہوں۔ چچا نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو برہنہ کر کے گھر سے نکال دیا۔ آپ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے ایک کمبل لیا اور اسے دو ٹکڑے کر کے آدھے کا تہبند بنا لیا اور دوسرا ٹکڑا بطورِ چادر اوڑھ لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور مسجد نبوی ﷺ میں قیام کیا۔ نمازِ فجر کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضور نبی کریم ﷺ سے ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا میرا نام "عبدالعزیٰ" ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا نام آج سے عبداللہ ہے اور تمہارا لقب ذوالبجادین یعنی دو کمبلوں والا ہے۔

روایات میں آتا ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے نام کی بجائے اپنے لقب ذوالبجادین سے مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی ﷺ میں اصحابِ صفہ کے ساتھ رہنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو تلاوتِ قرآن پاک کا بے حد شغف تھا اور انتہائی خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ میں جانے کی درخواست کی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دعا فرمائیں اللہ عزوجل مجھے شہادت کی موت عطا فرمائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا شوقِ جہاد دیکھا تو فرمایا تم درخت کی چھال لاؤ اور آپ رضی اللہ عنہ ببول کی چھال لائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ چھال آپ رضی اللہ عنہ کے بازو پر باندھی اور دعا کی۔

"اے اللہ! میں نے اس کے خون کو کفار پر حرام قرار دے دیا ہے۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں تو شہید ہونا چاہتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

"تم جہاد کے لئے نکلو گے اور اگر تم بخار سے بھی مرے تو تم
مرتبہ شہادت پر فائز ہو گے۔"

چنانچہ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام کے ہمراہ تھے اور پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسی بخار میں وصال فرمایا۔

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تدفین کا واقعہ بھی عجیب ہے اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ چراغ لئے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس کھڑے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود آپ رضی اللہ عنہ کی قبر میں اترے اور سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم اپنے اسلامی بھائی کی لاش کو اٹھاؤ اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود آپ رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتارا اور قبر کو کچی اینٹوں سے بند کر دیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر پر کھڑے ہو کر یوں دعا مانگی۔

"اے اللہ! میں ذوالبجادین (رضی اللہ عنہ) سے راضی ہوں تو بھی اس
سے راضی ہو جا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تدفین کا منظر دیکھا تو میرے منہ سے بے اختیار نکلا کاش ان کی جگہ میں ہوتا اور میری تدفین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے اور یوں دعا مانگتے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۱۴ تا ۴۱۵)

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کے متعلق فیصلہ:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں غزوۂ تبوک کے علاوہ ہر غزوہ میں شریک ہوا اور غزوۂ تبوک میں شرکت کا میرا ارادہ

Marfat.com

پختہ نہ تھا اور میں بیت العقبہ کے موقع پر حاضر تھا اور میرا گمان تھا کہ یہ میرے اس نقصان کو پورا کر دے گی۔ الغرض لشکر اسلام، غزوۂ تبوک کی تیاریوں میں مشغول تھا اور میں اس زمانہ میں انتہائی توانا اور خوشحال تھا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ میرے پاس دو اونٹنیاں تھیں اور اس سے پہلے میرے پاس کبھی دو اونٹنیاں جمع نہ ہوئی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ جب کسی غزوہ میں جانے کا ارادہ کرتے تو کسی اور جگہ کا نام بتاتے تھے مگر غزوۂ تبوک کی تیاری آپ ﷺ نے سخت گرم موسم میں کی تھی اور یہ سفر بھی طویل تھا اور راستہ انتہائی سنگلاخ پہاڑوں اور بیابانوں پر مشتمل تھا اور اس سفر میں ہلاکت کا خوف بھی زیادہ تھا جبکہ دشمن بھی تعداد میں زیادہ تھے اس لئے آپ ﷺ نے ہر بات واضح بتادی تاکہ مقابلے کا اہتمام ہو اور آپ ﷺ نے وہ سمت بھی بتادی جس جانب سفر کرنا تھا اور اس غزوہ میں مسلمانوں کی اتنی کثیر تعداد شریک تھی جنہیں شمار میں لانا ممکن نہیں۔

- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس وقت لوگوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے ممکن تھا اگر کوئی لشکر سے نکلنا چاہے اور حضور نبی کریم ﷺ کو بھی بذریعہ وحی اس کی خبر نہ ہو تو کسی کو پتہ نہ چلے کہ کوئی لشکر سے نکلا ہے۔ آپ ﷺ نے اس غزوہ میں شمولیت کا فیصلہ ایسے وقت میں کیا تھا جب پھل پک چکے تھے اور ہر جانب عام سایہ تھا۔ آپ ﷺ نے جنگ کی بھرپور تیاری کی اور مسلمانوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ میری کیفیت کچھ ایسی تھی کہ میں بھی صبح گھر سے نکلتا تاکہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کی تیاری کروں اور شام کو جب واپس لوٹتا تو کوئی فیصلہ نہ کر پاتا مگر اپنے قلب کو یہ تسلی ضرور دیتا کہ میں تیاری مکمل کرنے پر قدرت رکھتا ہوں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسے ہی وقت گزرتا گیا اور

Marfat.com

پھر ایک صبح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سربراہی میں لشکر اسلام روانہ ہوا اور میں اپنی تیاری کے سلسلہ میں کچھ بھی نہ کر سکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روانگی کے بعد ایک یا دو دن تک یہی کیفیت رہی اور میں صبح کے وقت گھر سے تیاری کے لئے نکلتا مگر شام کو بغیر کسی تیاری کے گھر لوٹتا۔ پھر ایسا ہوا وہ لوگ جو لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی تیز رفتاری سے سفر کرتے ہوئے لشکر اسلام سے جا ملے۔ میں بھی ہر مرتبہ ارادہ کرتا میں چلوں مگر شاید یہ سعادت میرے مقدر میں نہ تھی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لشکر اسلام کے چلے جانے کے بعد یہ حال تھا میں جب باہر لوگوں کے پاس جاتا تو مجھے وہ لوگ ملتے جن پر نفاق کا الزام تھا یا وہ ضعیف تھے یا وہ معذور تھے اور ان لوگوں پر جہاد فرض نہیں ہوتا اور یہ بات مجھے افسردہ کر دیتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی میرا خیال نہ آیا تھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک پہنچ گئے اور پھر ایک موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کعب رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ بنی سلمہ کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اسے صحت و خوشحالی اور دو چادروں نے جہاد میں شریک ہونے سے روک دیا وہ اپنی چادروں کے کونے دیکھنے میں مشغول ہو گا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے انتہائی بری بات کہی اور انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے کعب رضی اللہ عنہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گفتگو کے دوران خاموش رہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر مجھے اطلاع ملی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لا رہے ہیں تو میں پریشان ہو گیا اور میں مختلف حیلے بہانے سوچنے لگا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کیا عذر پیش کروں جس سے

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کی ناراضگی دور ہو اور میں نے اس سلسلہ میں اپنے خاندان کے ہر فرد سے مدد مانگی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور میں نے جان لیا میں جھوٹ سے کبھی نہیں بچ سکوں گا چنانچہ میں نے سچ سچ بتانے کا ارادہ کرلیا۔ حضور نبی کریم ﷺ صبح کے وقت تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا جب سفر سے لوٹتے تو مسجد میں دو رکعت نماز نفل ادا کرتے اور پھر لوگوں سے ملاقات کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تو پیچھے رہ جانے والوں نے آنا شروع کر دیا اور قسمیں کھا کھا کر حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنا عذر بیان کرنے لگے۔ ان عذر تراشنے والوں کی تعداد قریباً اسی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لئے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور انہیں بیعت کرنے کے بعد فرمایا کہ نیتوں کو اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ آپ ﷺ مجھے دیکھ کر مسکرائے مگر آپ ﷺ کی مسکراہٹ ایسی تھی جس میں غصہ موجود تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِدھر آؤ۔ میں آپ ﷺ کے نزدیک آیا اور بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم کیوں پیچھے رہ گئے تھے؟ کیا تمہارے پاس سواری نہ تھی؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اگر کسی اور کے سامنے ہوتا تو کوئی عذر پیش کرتا تاکہ اس کے غضب سے نجات پاتا مگر میں آپ ﷺ کو جھوٹ بول کر راضی کرنا بھی چاہوں تو اللہ عزوجل آپ ﷺ کو تمام حقیقت بیان فرما دے گا اور آپ ﷺ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور اگر میں تمام باتیں سچ سچ بتا دوں تو امید ہے کہ آپ ﷺ مجھے معاف فرما دیں گے۔ میری کوئی معذوری نہ تھی اور میں جتنا تندرست و توانا اور خوشحال تھا اس سے پہلے کبھی

Marfat.com

نہ تھا مگر پھر بھی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بات سنی تو فرمایا اس نے صحیح کہا اور پھر مجھ سے فرمایا تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ عزوجل تمہارے متعلق کوئی فیصلہ فرمائے۔ پھر میں جب اٹھ کر جانے لگا تو بنی سلمہ کے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ تم نے کبھی کوئی گناہ کیا ہو تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کوئی عذر پیش کرتے جیسا کہ دوسرے لوگوں نے پیش کئے اور تمہارا جو گناہ تھا اس کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغفار فرما دینا ہی کافی تھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان لوگوں کی ملامت کے بعد میں نے ایک مرتبہ تو ارادہ کیا کہ میں واپس جاؤں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کروں میں نے جو کہا وہ جھوٹ تھا اور پھر عذر پیش کروں۔ پھر میں نے ان لوگوں سے پوچھا جو معاملہ میرے ساتھ پیش آیا کیا وہ کسی اور کے ساتھ بھی پیش آیا؟ انہوں نے کہا ہاں دو لوگوں کے ساتھ اور ایسا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم۔ انہوں نے میرے سامنے ان دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لئے تھے جو غزوۂ بدر میں شریک رہے تھے اور ان کا عمل قابل تقلید تھا۔ میں خاموشی سے چل پڑا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو ہم تینوں کے ساتھ بات چیت کرنے سے منع فرما دیا اور ہم یوں رہ رہے تھے جیسے کسی اجنبی سرزمین پر ہوں اور ہماری یہ حالت پچاس روز تک رہی۔ میرے دونوں دوست تھک کر گھر میں بیٹھ گئے اور ہر وقت روتے رہتے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں چونکہ جوان اور طاقتور تھا لہٰذا میں گھر سے باہر نکلتا اور نماز باجماعت ادا کرتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا مگر

Marfat.com

میرے ساتھ کوئی بات نہ کرتا۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ نماز کے بعد گفتگو فرماتے اور میں آپ ﷺ کو سلام کرتا اور یہی دیکھتا کہ شاید آپ ﷺ نے میرے سلام کے جواب میں اپنے لب ہائے مبارکہ ہلائے ہوں۔ میں آپ ﷺ کے نزدیک کھڑا ہو کر نماز پڑھتا اور نگاہوں سے آپ ﷺ کو تکتا رہتا کہ شاید آپ ﷺ میری جانب متوجہ ہوں اور جب میں آپ ﷺ کی جانب دیکھتا تو آپ ﷺ دوسری جانب دیکھنا شروع کر دیتے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے رخی برداشت سے باہر ہوگئی تو میں ایک دن حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی دیوار پھلانگ کر اندر چلا گیا اور وہ میرے چچازاد بھائی اور دوست تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا مگر انہوں نے میرے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے ان سے کہا تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی قسم ہے کیا تم میرے بارے میں نہیں جانتے کہ میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ سے کس قدر محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے اور میں نے ان سے دوبارہ پوچھا۔ وہ کہنے لگے اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ میں نے یہ سنا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مدینہ منورہ کے بازار سے گزر رہا تھا میں نے دیکھا ملک شام کا ایک تاجر مدینہ منورہ میں غلہ فروخت کرنے آیا ہوا تھا اور وہ لوگوں سے میرے متعلق پوچھ رہا تھا۔ لوگوں نے میری جانب اشارہ کیا وہ ہے۔ وہ تاجر میرے پاس آیا اور اس نے مجھے غسان کے بادشاہ کا ایک خط دیا جس میں لکھا تھا مجھے معلوم ہوا ہے تمہارے صاحب نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے اور تمہیں اللہ عزوجل نے اس لئے نہیں بنایا کہ تم یوں

Marfat.com

رسوا ہو، تم میرے پاس آجاؤ میں تمہاری حیثیت کے مطابق تمہیں عزت و مرتبہ عطا کروں گا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس خط کو پڑھا تو دل میں کہا یہ میرے لئے بڑا امتحان ہے اور پھر میں نے اس خط کو تندور میں جلا دیا۔ جب چالیس راتیں گزر گئیں تو میرے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک قاصد آیا اور اس نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا کیا اسے طلاق دے دوں؟ اس نے کہا طلاق نہیں دینی بس تم اس سے الگ ہو جاؤ اور اس کے نزدیک نہ جاؤ۔ پھر میرے ساتھ دوسرے دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہی حکم دیا گیا اور میں نے اپنی بیوی سے کہا تم اپنے والدین کے گھر چلی جاؤ جب تک کہ اللہ عزوجل اس معاملے کا کوئی فیصلہ نہ فرما دے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ بن امیہ کی بیوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ہلال رضی اللہ عنہ بوڑھے آدمی ہیں اور ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ناپسند فرماتے ہیں کہ میں ان کی خدمت کروں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس کے نزدیک نہیں جاؤ گی۔ اس نے عرض کیا انہیں کسی بات کا ہوش نہیں اور اللہ عزوجل کی قسم! جس دن سے یہ معاملہ پیش آیا ہے ان کے آنسو نہیں رکے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے خاندان کے کچھ لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ تمہاری بیوی بھی اس سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے لے تو کوئی حرج نہیں؟ میں نے کہا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس معاملہ میں کوئی اجازت نہیں لوں گا اور نجانے وہ میری اجازت طلب کرنے پر کیا

Marfat.com

جواب دیں؟ پھر مزید دس دن گزر گئے اور یوں پچاس دن پورے ہوئے۔ پچاسویں رات ختم ہوئی اور صبح کے وقت میں اپنے گھر کی چھت پر صبح کی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو میری حالت ویسی ہی تھی جیسا اللہ عزوجل نے فرمایا میں نے اپنی جان کو تنگ کیا اور زمین اپنی فراخی کے باوجود میرے لئے تنگ ہو چکی تھی۔ پھر کسی نے ندا کی اے کعب (رضی اللہ عنہ)! خوش ہو جاؤ اور یہ آواز کوہِ سلع کی چوٹی سے آ رہی تھی۔ میں یہ ندا سنتے ہی سجدہ میں گر گیا اور سمجھ گیا اب مصیبت کا وقت ختم ہونے والا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر کے بعد اعلان فرمایا اللہ عزوجل نے ہماری توبہ قبول فرمالی ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس خوشخبری کے بعد بے شمار لوگ مجھے اور میرے دونوں ساتھیوں کو مبارکباد دینے کے لئے آئے اور ایک گھڑسوار میری جانب آیا اور ایک دوڑنے والا جو بنی اسلم سے تھا اس نے پہاڑ پر چڑھ کر ندا دی اور اس کی آواز گھوڑے سے تیز تھی۔ جب وہ ندا دینے والا میرے پاس آیا تو میں نے اپنا لباس اتار کر اسے دے دیا اور میرے پاس اس وقت دو کپڑوں کے سوا کوئی جوڑا نہ تھا۔ میں نے کسی سے ادھار کپڑے لئے اور انہیں پہننے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل پڑا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں راستہ میں مجھے لوگ میری توبہ قبول ہونے پر مبارکباد دیتے رہے اور میں جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور مجھے مبارکباد دی اور مہاجرین میں سے ان کے سوا کوئی اور نہ آیا اور میں ان کے اس حسن سلوک کو کبھی نہیں بھولا۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور

Marfat.com

آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا تمہیں مبارک ہو یہ دن تمہارے ان دنوں سے بہتر ہے جو تمہاری پیدائش سے آج تک تم پر گزرے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ معافی آپ ﷺ کی جانب سے ہے یا پھر اللہ عزوجل کی جانب سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ عزوجل کی جانب سے ہے اور اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ یوں دمک رہا تھا گویا چاند کا ٹکڑا ہو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اس توبہ کی خوشی میں اپنا تمام مال اللہ عزوجل اور راہِ رسول اللہ ﷺ میں صدقہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سب نہیں بلکہ کچھ مال اور باقی اپنے پاس رکھو اور ایسا کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اپنا وہ مال جو خیبر میں ہے اسے روکے رکھتا ہوں اور باقی صدقہ کرتا ہوں اور اللہ عزوجل نے مجھے سچ کے بدلہ میں نجات عطا فرمائی میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک زندہ ہوں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اللہ عزوجل کی قسم! میرے علم میں کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کو سچ بولنے پر اللہ عزوجل کی جانب سے اس کڑے امتحان کا سامنا کرنا پڑا ہو۔

(اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۸۸۰ تا ۸۸۱، صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۵۳۹)

Marfat.com

مسجد ضرار کو جلانے کا فیصلہ

مورخین لکھتے ہیں منافقوں نے دین اسلام میں رخنہ ڈالنے کے لئے اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کے لئے مسجد قباء کے مقابلہ میں مسجد ضرار تعمیر کی تھی اور یہ مسجد ان کی فتنہ پروری اور شرانگیزی کا مرکز تھی اور ابوعامر راہب جو انصار میں سے عیسائی ہوگیا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا نام ابوعامر فاسق رکھا تھا اس نے منافقین سے کہا تم لوگ خفیہ رہ کر جنگ کی تیاری کرو میں شاہِ روم کے پاس جا کر اس کا لشکر لاتا ہوں اور پھر ہم مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دیں گے۔

منافقین کا یہ اجلاس مسجد ضرار میں ہوا تھا اور اس کے علاوہ بھی مسجد ضرار ان کی سازشوں کا گھر تھی چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک سے واپسی پر مسجد ضرار کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔

مورخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ جب غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو منافقون کا ایک گروہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے آپ ﷺ وہاں جا کر اس مسجد میں نماز پڑھائیں تاکہ ہمارا یہ عمل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب تو میں جہاد کے لئے نکل پڑا ہوں لہٰذا میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ ان منافقوں نے اپنا اصرار جاری رکھا مگر آپ ﷺ نے ان کی مسجد میں قدم نہ رکھا۔

Marfat.com

پھر غزوۂ تبوک سے واپسی پر منافقوں کے متعلق اللہ عزوجل کے کئی فرمان آچکے تھے اور منافقوں کا نفاق اور اسلام دشمنی ظاہر ہو چکی تھی بالخصوص اللہ عزوجل نے مسجد ضرار کے متعلق بھی آیات نازل فرمائیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى ○ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ط لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ

"اور وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی غرض سے بنائی اور اس مقصد سے کہ جو لوگ پہلے ہی سے خدا اور اس کے رسول سے جنگ کر رہے ہیں ان کے لئے ایک کمین گاہ ہاتھ آجائے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں کہ ہم نے تو بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے اور خدا گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ آپ کبھی بھی اس مسجد میں نہ کھڑے ہوں۔ وہ مسجد (مسجد قبا) جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیزگاری پر رکھی ہوئی ہے وہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکی رکھنے والوں کو دوست رکھتا

Marfat.com

ہے۔"

ان آیات کے نزول کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت مالک بن دخشم اور حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہم کو حکم دیا۔

"جاؤ اور مسجد ضرار کو منہدم کر کے اسے آگ لگا دو۔"

(زرقانی جلد سوم صفحہ ۸۰، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۱۶ تا ۴۱۸)

رئیس المنافقین کی موت پر آپ ﷺ کا فیصلہ:

جب عبداللہ بن ابی منافق کی وفات ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے جانے لگے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے آ کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ آپ ایک منافق کی نمازِ جنازہ پڑھاتے ہیں جبکہ اس نے فلاں وقت میں فلاں بات اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کی تھی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے مسکرا کر فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! میرے سامنے سے ہٹ جاؤ اور مجھے اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے اور نہ پڑھانے دونوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ میں نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کو پسند کیا اور مجھے کہا گیا کہ چاہوں تو اس کی مغفرت کی دعا کروں اور چاہوں تو نہ کروں۔ اگر میں ستر مرتبہ اس کے لئے مغفرت کی دعا کروں تو وہ قبول نہ ہو گی جبکہ اس سے زیادہ کروں گا تو وہ قبول ہو گی اور میں اس کے لئے ستر سے زیادہ مرتبہ مغفرت کی دعا کرتا

Marfat.com

ہوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی منافق کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر اس کی قبر پر کافی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کی تائید میں فرمایا۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ط اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ (التوبہ: ۸۴)

"اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔"

Marfat.com

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کا فیصلہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ملک یمن روانہ کیا تاکہ وہ وہاں دین اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یمن پہنچ کر دین اسلام کی تبلیغ کا کام اس موثر انداز میں کیا کہ یمن کا سب سے بڑا قبیلہ ہمدان دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

مورخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین سو سواروں کے ہمراہ ملک یمن روانہ کیا۔ اس مہم میں روانگی کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور سیاہ علم آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اہل کتاب کے پاس بھیج رہے ہیں میں جوان ہوں ان لوگوں کے متعلق فیصلہ کرنا میرے لئے مشکل ہو گا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی۔

"الٰہی! علی (رضی اللہ عنہ) کے سینہ کو کشادہ فرما دے اس کی زبان کو راست گو بنا اور اس کے دل کو نورِ ہدایت سے منور فرما۔"

Marfat.com

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ملک یمن روانہ ہوئے اور لوگوں کو دعوتِ حق دی جس کو اہل یمن نے قبول کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں سے بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

ملک یمن میں مذحج کے مقام پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ایک قبیلے سے ہوا جس نے آپ رضی اللہ عنہ کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے تین سو سواروں کے مختصر لشکر کے ہمراہ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جس کے بعد وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۶۰)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تعریف کرنا:

منقول ہے کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن بھیجا تو یمن میں آپ رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ایک عجیب و غریب مقدمہ پیش ہوا۔ ایک عورت نے ایک ماہ کے اندر تین مختلف مردوں کے ساتھ خلوت نشینی کی اور پھر وہ عورت حاملہ ہو گئی اور نو ماہ بعد اس عورت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اب ان تینوں اشخاص نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس لڑکے کے باپ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے چونکہ آغوشِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پرورش پائی تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم ظاہر اور علم باطن میں فیضیافتہ تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لڑکے کی دیت کے تین حصے کئے جائیں اور پھر قرعہ ڈالا جائے اور یہ قرعہ جس شخص کے نام نکلے گا وہی اس لڑکے کو اپنے ساتھ لے جائے گا جبکہ باقی دو لوگوں کی دیت کے تین حصوں میں سے دو حصے انہیں ملیں گے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کو غلام کے مسئلہ پر قیاس کیا تھا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ جب یمن سے واپس لوٹے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس عجیب و غریب مسئلہ کے متعلق بتایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی تعریف کی۔ (مستدرک الحاکم جلد سوم صفحہ ۱۳۵)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو نافذ کرنا:

یمن میں ہی قیام کے دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس دیت کا ایک مقدمہ پیش ہوا۔

منقول ہے چند لوگوں نے ایک شیر کو پھنسانے کے لئے کنواں کھودا اور شیر اس کنوئیں میں گر گیا۔ پھر ان لوگوں میں سے چند ایک دوسرے سے مذاق کرتے ہوئے اسے کنوئیں میں دھکیلنے لگے اور ان کے اس مذاق کے دوران ایک شخص واقعی اس کنوئیں میں گر پڑا اور اور اس نے گرتے ہوئے ایک اور شخص کے دامن کو پکڑ لیا۔ دوسرے شخص نے بھی بدحواسی میں تیسرے شخص کا دامن پکڑ لیا اور تیسرے شخص نے چوتھے شخص کا دامن پکڑ لیا اور پھر چاروں شخص ہی اس کنوئیں میں گر پڑے۔ شیر نے ان چاروں شخص کو چیر پھاڑ ڈالا۔ ان چاروں لوگوں کے وارث آپس میں جھگڑا کرنے لگے اور ہر کوئی دوسرے کے مقتول کو موردِ الزام ٹھہراتا تھا۔ پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک نبی ﷺ کی موجودگی میں تمہارا یوں جھگڑنا اچھا نہیں ہے اور تم اپنا مقدمہ عدالت نبوی ﷺ میں پیش کر سکتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ ہمارے مابین موجود ہیں آپ رضی اللہ عنہ ہی اس مقدمہ کا فیصلہ فرما دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ جن لوگوں نے کنواں کھودا تھا ان کے قبائل سے ان مقتولین کے خون بہا کی رقم یوں وصول کی جائے کہ ایک کو چوتھائی، ایک کو تہائی، ایک کو نصف اور ایک کو مکمل رقم خون بہا دی جائے۔

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ پر وہ لوگ

Marfat.com

راضی نہ ہوئے اور انہوں نے یہ فیصلہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو سراہا اور اس فیصلے کو ہی نافذ العمل قرار دیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد اوّل صفحہ ۷۷)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو برقرار رکھنا:

بحار الانوار میں منقول ہے یمن میں قیام کے دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش کیا گیا کہ ایک شخص کے گھوڑے نے بھاگتے ہوئے ایک شخص کو لات ماری اور وہ شخص مر گیا۔ اس شخص کے ورثاء نے گھوڑے کے مالک کو پکڑ لیا اور اس سے خون بہا کا مطالبہ کرنے لگے۔ پھر جب جھگڑا بڑھا تو وہ لوگ اپنے مقدمے کا فیصلہ کروانے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"گھوڑے کے مالک پر دیت کی رقم واجب نہیں ہے۔"

مقتول کے ورثاء حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلہ سے مطمئن نہ ہوئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مقدمہ پیش کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ) ظلم نہیں کر سکتا اور میرا بھی وہی فیصلہ ہے جو علی (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔"

مقتول کے ورثاء نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو کہا۔

"یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کے فیصلے پر راضی ہیں اور ہم حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہیں۔"

Marfat.com

عرب کے مختلف وفود کی آمد اور ان سے ملاقات کا فیصلہ

حضور نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد مختلف علاقوں کی جانب وفود روانہ کئے تھے تاکہ لوگوں تک اللہ عزوجل کی وحدانیت کا پیغام پہنچائیں۔ کچھ قبائل نے ان وفود سے ملاقات کے بعد اسلام قبول کرلیا تھا جبکہ کچھ قبائل نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ آپ ﷺ سے خود ملاقات کے بعد اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کریں گے۔ آپ ﷺ ان قبائلی وفود کا خود استقبال کرتے اور ان سے ملاقات کے وقت عمدہ لباس زیب تن کرتے اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے ہمراہ رکھتے انہیں بھی تلقین کرتے کہ وہ عمدہ لباس زیب تن کریں۔ آپ ﷺ ان وفود سے ملاقات مسجد نبوی ﷺ میں کرتے تھے اور مسجد نبوی ﷺ کے ایک ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے اور ان سے گفتگو کرتے اور ان کے سوالوں کے جوابات دیتے تھے اور انہیں دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرتے تھے چنانچہ جن قبائلی وفود نے آپ ﷺ سے ملاقات کی ان وفود کے متعلق ذیل میں بیان کیا جارہا ہے۔

Marfat.com

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اپنے قبیلہ کے ہمراہ اسلام قبول کرنا:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ۱۰ھ میں اپنے قبیلہ کے ۱۵۰ افراد کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک وفد کی صورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وفد کی آمد سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"فلاں راستے میں تمہیں ایک شخص ملے گا جس کے چہرے پر فرشتہ کی تسبیح کا اثر ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس خبر کے بعد حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور اسلام قبول کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"کیا تم میرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہو؟ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو اللہ عزوجل یکتا ہے؟ کیا تم نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، رمضان کے روزے رکھنے، مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے کام کرنے اور ولی کی اطاعت کرنے کی اگرچہ وہ حبشی غلام ہو ان سب کی پیروی کرتے ہو؟"

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر امور پر بیعت کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے ان کے قرب و جوار کے قبائل کے حالات دریافت کئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان قبائل میں دین اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے اور ان کی اکثریت دین اسلام قبول کر چکی ہے، بت

Marfat.com

خانے منہدم ہو چکے ہیں اور لوگ مساجد تعمیر فرما رہے ہیں اور
مساجد میں اقامت و جماعت میں مشغول ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔

"بت خانہ ذوالخلیفہ کا کیا حال ہے؟"

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"وہ بت خانہ ابھی اسی حالت میں موجود ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"کیا تم میرے قلب کو اس خیال سے پاک نہیں کرو گے؟"

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں بھی اس کی خواہش رکھتا ہوں کہ یہ کام
میں ہی انجام دوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے جریر (رضی اللہ عنہ)! تو اس بت خانے کو منہدم کر دے۔"

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! یہاں سے ذوالخلیفہ کی مسافت بہت زیادہ
ہے اور میرے پاس سواری کا کوئی انتظام نہیں ہے جس سے
میں یہ طویل فاصلہ طے کر سکوں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر
رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی قسم! حضور نبی
کریم ﷺ نے میرے سینہ پر دست مبارک رکھا اور میرے حق میں دعا فرمائی اور

Marfat.com

میں آپ ﷺ سے اجازت لے کر ایک تند و تیز گھوڑے پر سوار ہوا اور اس رب کائنات کی قسم! جس نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے گمان کیا کہ اس رات میری ران کے نیچے بھیڑ ہے اور میں دن رات گھوڑے کو دوڑاتا ہوا اپنی منزل پر پہنچ گیا۔ میں نے بت خانہ ذوالخلیفہ کو آگ لگا دی اور اسے منہدم کر دیا۔ ذوالخلیفہ کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور پھر ذوالخلیفہ کے لوگ مدینہ منورہ آ گئے اور اس بت خانے سے نکلنے والے ایک بڑے خزانے اور خوشبویات کو بھی وہ اپنے ہمراہ مدینہ منورہ لے آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جب ذوالخلیفہ کے اس بت خانے کے منہدم ہونے کی خبر ملی تو آپ ﷺ بے حد خوش ہوئے اور خوشی کے آثار آپ ﷺ کے چہرہ سے ظاہر ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ رضی اللہ عنہ جلد اوّل صفحہ ۴۴۷ تا ۴۴۸)

بنی ازد کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ:

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قبیلہ ازد کا ایک وفد، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وفد میں قبیلہ ازد کے سات لوگ تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کی اور آپ ﷺ ان کی باتوں سے خوش ہوئے اور دریافت کیا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم مومن ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"ہر بات کی کوئی نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے تمہاری بات کی کیا حقیقت ہے؟"

انہوں نے عرض کیا۔

Marfat.com

"ہماری بات کی حقیقت پندرہ خصائل ہیں۔ ان میں سے پانچ خصائل وہ ہیں جو آپ ﷺ کے قاصدوں کے ذریعے ہم تک پہنچے اور پانچ خصائل وہ ہیں جن کا حکم آپ ﷺ نے فرمایا ہے اور ہم ان پر عمل کرتے ہیں جبکہ پانچ خصائل وہ ہیں جو عرب میں زمانہ جاہلیت سے رائج ہیں اور آپ ﷺ نے بھی ان خصائل کو ناپسند نہیں فرمایا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا۔

"وہ خصلتیں کون کون سی ہیں جن کا حکم میرے قاصدوں نے تمہیں دیا ہے؟"

انہوں نے عرض کیا پانچ خصائل یہ ہیں۔

۱۔ اللہ عزوجل پر ایمان لانا

۲۔ فرشتوں پر ایمان لانا

۳۔ الہامی کتب پر ایمان لانا

۴۔ انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانا

۵۔ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا

حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا۔

"وہ خصلتیں کون سی ہیں جن کا حکم میں نے تمہیں دیا ہے؟"

انہوں نے عرض کیا وہ پانچ خصائل یہ ہیں۔

۱۔ گواہی دینا اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

۲۔ نماز قائم کرنا

Marfat.com

۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا

۴۔ رمضان کے روزے رکھنا

۵۔ بیت اللہ شریف کا حج کرنا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

"وہ خصلتیں کون کون سی ہیں جو عرب میں زمانہ جاہلیت سے رائج ہیں اور میں نے بھی انہیں ناپسند نہیں فرمایا؟"

انہوں نے عرض کیا وہ پانچ خصائل یہ ہیں۔

۱۔ فراخی و کشادگی کے باوجود اللہ عزوجل کا شکر ادا کرنا

۲۔ مصائب پر صبر کرنا

۳۔ قضا پر راضی رہنا

۴۔ بات کرتے وقت ہمیشہ سچ بولنا

۵۔ دشمنوں کا استہزاء اڑانے والی باتوں سے پرہیز کرنا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"قریب تھا کہ تمہاری دانائی اور فصاحت کی بدولت تم انبیاء علیہم السلام میں سے ہوتے۔"

یعنی یہ جو تمام خوبیاں تم نے بیان کی ہیں یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی صفات ہیں مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور یہ صفات اب کامل اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اور علماء و حکماء کی ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے حقیقی وارث ہیں۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں ان میں پانچ خصائل مزید بڑھا دیتا ہوں تاکہ یہ بیس ہو

Marfat.com

جائیں۔"

اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ پانچ خصائل یہ ہیں۔

۱۔ تم جو کھاتے ہو اسے ذخیرہ نہ کرو

۲۔ تم وہ نہ بناؤ جس میں تم رہنے والے نہیں ہو

۳۔ ایسی چیز کی خواہش نہ کرو جو فنا ہونے والی ہو

۴۔ اللہ عزوجل کی پرہیزگاری اختیار کرو کیونکہ تمہیں اسی کی جانب لوٹنا ہے اور تمہیں اس کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے

۵۔ اس چیز کی خواہش رکھو جو تمہیں کل یعنی بروزِ آخرت ملے گی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے

اس کے بعد قبیلہ ازد کا وہ وفد حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت لے کر واپس روانہ ہوا اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ان نصائح پر ہمیشہ عمل کیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۳۶)

بنی ثقیف کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ جب غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف کے بعد واپس تشریف لائے اور جعرانہ کے مقام سے عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے تو راستہ میں بنی ثقیف کے رئیس اعظم عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور عرض کیا اگر آپ ﷺ کا حکم ہو تو میں اپنے قبیلہ میں اسلام کی تبلیغ کروں۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت عطا فرما دی چنانچہ وہ وہیں سے واپس لوٹ گئے اور اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ والوں کو

Marfat.com

اسلام کی دعوت دی اور قبیلہ والوں نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی جس پر وہ شہید ہو گئے۔ پھر جب دین اسلام کا غلبہ ہوا تو بنی ثقیف نے سوچا کہ جب عرب کے تمام قبائل اسلام قبول کر رہے ہیں تو پھر اسلام دشمنی میں ہم کب تک زندہ رہ سکیں گے چنانچہ انہوں نے اپنے ایک رئیس کے ہمراہ چند لوگوں کو مدینہ منورہ بھیجا اور اس وفد نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔

مؤرخین لکھتے ہیں بنی ثقیف کا وفد رئیس عبد یالیل بن عمرہ تھا اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم اس شرط پر اسلام قبول کریں گے کہ ہمارے بت "لات" کو نہ توڑا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شرط ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا دین اسلام میں بت پرستی حرام ہے اور ہم اس بت کو ضرور توڑیں گے اور اگر تو خود ایسا نہ کرو گے تو میں ابوسفیان اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو بھیج کر وہ بت توڑ دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دوٹوک الفاظ کے بعد بنی ثقیف کے وفد نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ جو اس قوم کے ممتاز اور معزز فرد تھے انہیں اس قبیلہ کا سربراہ مقرر کیا اور پھر بنی ثقیف کے وفد کے ہمراہ حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو طائف بھیجا جنہوں نے ان کے بت "لات" کو پاش پاش کر دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۳۰ تا ۴۳۱)

بنی اسد کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے والے وفود میں ایک وفد بنی اسد کا بھی تھا اور یہ لوگ خوشدلی سے مسلمان ہوئے مگر پھر احسان جتاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم سخت قحط کے زمانہ میں دور دراز سے سفر کر کے آئے ہیں اور ہمیں راستہ میں کہیں بھی شکم سیر ہو کر کھانے کو نہیں ملا اور ہماری جانب

Marfat.com

آپ ﷺ کے کسی لشکر نے حملہ نہیں کیا پھر بھی ہم نے اسلام قبول کر لیا۔ اللہ عزوجل نے ان کے اس احسان جتلانے پر آپ ﷺ کی جانب وحی فرمائی۔

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ.

"یہ تم پر احسان جتلاتے ہیں ہم مسلمان ہو گئے آپ (ﷺ) فرما دیجئے اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ عزوجل تم پر احسان کرتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت عطا کی اگر تم سچے ہو۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۲۳ تا ۴۲۴)

بنی فزارہ کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ:

بنی فزارہ کے وفد نے حضرت عیینہ بن حصین رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور یہ وفد بیس لوگوں پر مشتمل تھا اور ان سب نے آپ ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا اور عرض کیا ہمارے علاقے میں اس وقت شدید قحط ہے اور فقر و فاقہ ہماری برداشت سے باہر ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہو کر ان کے لئے دعا کی اور پھر بارش شروع ہو گئی اور ایک ہفتہ تک موسلا دھار بارش ہوتی رہی جس پر قحط سالی کا خاتمہ ہو گیا۔ اگلے جمعہ جب آپ ﷺ منبر پر خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے ایک اعرابی نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ شدید بارش سے ہمارے چوپائے ہلاک ہونے لگے اور راستے منقطع ہو چکے لہٰذا دعا فرمائیے بارش پہاڑوں پر برسے اور کھیتوں اور بستیوں پر نہ برسے۔"

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تو بادل شہر مدینہ اور اس کے اطراف سے ہٹ گئے اور آٹھ دن کے بعد مدینہ منورہ میں سورج دکھائی دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۲۴)

بنی مرہ کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ:

بنی مرہ کے تیرہ افراد نے مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ان کے سردار حضرت حارث بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ تھے اور انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں قحط سالی کی شکایت کی جس پر آپ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

"اے اللہ! انہیں بارش سے سیراب کر دے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک اوقیہ چاندی اور چار چار سو درہم بطورِ تحفہ دو جبکہ ان کے سردار حضرت حارث بن عوف رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے بارہ اوقیہ چاندی بطورِ تحفہ عطا فرمائی۔

روایات میں آتا ہے جب بنی مرہ کا یہ وفد اپنے علاقے میں واپس پہنچا تو انہیں پتہ چلا کہ ٹھیک اسی دن ان کے ہاں بارش ہوئی تھی جس دن حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے کہنے پر ان کے لئے بارش کی دعا کی تھی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۲۴ تا ۴۲۵)

بنی کنانہ کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ:

بنی کنانہ کے وفد نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام قبول کیا۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہونے

Marfat.com

کے بعد اپنے قبیلہ میں واپس لوٹے اور اپنے باپ کو مسلمان ہونے کے متعلق بتایا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ سے بیزار ہو گیا مگر آپ رضی اللہ عنہ کی بہن نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ اپنے باپ کی ناراضگی سے دلبرداشتہ ہو کر مدینہ منورہ آ گئے اور اصحاب صفہ میں شامل ہو گئے اور غزوۂ تبوک میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد بصرہ چلے گئے جبکہ آخری عمر میں ملک شام چلے گئے اور ۸۵ھ میں دمشق میں وصال فرمایا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۲۵)

نجران کے عیسائیوں کا وفد:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیت بالا کی تفسیر میں فرماتے ہیں ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا مقصد آپ ﷺ سے مناظرہ کرنا تھا۔ ان عیسائیوں نے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"وہ اللہ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں اور کنواری مریم علیہا السلام کی جانب القا کئے گئے۔"

عیسائی بولے وہ تو (نعوذ باللہ) اللہ کے بیٹے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ کیسے؟ عیسائی بولے کیا آپ ﷺ نے کوئی بندہ ایسا دیکھا جو بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اگر یہ دلیل ہے تو حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق تم کیا رائے رکھتے ہو وہ بغیر ماں باپ کے پیدا کئے گئے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تو ماں تھیں اور باپ نہ تھے۔"

Marfat.com

نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کا فیصلہ:

ان عیسائیوں کے پاس حضور نبی کریم ﷺ کی بات کا کوئی جواب نہ تھا مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی کی بناء پر جھگڑنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم مباہلہ کرلو جو سچا ہوا وہ بچ جائے گا اور جو غلط ہوا وہ برباد ہوگا اور حق و باطل ظاہر ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس موقع پر اللہ عزوجل نے سورۃ آل عمران کی آیت ذیل نازل فرمائی۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ق ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ. (آل عمران:٦١)

"پھر اے محبوب (ﷺ) جو تم سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔"

عیسائی وفد نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو کہا ہمیں تین دن کی مہلت دیں۔ آپ ﷺ نے انہیں تین دن کی مہلت دی اور پھر تین دن گزرنے کے بعد وہ عیسائی وفد عمدہ قبائے زیب تن کئے اپنے نامور پادریوں کے ہمراہ واپس لوٹا۔ آپ ﷺ بھی تشریف لائے اور آپ ﷺ کی گود میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تھے، بائیں ہاتھ سے آپ ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ

Marfat.com

تھام رکھا تھا جبکہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کے پیچھے تھے۔ آپ ﷺ ان سے فرما رہے تھے جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

"اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔"

عیسائی وفد میں موجود بڑے پادری نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے اہل بیت کے ہمراہ دیکھا تو پکار اٹھا۔

"بلاشبہ میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں اگر یہ ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں دعا کریں اے اللہ! ان پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو وہ ان پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دے اور تم ان سے ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک کر دیئے جاؤ گے اور پھر روئے زمین پر کوئی بھی عیسائی باقی نہ رہے گا۔"

عیسائی وفد نے جب اپنے بڑے پادری کی بات سنی تو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا ہم آپ ﷺ سے مباہلہ نہیں کرتے، آپ ﷺ اپنے دین پر رہیں اور ہم اپنے دین پر رہیں گے۔ پھر ان عیسائیوں نے جزیہ کی شرط پر صلح کر لی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا۔

"قسم ہے اللہ عزوجل کی جس کا عذاب ان کے سروں پر تھا اور اگر یہ مباہلہ کرتے تو یہ بندر اور خنزیر بن جاتے اور ان کے گھر جل کر خاکستر ہو جاتے اور ان کے چرند و پرند سب نیست و نابود ہو جاتے۔"

(تفسیر خزائن العرفان)

Marfat.com

بنی عبس کے وفد سے ملاقات کا فیصلہ:

بنی عبس کے ایک وفد نے بھی حضور نبی کریم ﷺ سے مدینہ منورہ میں ملاقات کی اور عرض کیا۔

"ہمارے مبلغین نے ہمیں خبر دی ہے کہ جو ہجرت نہیں کرے گا اس کا اسلام قبول نہیں ہوگا اور اگر آپ ﷺ ہمیں حکم دیں تو ہم اپنے مال مویشی سب چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کریں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تمہارے لئے ہجرت ضروری نہیں اور تم جہاں بھی رہو اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور زہد و تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کرو۔"

بنی غامد کے وفد کو قرآن سکھانے کا فیصلہ:

بنی غامد کا دس آدمیوں کا وفد حضور نبی کریم ﷺ سے ملا اور مدینہ منورہ کی حدود میں داخلے کے وقت انہوں نے اپنا سامان وہیں چھوڑا اور ایک جوان کو اس کی حفاظت پر مامور کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ جوان جو سامان کی حفاظت پر مامور تھا وہ سو گیا اور ایک چور وہ سامان لے گیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ تمہارا سامان چور لے گیا تھا مگر اس جوان نے چور کو پکڑ لیا اور سامان برآمد ہو گیا۔ پھر وہ جوان بھی حاضر خدمت ہوا اور اس نے اس بات کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ کی بات سن کر انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور پھر آپ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کہ جتنے دن یہ مدینہ منورہ میں رہیں انہیں قرآن کی تعلیم دیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۳۹)

Marfat.com

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر کی جانب بھیجنے کا فیصلہ

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کی سربراہی میں چار سو مجاہدین کا ایک لشکر کندہ کی جانب روانہ کیا اور کندہ کا بادشاہ "اکیدر" تھا جو مذہباً عیسائی تھا اور دومۃ الجندل میں مقیم تھا۔

حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دومۃ الجندل ایک قلعہ ہے اور اس کے گردونواح کی بستیاں شام اور مدینہ منورہ کے درمیان بنی طے کے پہاڑوں کے قریب واقع ہیں اور دومۃ الجندل وادی القریٰ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے اور اس میں ایک مضبوط قلعہ بنا ہوا تھا جسے مارد کہتے تھے اور یہی اکیدر بادشاہ کا قلعہ تھا۔

روایات میں آتا ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں قلیل لشکر کے ہمراہ ان کا مقابلہ کیسے کر پاؤں گا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

"اکیدر تمہیں جنگل میں نیل گائے کا شکار کرتے ہوئے ملے گا
اور تم اسے گرفتار کر لینا۔"

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب کندہ پہنچے تو اکیدر انہیں چاندنی رات میں اپنی بیوی کے ساتھ قلعہ کی چھت پر بیٹھا دکھائی دیا۔ نیل گائے آتی تھیں اور قلعہ کی دیوار کو اپنے سینگ مارتی تھیں۔ اکیدر کی بیوی نے قلعہ کے دروازہ کی جانب دیکھتے ہوئے اس سے کہا میں نے ایسا نظارہ پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اکیدر بولا کیا تو نے واقعی ایسا کبھی نہیں دیکھا؟ وہ بولی نہیں میں نے ایسا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ پھر اکیدر قلعہ کی چھت سے اترا اور اس نے گھوڑے پر زین ڈالنے کا حکم دیا اور پھر اپنے خاندان کے کچھ افراد اور اپنے بھائی کے ہمراہ شکاری کتے لئے اور نیل گائے کے شکار کو نکلا۔ جیسے ہی وہ قلعہ سے باہر نکلا اس کا سامنا لشکر اسلام سے ہو گیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر کو گرفتار کر لیا جبکہ اس کا بھائی مارا گیا اور خاندان کے لوگ قلعہ کے اندر گھس کر چھپ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر کا کوٹ جو سونے کی تاروں سے بنا ہوا تھا وہ اتار لیا اور ایک مجاہد کے ہاتھ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس روانہ کیا اور خود بعد میں اکیدر کو لے کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اکیدر کا کوٹ پہنچا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیرانگی سے اسے دیکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم اسے حیرانگی سے دیکھتے ہو جبکہ جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ صاف کرنے والے رومال اس سے بہتر ہیں۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر سے کہا کیا تمہیں منظور ہے تمہیں زندہ

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پیش کیا جائے اور تمہیں قتل نہ کیا جائے؟ اکیدر نے کہا مجھے منظور ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر قلعہ کا دروازہ کھلوا دو۔ اکیدر نے قلعہ کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ اکیدر کے دوسرے بھائی مضاد نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اکیدر نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا اس سے کسی بھی شرط پر صلح کر لیں اور اسے اور مجھے قتل نہ کریں یہ قلعہ کا دروازہ کھول دے گا اور پھر ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے جائیں وہ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہو گا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر کے بھائی کو بھی امان دے دی اور یوں اس نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر اکیدر نے دو ہزار اونٹ، تین سو گھوڑے، چار سو زرہیں اور چار سو نیزوں پر صلح کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے آزاد کر دیا اور اسی حیثیت میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۴۲)

اکیدر کے متعلق فیصلہ:

روایات میں آتا ہے اکیدر کو جب حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے سالانہ جزیہ کی ادائیگی پر اس سے صلح کر لی اور کندہ کی حکومت اسی کے سپرد کر دی۔ پھر اکیدر نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہی کندہ پر پھر حملہ کیا اور اکیدر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۴۲)

Marfat.com

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنانے کا فیصلہ

روایات میں آتا ہے ذی الحجہ ۹ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرماتے ہوئے تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ حج کی غرض سے بھیجا اور یہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلا باقاعدہ حج تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اس حج میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے امیر مقرر کئے گئے تھے جو اس بات کی دلیل ہے آپ رضی اللہ عنہ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد منصب امارت کے حقدار تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امیر حج بنائے جانے سے قبل بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کئی اہم ذمہ داریاں سونپتے رہے تھے اور اب آپ رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر حج کے تمام فرائض ادا کئے اور اپنے ساتھیوں کے کھانے پینے اور سونے کا برابر انتظام کرتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء کو اس طریقے سے منظم کیا کہ دشمنانِ اسلام یہی سمجھتے رہیں مسلمان تعداد میں ان کی توقع سے بہت زیادہ ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب ہم مقام

Marfat.com

عرج پر پہنچے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز کے لئے پکارا۔ اس دوران ہم نے اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سنی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی قصویٰ کی آواز ہے اور شاید حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہوں۔ اگر آپ ﷺ خود ہوں گے تو ہم آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کلام جاری تھا اس دوران حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

"علی (رضی اللہ عنہ)! کیسے آئے ہو کیا قاصد بن کر آئے ہو یا قائد بن کر؟"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"میں قائد نہیں قاصد بن کر آیا ہوں اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے سورۃ توبہ دے کر بھیجا ہے کہ میں یہ حج کے دن لوگوں کو سناؤں۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے اور خانہ کعبہ کا طواف کر چکے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں مناسک حج کی تعلیم دی۔ اس کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورۃ توبہ کی تلاوت فرمائی اور اعلان کیا اب کوئی بھی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہوگا، کوئی شخص برہنہ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے گا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر عرفہ کے دن سیدنا صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ عنہ نے حج کا خطبہ دیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورۃ توبہ کی ایک مرتبہ پھر تلاوت فرمائی۔ پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قربانی کا حکم دیا تو قربانی کے بعد حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پھر سورۃ توبہ کی تلاوت کی اور پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سعی کا طریقہ بتایا اور سعی کرنے کا حکم دیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سعی کے بعد پھر سورۃ توبہ کی تلاوت فرمائی۔ یوں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق چار مرتبہ سورۃ توبہ کی تلاوت فرمائی۔

مورخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا جبکہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نقیب اسلام مقرر فرمایا اور حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کو معلم بنایا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی جانب سے قربانی کے لئے بیس اونٹ بھی دیئے۔

(سیرتِ ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۳۴۴ تا ۳۴۹، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۴)

Marfat.com

فریضہ حج کی ادائیگی کا فیصلہ

۱۰ھ کے واقعات میں سب سے اہم واقعہ حضور نبی کریم ﷺ کی فریضہ حج کی ادائیگی ہے اور یہ آپ ﷺ کا ہجرتِ مدینہ کے بعد پہلا اور حیاتِ ظاہری کا آخری حج ہے اور تاریخ میں اس حج کو حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں ذیقعدہ ۱۰ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حج کا اعلان کیا تو آپ ﷺ کی حج پر روانگی کی خبر آناً فاناً ملک عرب میں پھیل گئی اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ کا جوق در جوق رخ کرنے لگے اور کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ اس موقع پر حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

سفر کا آغاز:

حضور نبی کریم ﷺ نے ذیقعدہ کی آخری تاریخ کو جمعرات کے دن مدینہ منورہ میں غسل کیا اور تہبند باندھنے کے بعد چادر اوڑھی اور نمازِ ظہر مسجد نبوی ﷺ میں ادا کی اور پھر تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو بھی روانگی کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد بھی تھی۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے چھ میل دور اہل مدینہ کی میقات "ذوالحلیفہ" پہنچ کر رات بھر قیام کیا اور پھر احرام کے

Marfat.com

لئے غسل کیا اور ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر پر اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر احرام باندھا اور با آوازِ بلند تلبیہ پڑھتے ہوئے سفر کا آغاز کیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے چاروں جانب نگاہ دوڑائی تو مجھے ہر جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے، پیچھے اور دائیں بائیں لوگ ہی لوگ دکھائی دیئے۔

بیہقی کی روایت میں ہے ایک لاکھ چودہ ہزار لوگوں نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی جبکہ ایک اور روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگوں نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

(زرقانی جلد سوم صفحہ ۱۰۶، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۵۳ تا ۴۵۴، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۶۹)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے نکلیں اور جب ہم مقامِ عرج پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں قیام کا حکم دیا۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ گئیں جبکہ میں اپنے والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور والد بزرگوار کے کھانے پینے کا سامان ایک ہی اونٹ پر تھا اور وہ اونٹ والد بزرگوار کے غلام کے پاس تھا۔ مقامِ عرج پر پہنچنے کے بعد ہم اس غلام کا انتظار کرنے لگے۔ جب وہ غلام آیا تو اس کے ساتھ اونٹ نہ تھا۔ والد بزرگوار نے اس سے اونٹ کے متعلق دریافت کیا اور کہا ایک ہی اونٹ تھا تو نے اسے گم کر دیا۔ پھر والد بزرگوار نے اس غلام کو مارنا شروع کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دوران تبسم فرما رہے تھے اور فرما رہے تھے اس محرم کو دیکھو کیا کر

Marfat.com

رہا ہے؟ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۵۴)

مکہ مکرمہ میں داخلہ اور عمرہ کی ادائیگی:

حضور نبی کریم ﷺ چار ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے خاندان بنو ہاشم کے بچوں نے آپ ﷺ کی آمد کی خبر سنی تو والہانہ دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے بھی انہیں خوشی سے گلے لگایا اور کسی کو اپنے آگے اور کسی کو اپنے پیچھے اونٹنی پر سوار کر لیا۔

(سنن نسائی باب الحاج جلد دوم صفحہ ۲۶)

حضور نبی کریم ﷺ نے نمازِ فجر مقامِ ذی طویٰ میں ادا فرمائی اور غسل فرمایا اور مکہ مکرمہ میں چاشت کے وقت جب سورج بلند ہو چکا تھا داخل ہوئے اور سیدھا مسجد الحرام پہنچے۔ آپ ﷺ کی نگاہ جیسے ہی خانہ کعبہ پر پڑی آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّ تَعْظِيْمًا وَّ تَكْرِيْمًا وَّ مَهَابَةً وَّ زِدْ مَنْ حَجَّهٗ وَ اعْتَمَرَهٗ تَكْرِيْمًا وَّ تَشْرِيْفًا وَّ تَعْظِيْمًا۔

"اے اللہ! تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری ہی طرف سلامتی ہے۔ اے رب! ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔ اے اللہ! اس گھر کی عظمت و شرف اور عزت ہیبت کو زیادہ کر اور جو اس کا گھر کا حج اور عمرہ کرے تو اس کی بزرگی اور شرف و عظمت کو بڑھا دے۔"

Marfat.com

پھر حضور نبی کریم ﷺ حجر اسود کے سامنے گئے اور اس پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا اور پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور شروع کے تین پھیروں میں رمل کیا اور باقی چار پھیروں میں معمول کی چال چلے اور ہر چکر میں جب حجر اسود کے سامنے پہنچے تو اپنی چھڑی سے حجر اسود کی جانب اشارہ کر کے اسے چوم لیتے اور آپ ﷺ نے حجر اسود کا استلام کبھی ہاتھ سے چھو کر اور کبھی چھڑی کے ذریعے چھو کر کیا اور کبھی لب مبارکہ کو حجر اسود پر رکھ کر بوسہ دیا اور کبھی رکن یمانی کا بھی استلام کیا۔

(سنن نسائی جلد دوم صفحہ ۳۰ تا ۳۱)

حضور نبی کریم ﷺ طواف سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ مقام ابراہیم علیہ السلام پر تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر نماز سے فراغت کے بعد حجر اسود کا استلام فرمایا اور سامنے کے دروازہ سے صفا کی جانب چل دیئے اور جب آپ ﷺ صفا کے نزدیک پہنچے تو آیت ذیل تلاوت فرمائی۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ شَعَائِرِ اللّٰهِ

"بے شک صفا اور مروہ اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے ہیں۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے صفا اور مروہ کی سعی کی اور چونکہ آپ ﷺ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے اس لئے عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام نہ کھولا۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۵۵ تا ۴۵۷)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی آمد:

روایات میں آتا ہے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے موقع پر یمن میں تھے اور آپ رضی اللہ عنہ جب یمن سے واپسی پر مدینہ منورہ کی جانب عازم سفر ہوئے تو راستہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی حضور نبی کریم ﷺ حج بیت اللہ کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اس خبر کے ملتے

Marfat.com

ہی مکہ مکرمہ کی جانب عازم سفر ہوئے اور منزل بہ منزل سفر کرتے مکہ مکرمہ پہنچے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کی حدود میں داخل ہونے لگے تو احرام باندھ لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے یمن کے دورے کی تفصیلات بیان کیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی تبلیغی کاوشوں کو سراہتے ہوئے فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ)! تم طوافِ کعبہ کے بعد اپنا احرام کھول دو۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں نے جب یہ احرام باندھا تھا تو یہ نیت کی تھی کہ اے اللہ! میں وہ احرام باندھ رہا ہوں جو تیرے حبیب ﷺ نے باندھا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"کیا تمہارے پاس قربانی کے لئے اونٹ ہیں؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس قربانی کے لئے کوئی جانور موجود نہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم فکر نہ کرو۔"

اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنی قربانی کے جانوروں میں شریک فرما لیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۷۰)

Marfat.com

حج کی سعادت حاصل کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ آٹھویں ذی الحجہ بروز جمعرات منیٰ تشریف لے گئے اور پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر وہاں ادا کیں اور پھر نویں ذی الحجہ بروز جمعہ کو میدانِ عرفات تشریف لے گئے۔

مورخین لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں چونکہ قریش کو تمام اہل عرب پر بزرگی اور فضیلت حاصل تھی اس لئے وہ عرفات کی بجائے مزدلفہ میں قیام کرتے تھے جبکہ دیگر قبائل عرب عرفات میں قیام کرتے تھے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اسے گوارا نہ کیا اور اللہ عزوجل نے بھی فرمایا۔

ثُمَّ اَنِیضُرُا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

''تم بھی وہیں سے پلٹ کر آؤ جہاں سے سب لوگ پلٹ کر آتے ہیں۔''

یعنی اے قریش! تم بھی میدانِ عرفات سے پلٹ کر آؤ جہاں سے باقی تمام لوگ پلٹ کر آتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۵۸)

خطبہ ارشاد فرمانے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے میدانِ عرفات پہنچنے کے بعد کمبل کے ایک خیمہ میں قیام فرمایا اور جب سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور حج کے احکام و مسائل سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ آپ ﷺ کے اس خطبہ نے تاریخ کا دھارا بدل دیا۔ آپ ﷺ نے حجاج کرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''سن لو! زمانہ جاہلیت کے تمام دستور میں اپنے دونوں قدموں

Marfat.com

تلے روندتا ہوں۔

بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ یعنی حضرت آدم علیہ السلام ایک ہیں۔

سن لو! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت نہیں ماسوائے تقویٰ کے۔

تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر تاقیامت اسی طرح حرام ہے جیسے یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر مکرم ہے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حجاج کرام کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"بروزِ حشر جب تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟"

حجاج کرام نے جواباً کہا۔

"ہم کہیں گے آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کا پیغام ہم تک پہنچا دیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حجاج کرام کی بات سنی تو آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی جانب بلند کی اور تین مرتبہ فرمایا۔

"اے اللہ! تو گواہ رہنا۔"

(سنن ابی داؤد جلد اول باب صفۃ حج النبی ﷺ صفحہ ۲۶۳)

اس موقع پر اللہ عزوجل نے ذیل کی آیت قرآنی نازل فرمائی اور دین اسلام کو مکمل کر دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

Marfat.com

"آج ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی
نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۵۹)

دودھ کا پیالہ نوش فرمانا:

حضور نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو ام الفضل رضی اللہ عنہا جو کہ آپ ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں انہوں نے آپ ﷺ کے لئے دودھ کا پیالہ بھیجا جسے آپ ﷺ نے نوش فرما لیا اور لوگوں کو بتایا آپ ﷺ کا روزہ نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ علمائے حق فرماتے ہیں عرفہ کا روزہ سنت ہے مگر اس کے لئے نہیں جو میدانِ عرفات میں موجود ہوں کیونکہ اس سے کمزوری ہو گی اور ذکر و اذکار اور دیگر ارکین حج کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۵۹)

مزدلفہ تشریف لے جانا:

حضور نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اذان کہو۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور آپ ﷺ نے نمازِ ظہر اور عصر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائی اور پھر موقف میں تشریف لے گئے اور جبل رحمت کے نیچے غروب آفتاب تک دعاؤں میں مشغول رہے اور پھر غروب آفتاب کے بعد حجاج کرام کے ہمراہ مزدلفہ تشریف لے گئے اور یہاں نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائیں اور مشعر حرام کے پاس رات بھر امت کے لئے دعائیں مانگیں۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۶۱)

Marfat.com

شیطان کو کنکریاں مارنا:

پھر سورج نکلنے سے قبل حضور نبی کریم ﷺ مزدلفہ سے منیٰ تشریف لے گئے اور وادیٔ محسر کے راستہ سے منیٰ میں داخل ہوئے اور جمرہ کے پاس جا کر شیطان کو کنکریاں ماریں اور با آوازِ بلند فرمایا۔

"حج کے مسائل سیکھ لو اور میں نہیں جانتا کہ شاید آج کے بعد میں دوسرا حج کر سکوں۔"

(صحیح مسلم جلد اول کتاب رمی جمرۃ العقبۃ صفحہ ۴۱۹)

حضور نبی کریم ﷺ نے منیٰ میں بھی لوگوں سے خطاب کیا اور لوگوں کو حج کے مسائل و احکام سکھائے اور پھر قربان گاہ کی جانب گئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ قربانی کے سو اونٹ تھے۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنے دست اقدس سے اونٹ ذبح کیا اور پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا۔

"ان کا گوشت صدقہ و خیرات کر دو اور قصاب کی مزدوری اس میں سے ہرگز ادا نہ کرو۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۶۳ تا ۴۶۴)

آپ ﷺ کے موئے مبارکہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے قربانی کے بعد حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے بال کاٹ دو۔ حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے بال کاٹے اور آپ ﷺ نے اپنے موئے مبارکہ میں سے کچھ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو دیئے اور باقی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرما دیئے۔

(صحیح مسلم جلد اول کتاب بیان ان السنۃ یوم نحر صفحہ ۴۲۱)

Marfat.com

زمزم نوش فرمانا:

حضور نبی کریم ﷺ موئے مبارکہ کٹوانے کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لائے اور طوافِ زیارت کیا اور پھر چاہِ زمزم پر تشریف لے گئے جہاں حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ حجاج کو زمزم پلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اگر مجھے خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے دیکھ کر ایسا کریں گے تو میں آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ڈول چھین کر خود اپنے ہاتھ سے پانی بھر کر پیتا۔"

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو آبِ زمزم پیش کیا اور آپ ﷺ نے قبلہ رخ کھڑے ہو کر آبِ زمزم نوش فرمایا اور پھر منیٰ تشریف لے گئے اور بارہ ذی الحجہ تک منیٰ میں مقیم رہے اور ہر دن سورج ڈھلنے کے بعد جمرود پر کنکریاں مارتے تھے۔ پھر تیرہ ذی الحجہ کو سورج ڈھلنے کے بعد آپ ﷺ منیٰ سے واپس ہوئے اور وادی محصب میں قیام کیا اور نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد طوافِ وداع کیا اور مدینہ منورہ کی جانب عازمِ سفر ہوئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۶۵ تا ۴۶۶)

غدیر خم پر خطاب کا فیصلہ

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ واپسی پر غدیر خم کے مقام پر قیام کیا اور یہاں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع سے خطاب کیا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تمام حمد و ثناء اللہ عزوجل کے لئے ہے اور اے لوگو! میں بھی انسان ہوں اور ممکن ہے اللہ کا فرشتہ جلد آن لے اور مجھے اس کا

Marfat.com

پیغام قبول کرنا پڑے اور میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب اللہ جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں جن کے بارے میں تمہیں میں اللہ عزوجل کی یاد دلاتا ہوں۔"

(صحیح مسلم جلد اول کتاب فضائل علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صفحہ ۲۷۹)

غدیر خم کے مقام پر خطبہ کے دوران حضور نبی کریم ﷺ نے حیدر کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔

من کنت مولاہ نعلی مولاہ اللھم ذال من والاہ وعاد من عادا

"جس کا مولا میں ہوں علی (رضی اللہ عنہ) بھی اس کا مولا ہے اور اے اللہ! جو علی (رضی اللہ عنہ) سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی (رضی اللہ عنہ) سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔" (مشکوٰۃ شریف مناقب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صفحہ ۵۶۵)

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے نزدیک پہنچنے کے بعد مقام ذوالحلیفہ میں رات بسر کی اور صبح کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

Marfat.com

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو سالارِ لشکر بنا کر بھیجنے کا فیصلہ

صفر المظفر ۱۱ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات کا آخری لشکر تیار کیا اور اس لشکر کا سالار حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس لشکر میں کئی اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے اور ان کے سالار حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ان کے مقابلہ میں کم سن اور ناتجربہ کار تھے مگر یہ حضور نبی کریم ﷺ کا فیصلہ تھا اور آپ ﷺ کے فیصلے کی تکریم ہر ایک نے کی۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ۲۶ صفر المظفر ۱۱ھ دوشنبہ کے دن رومیوں کے خلاف لشکر کشی کے لئے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اگلے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلا کر فرمایا۔

"میں تمہیں امیر لشکر مقرر کرتا ہوں اور تم اپنے باپ کی شہادت کا بدلہ لو اور انتہائی تیزی کے ساتھ کفار پر حملہ آور ہو کہ انہیں سنبھلنے کا موقع نہ ملے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے حضرت اسامہ بن زید

Marfat.com

رضی اللہ عنہما کو جھنڈا عطا کیا اور فرمایا۔

"اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور کفار کے ساتھ جنگ کرو۔"

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے امیر لشکر بننے کے بعد لشکر کا جھنڈا حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور مدینہ منورہ سے باہر نکل کر مقام جرف میں قیام کیا۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین و انصار کو اس لشکر کا حصہ بننے کی ترغیب دی تو کچھ نے اعتراض کیا کہ آپ ﷺ ایک کم سن اور ناتجربہ کار کو سالار بنا رہے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ بیماری کی حالت میں چادر اوڑھے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔

"تم لوگ اسامہ رضی اللہ عنہ کی کم سنی پر تنقید کرتے ہو اور اس سے قبل تم نے اس کے باپ کو بھی سالار بنائے جانے پر تنقید کی تھی حالانکہ وہ اس کے لائق تھے اور اب ان کا بیٹا بھی اس لائق ہے کہ وہ سالار بنایا جائے اور میرے نزدیک میرے محبوب صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہے جیسے اس کا باپ میرا محبوب صحابی رضی اللہ عنہ تھا پس تم اسامہ رضی اللہ عنہ کے متعلق میری وصیت کو قبول کرو وہ تم میں سے بہتر لوگوں میں سے ہے۔"

اس خطبہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھر واپس تشریف لے گئے اور پھر آپ ﷺ کی علالت میں بھی اضافہ ہو گیا۔

روایات میں آتا ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ابھی لشکر کے ہمراہ مقام

Marfat.com

جرف پر ہی موجود تھے کہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر ملی اور آپ رضی اللہ عنہ لشکر کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۷۵ تا ۴۷۶)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے فیصلے پر عمل کیا:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سب سے پہلے جو اہم فیصلہ آپ رضی اللہ عنہ کو کرنا پڑا وہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ظاہری وصال سے قبل ایک لشکر شام کی جانب روانہ کیا تھا اور اس لشکر کے سربراہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے اور اسی وجہ سے اسے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ اس لشکر میں کئی جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے مگر یہ حضور نبی کریم ﷺ کی دوراندیشی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے ان جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو لشکر کا سربراہ بنایا۔

روایات میں آتا ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما لشکر کو لے کر نکلے اور ابھی مدینہ منورہ کے نواح میں تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر انہیں ملی اور وہ اپنے لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ پھر جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے سب سے اہم فیصلہ یہ تھا جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو فوری روانہ کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کو بلا تاخیر لے کر روانہ ہوں مگر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا چونکہ وصال ہوا ہے لہٰذا پہلے ملکی معاملات کو دیکھا جائے اور اس لشکر کی روانگی کو مؤخر کر دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

"حق تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے

Marfat.com

اگر میرے پاس ایک بھی بندہ نہ رہے اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو کہ مجھے درندے اٹھا کر لے جائیں گے تب بھی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ضرور بھیجوں گا کیونکہ اس کا حکم حضور نبی کریم ﷺ نے دیا تھا اور اگر میرے علاوہ کوئی بھی ان آبادیوں میں نہ رہے تو میں تنہا ہی حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہوں گا۔"

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ایک لشکر شام کے لئے روانہ کیا اور جب یہ لشکر جرف کے مقام پر پہنچا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی زوجہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس نے ایک قاصد کو مقام جرف پر بھیجا جس نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو پیغام دیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت زیادہ ناساز ہے اور مرض شدت اختیار کر چکا ہے چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے اور پھر چند دنوں بعد حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہو گیا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا مجھے اندیشہ لاحق ہے کہ کہیں عرب قبائل مرتد نہ ہو جائیں اور جب حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں روانہ کیا تھا اس وقت حالات مختلف تھے مگر اب ہمارا یہاں موجود رہنا بھی لازم ہے کیونکہ میرے اس لشکر میں کئی قوی اور بہادر مجاہد ہیں جو ہر قسم کی صورتحال کا سامنا کرنے کو تیار ہیں اور اگر عرب قبائل نے کوئی فتنہ کھڑا نہ کیا تو میں اپنے لشکر کو لے کر شام روانہ ہو جاؤں گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بات سنی تو منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے کوئی جانور اچک لے تو یہ بات مجھے

Marfat.com

زیادہ محبوب ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کروں۔"

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے متعلق حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ظاہری وصال سے قبل ایک لشکر جس میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ملک شام کی جانب روانہ کیا۔ ابھی یہ لشکر تیاری کے آخری مراحل میں تھا حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہوگیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جو مقامِ جرف میں لشکر کے ساتھ مقیم تھے انہوں نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے واپسی کی اجازت طلب کریں کیونکہ اس لشکر میں اکابر اور بہادر مجاہد اسلام موجود ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس سانحہ عظیم کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں کی جانوں اور املاک کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور کہیں مشرکین اور منافقین انہیں کچھ نقصان نہ پہنچائیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ روانہ ہونے لگے تو انصار کے چند لوگوں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہیں ہمارا امیر ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے بڑا ہو اور تجربہ کار ہو اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کم سن اور ناتجربہ کار ہیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بات بیان کی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اگر کتے اور بھیڑیئے مجھے کھا بھی لیں تو میں حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر ہر صورت عمل کروں گا۔"

Marfat.com

پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انصار کی درخواست پہنچائی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی اور فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم مجھ سے ایسی بات کہتے ہو اور وہ شخص جسے حضور نبی کریم ﷺ نے اس عہدہ کے قابل جانا میں اسے اس کے عہدہ سے معزول کر دوں۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود مقام جرف پہنچے اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور خود پیادہ ان کی متابعت کی اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اس وقت اونٹ پر سوار تھے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھوڑے کی لگام پکڑے چل رہے تھے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

"اے مسلمانوں کے خلیفہ! آپ رضی اللہ عنہ بھی سواری پر سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی سواری سے اتر جاؤں گا؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تمہاری بات پر عمل ممکن نہیں اور تم سواری سے ہرگز نہ اترو گے اور میں سواری پر اس لئے سوار نہ ہوں گا کہ میں چاہتا ہوں اگرچہ میں اس مہم پر تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا مگر میں اپنے چند قدم راہِ خدا میں خاک آلود کروں کیونکہ مجاہد کے ہر قدم کے عوض اللہ عزوجل سات سو نیکیاں عطا فرمائے گا اور اس کے سات سو درجات بلند فرمائے گا اور اس کی سات سو خطائیں معاف فرمائے گا۔"

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

Marfat.com

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا تم عمر (رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس چھوڑ جاؤ؟"

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا جیسے آپ رضی اللہ عنہ مناسب سمجھیں۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر کو رکنے کا حکم دیا اور پھر انہیں ذیل کی نصیحتیں کرتے ہوئے فرمایا میں امید کرتا ہوں تم میری ان باتوں کو نظر انداز نہیں کرو گے۔

۱۔ تم خیانت نہیں کرو گے اور نہ ہی بے ایمانی کرو گے۔

۲۔ تم کسی کو دھوکہ نہ دو گے۔

۳۔ کسی کے ہاتھ اور پاؤں اور دیگر اعضاء نہیں کاٹو گے۔

۴۔ کسی کم سن اور کسی بوڑھے اور کسی عورت کو قتل نہ کرو گے۔

۵۔ کسی کھجور کے درخت کو نہ ہی کاٹو گے اور نہ ہی جلاؤ گے۔

۶۔ کسی پھلدار درخت کو ہرگز نہ کاٹو گے۔

۷۔ اونٹ، گائے، بکری کو اپنی غذائی ضرورت پوری کرنے کے علاوہ ذبح نہ کرو گے۔

۸۔ اگر تمہیں کچھ ایسے لوگ ملیں جو اپنی عبادت گاہوں میں عبادت میں مشغول ہوں تو تم انہیں کچھ نقصان نہ پہنچاؤ گے۔

۹۔ تمہارے پاس مختلف قسم کے کھانوں کے برتن لائے جائیں گے اور تم ان سے کھانا مگر پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم ضرور پڑھ لینا۔

۱۰۔ تمہیں ایک ایسی قوم ملے گی جن کے سروں کے بال درمیان سے منڈے ہوں گے اور ان کے پٹھے چھوٹے ہوں گے تم تلوار سے انہیں ہلکی ضرب لگانا۔

Marfat.com

ان نصیحتوں کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اب تم اللہ عزوجل کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ اور میں دعا گو ہوں اللہ عزوجل تمہیں تیزوں اور طاعون سے مامون فرمائے۔"

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے فیصلے نے مشرکین و منافقین کے دماغوں کے اس فتور کو ہوا کر دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد مسلمانوں کی قوت اور اجتماعیت مانند پڑ گئی ہے مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی کو ظاہر کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام نے مشرکین اور منافقین پر مسلمانوں کے رعب و دبدبہ کو مسلمہ کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں اسلامی فتوحات میں سب سے اہم کردار اور بنیاد جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی ہے اور اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا فیصلہ نہ کرتے تو پھر دین اسلام عرب سے باہر نہ نکلتا اور نہ ہی فتوحاتِ اسلامیہ کا دائرہ افریقہ، یورپ اور وسطی ایشیاء تک پہنچتا۔ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو جس مقصد کے لئے روانہ کیا تھا وہ مقصد پورا ہوا اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ چالیس دن بعد کامیابی و کامرانی کے جھنڈے گاڑنے کے بعد واپس مدینہ منورہ پہنچا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ خود مدینہ منورہ کی سرحد پر گئے اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۷ تا ۵۱، البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۰۵ تا ۴۰۶، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹)

Marfat.com

اسود عنسی کے متعلق فیصلہ

نبوت کے جھوٹے دعویداروں میں ایک نام اسود عنسی کا تھا۔ اسود عنسی کا حقیقی نام عبہلہ بن کعب تھا اور اس کا تعلق بنی مذحج کی ایک شاخ عنس سے تھا اور یہ چونکہ ہر وقت اپنے عمامہ کے اوپر چادر ڈال کر اپنا چہرہ چھپائے رکھتا تھا اس لئے "ذوالحمار" یعنی اوڑھنی والے کے لقب سے بھی مشہور تھا۔ اس کا رنگ انتہائی سیاہ تھا جبکہ خدوخال بھی انتہائی کریہہ تھے۔

اسود عنسی کاہن اور شعبدہ باز تھا اور لوگوں کو اپنی جانب مائل کرنے میں ماہر تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جب اہل یمن اسلام کی جانب مائل ہوئے تو یمن کے گورنر "باذان" نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ پھر جب باذان کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس کے ایک شہر صنعا پر باذان کے بیٹے شہر کی حکومت برقرار رکھی۔

مؤرخین لکھتے ہیں ۱۰ھ میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے قبیلے مذحج کو اپنے ساتھ ملا کر مملکت اسلامیہ کے خلافت بغاوت کا آغاز کیا اور نجران پر حملہ کر دیا اور نجران سے حضرت عمرو بن حزم، حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہم کو نکال کر نجران پر قابض ہوگیا۔ پھر اس نے سات سو سواروں کے ہمراہ صنعاء پر حملہ کیا اور شہر بن باذان کو شہید کر کے صنعا پر بھی قابض ہوگیا۔

Marfat.com

قیس بن عبد یغوث جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے قبیلہ مراد سے زکوٰۃ کی وصولی پر مامور کیا تھا وہ بھی مرتد ہو گیا اور اسود عنسی کے ساتھ مل گیا اور قبیلہ مراد کے حاکم حضرت فروہ رضی اللہ عنہ بن مسیک کو علاقہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اس دوران حضرت عمرو بن حزام، حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ پہنچے اور حضور نبی کریم ﷺ کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت دبر رضی اللہ عنہ بن یخلیس ازدی کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت طاہر بن ابی ہالہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم جو یمن کے پہاڑی علاقے میں مقیم تھے اور دین اسلام پر ثابت قدم تھے انہیں اسود عنسی کے مقابلہ کا حکم دیا اور قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایک لشکر کے ہمراہ اسود عنسی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

مورخین بیان کرتے ہیں اس دوران ایک مسلمان فیروز رضی اللہ عنہ دیلمی تھے اور شہر بن باذان کی بیوہ آزاد کے چچازاد بھائی بھی تھے انہوں نے قیس رضی اللہ عنہ بن ہبیرہ سے ملاقات کی اور پھر فیروز رضی اللہ عنہ خفیہ طور پر آزاد سے ملے اور یوں انہوں نے اسود عنسی کے قتل کا منصوبہ بنایا۔

روایات میں آتا ہے پھر ایک دن یہ لوگ خفیہ طور پر اسود عنسی کے گھر میں داخل ہوئے اور اس وقت اسود عنسی شراب کے نشہ میں دھت تھا۔ فیروز رضی اللہ عنہ نے موقع پا کر اسود عنسی کو شدید زخمی کر دیا اور حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے اسود عنسی کا سر تن سے جدا کر دیا۔

اسود عنسی کے قتل کے بعد حضرت قیس رضی اللہ عنہ شہر کی فصیل پر چڑھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی گواہی دی اور اعلان کیا۔

"اسود عنسی کاذب، جھوٹا اور مرتد تھا اور اب وہ جہنم واصل ہو گیا۔"

Marfat.com

ہے۔"

حضرت قیس رضی اللہ عنہ کا اعلان سن کر اسود عنسی کی پیروی کرنے والے لوگ خوفزدہ ہو گئے مگر ان میں سے چند ایک نے مقابلہ کی کوشش کی مگر وہ بھی انجام بد سے دو چار ہوئے۔

اسود عنسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال سے پانچ دن قبل ہی جہنم واصل کیا گیا تھا مگر اس کی اطلاع مدینہ منورہ میں اس وقت پہنچی جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنے دس دن ہو چکے تھے اور یہ پہلی خوشخبری تھی جو آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں امت مسلمہ کو ملی اور یہ دین اسلام کی بڑی فتح تھی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۰۹ تا ۴۱۳، تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۰ تا ۴۶)

Marfat.com

مسیلمہ کذاب کے متعلق فیصلہ

روایات میں آتا ہے ۹ھ میں مسیلمہ کذاب اپنے قبیلہ کے ایک وفد کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لئے مدینہ منورہ پہنچا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس کی آمد کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیا اور خود اس کے پاس تشریف لے گئے۔ مسیلمہ کذاب نے گفتگو کے دوران حضور نبی کریم ﷺ سے کہا مجھے اپنا جانشین مقرر فرمائیں اور اگر آپ ﷺ ایسا کریں گے تو میں آپ ﷺ کی بیعت کر کے مسلمان ہو جاؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی ہٹ دھرمی دیکھی تو اپنے عصا کو ہاتھ میں تھامتے ہوئے فرمایا۔

"میں جانشینی تو دور کی بات تجھے اپنا یہ عصا بھی دینا پسند نہ کروں اور اللہ عزوجل نے جو تیرا مقدر لکھا ہے وہ وقوع پذیر ہو گا اور مجھے تیرے برے انجام سے خبردار کیا گیا ہے اور اگر تو کچھ بات کرنا چاہتا ہے تو ثابت بن قیس (رضی اللہ عنہ) یہاں موجود ہے تو اس سے بات کر لے۔"

یہ فرما کر حضور نبی کریم ﷺ واپس لوٹ گئے۔

روایات میں آتا ہے اس واقعہ کے بعد مسیلمہ کذاب اپنے قبیلہ کے ان

Marfat.com

لوگوں کے ہمراہ واپس لوٹ گیا اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے بھی نبوت سے کچھ حصہ عطا فرمایا ہے۔ مسیلمہ کذاب کے اس جھوٹے دعویٰ کی تشہیر اس کے ساتھیوں نے بھی خوب بڑھ چڑھ کر کی اور یوں اس نے کئی لوگوں کو اپنے اس جھوٹے دعویٰ سے قائل کر لیا اور وہ لوگ بھی مرتد ہو گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں جب لوگ مسیلمہ کذاب کے پاس آتے تو وہ انہیں اپنے شعبدے دکھاتا اور انہیں معجزہ کا نام دے کر انہیں اپنے دام فریب میں پھنسا لیتا۔ مسیلمہ کذاب ایسی دلفریب باتیں کرتا کہ لوگ اس کے قائل ہو جاتے اور وہ اپنی ان باتوں کو وحی کا نام دیتا تھا اور کہتا تھا میرے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو مجھے اللہ عزوجل کا پیغام پہنچاتا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مسیلمہ کذاب کی بدبختی اس وقت عروج پر پہنچی جب اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو ایک خط لکھا اور اس میں خود کو مسیلمہ رسول اللہ لکھا اور کہا میں آپ ﷺ کے ساتھ رسالت میں شریک ہوں اور نصف ملک میرا ہے جبکہ نصف ملک قریش کا ہے اور قریش زیادتی کرنے والے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو جوابی خط لکھا جس میں لکھا۔

"محمد رسول اللہ ﷺ کا مکتوب مسیلمہ کذاب کے نام اور جو ہدایت یافتہ ہے اس پر میرا اسلام ہو اور تو جان لے کہ ملک تو اللہ عزوجل کا ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنائے اور آخرت تو صرف پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔"

اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہو گیا اور مسیلمہ کذاب کے لئے یہ ایک نادر موقع تھا چنانچہ اس نے اپنے فتنہ کو ہوا دی اور

Marfat.com

بنو حنیفہ کا ایک شخص جس کا نام نہار الرجال تھا اور وہ مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں بھی کئی دن رہ چکا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اہل یمامہ کا معلم بنایا تھا اس نے بھی مسیلمہ کذاب کی نبوت کی گواہی دی اور مرتد ہو گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اہل عرب کے چالیس ہزار جنگجو بھی حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب کے جھوٹے دعویٰ کو حقیقت جانتے ہوئے اس کے ساتھی بن گئے اور اب مسیلمہ کذاب کا ظلم عروج پر تھا اور جو اس کو نبی ماننے سے انکار کرتا یہ اس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیتا۔

روایات میں آتا ہے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بن زید انصاری جو عمان سے مدینہ منورہ آرہے تھے مسیلمہ کذاب سے ان کا واسطہ پڑ گیا۔ مسیلمہ کذاب نے پوچھا محمد ﷺ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"وہ اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں۔"

مسیلمہ کذاب بولا تم کہو مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بن زید انصاری نے انتہائی نفرت سے اس کا انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے تلوار کا وار کر کے آپ رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ شہید کر دیا اور کہا کہ میری بات مان لو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے آپ رضی اللہ عنہ کا دوسرا ہاتھ بھی شہید کر دیا۔ الغرض اس نے ایک ایک کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے تمام عضو شہید کرنے شروع کر دیئے مگر آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان میں لغزش نہ آئی حتیٰ کہ منصب شہادت پر فائز ہو گئے۔

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اس وقت بنی تمیم کی ایک حسینہ سجاح بنت حارث نے بھی نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ یہ عورت عیسائی تھی اور بہت اچھی مقرر تھی۔ اس نے اپنی فصاحت و بلاغت کی بدولت کئی لوگوں کو اپنی جانب مائل کر لیا۔ اس عورت نے مسیلمہ کذاب سے شادی کر لی اور مسیلمہ

Marfat.com

کذاب کی سرگرمیوں میں اس کی معاون بن گئی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے یہ انتہائی مشکل فیصلہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب اور سجاح بنت حارث کی سرکوبی کے لئے مہم روانہ کریں کیونکہ لشکر اسلام ابھی حال ہی میں منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی سے فارغ ہوا تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ مشکل فیصلہ کو بھی کیا کہ مسیلمہ کذاب اور سجاح بنت حارث کی سرکوبی ضروری ہے وگرنہ یہ فتنہ جیسے سر اٹھا رہا ہے اس سے صورتحال مزید خراب ہو سکتی ہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ کیا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا مگر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی آمد سے قبل ہی مسیلمہ کذاب اور اس کے لشکر پر حملہ کر دیا مگر جوابی حملے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ پر بہت غصہ آیا کہ انہوں نے جلد بازی کی جس کی وجہ سے لشکر اسلام کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر بھیجا جس میں انتہائی جلیل القدر اور جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف معرکوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جنگوں میں شامل رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کو ایک زبردست معرکہ کے بعد جہنم واصل کیا۔ مسیلمہ کذاب کی موت کے بعد اس کے لشکر کی کمر ٹوٹ گئی اور انہوں نے شکست تسلیم کر لی۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۷۲ تا ۹۴، البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۲۹ تا ۴۳۵)

Marfat.com

طلیحہ اسدی کے متعلق فیصلہ

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری زندگی میں نبوت کا ایک اور جھوٹا دعویدار پیدا ہوا تھا اور اس کا نام طلیحہ اسدی تھا اور اس کا تعلق بنو اسد سے تھا اور اس کے باپ کا نام خویلد تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ طلیحہ اسدی نے ۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر اپنے قبیلہ کے ساتھ بیعت کی اور مسلمان ہوا مگر پھر حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات کے آخری ایام میں اپنے قبیلہ کے ہمراہ ایک بیابان سے گزر رہا تھا جہاں پانی ناپید تھا تو اس نے اپنے قبیلہ والوں سے کہا فلاں جگہ پانی موجود ہے چنانچہ اس کے قبیلہ والوں نے جب اس جگہ پر جا کر دیکھا تو وہاں پانی موجود تھا۔ طلیحہ اسدی نے اسے اپنا معجزہ خیال کیا اور اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا اور اس کے قبیلہ والے بھی اس کی اس بات کو معجزہ جانتے ہوئے اس پر ایمان لے آئے اور اسے نبی تسلیم کر لیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو بنو اسد پر عامل بنایا اور حکم دیا کہ طلیحہ اسدی کی سرکوبی کریں۔ جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو طلیحہ اسدی جس کا لشکر مختصر تھا اسے شکست ہوئی اور طلیحہ اسدی زخمی ہو کر میدانِ جنگ سے بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ پھر طلیحہ اسدی نے یہ

Marfat.com

مشہور کر دیا کہ اس پر تلوار اثر نہیں کرتی اور وہ اسے اپنا معجزہ کہتا تھا۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہوا اور طلیحہ اسدی کو موقع مل گیا اور وہ اپنے پیروکاروں سے کہنے لگا حضور نبی کریم ﷺ کا تو وصال ہو گیا جبکہ میں زندہ ہوں۔ اس منفی پروپیگنڈا کے بعد طلیحہ اسدی کی قوت میں اضافہ ہونے لگا اور بنی غطفان، بنی فزارہ، بنی عبس، بنی طے اور بنی جدیلہ کی بڑی اکثریت بھی اس کی حامی ہو گئی۔ طلیحہ اسدی نے اپنے معتقدین کو دو گروہوں میں تقسیم کیا اور ایک گروہ کو مقام ابرق میں ٹھہرایا اور دوسرے گروہ کو مدینہ منورہ سے نجد کی طرف جانے والی شاہراہ کے نزدیک ذوالقصہ میں جمع کیا اور اس کا ارادہ تھا کہ وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرے۔

روایات میں آتا ہے بنی طے کے رئیس حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم نے کوشش کی کہ ان کی قوم طلیحہ اسدی کی حمایت سے الگ ہو جائے اور راہِ راست پر آجائے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم کی یہ کوششیں کامیاب ہوئیں اور بنی طے نے طلیحہ اسدی کی حمایت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو طلیحہ اسدی کی سرکوبی پر مامور کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں بنی طے کے ایک ہزار افراد بھی شامل ہو گئے۔ اس دوران طلیحہ اسدی کا حمایتی ایک اور قبیلہ بنو جدیلہ بھی طلیحہ اسدی کی حمایت سے دستبردار ہو گیا اور ان کے پانچ سو افراد بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے آن ملے۔ اب مقابلہ بنو اسد اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مابین تھا۔ جب جنگ ہوئی تو لشکر اسلام نے تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے جس سے بنو اسد کے قدم لڑکھڑا گئے اور وہ میدانِ جنگ سے فرار ہونے لگے۔

طلیحہ اسدی نے جب دیکھا اس کے ساتھی میدانِ جنگ سے فرار ہو رہے

Marfat.com

ہیں تو اس نے شام کی جانب راہِ فرار اختیار کی۔ پھر جب بنو اسد اور بنی غطفان دوبارہ مسلمان ہوئے تو طلیحہ اسدی نے بھی ایک مرتبہ پھر اسلام قبول کر لیا اور پھر طلیحہ اسدی، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ آیا اور عراق کی فتوحات میں اس نے بڑھ چڑھ کر حصہ کیا۔ طلیحہ اسدی کے میدانِ جنگ سے فرار ہونے اور بنو اسد کی شکست کے بعد وہ قبائل جو حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے تھے ایک مرتبہ پھر مسلمان ہو گئے اور انہوں نے عہد کیا آئندہ وہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں رہیں گے۔

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۵۲ تا ۶۷، البدایہ والنہایہ جلد ششم صفحہ ۴۲۱ تا ۴۲۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، طلیحہ اسدی کی سرکوبی کے لئے ذوالقصہ کی جانب روانہ ہونے لگے تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور کہا۔

"اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کہاں جاتے ہیں اور میں آپ رضی اللہ عنہ سے وہ بات کہتا ہوں جو احد کے دن حضور نبی کریم ﷺ نے کہی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ ہمیں اپنی جان کی وجہ سے یوں مصیبت میں مبتلا نہ کریں اور مدینہ منورہ واپس لوٹ جائیں اور اللہ عزوجل کی قسم! اگر آپ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہمیں کوئی مصیبت پہنچی تو اسلام کا یہ نظام قائم نہ رہ سکے گا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۰)

Marfat.com

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کو ایک اعرابی کی خبر دینا

حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے چند دن بعد ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا۔ اس اعرابی نے اپنے چہرے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے وصال پر افسوس کا اظہار کیا اور دریافت کیا آپ ﷺ کے وصی کون ہیں؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کے وصی ہیں۔

اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سلام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور اس اعرابی کو اس کے نام سے پکارا۔ اس اعرابی نے حیرانگی سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ میرا نام کیسے جانتے ہیں جبکہ یہ میری اور آپ رضی اللہ عنہ کی پہلی ملاقات ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے تمہارے متعلق بتایا تھا اور تمہارے حال سے بھی آگاہ کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا نام مضر ہے اور تم نے اپنے قبیلے کو حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر دی تھی اور کہا تھا تہامہ میں ایک شخص کھڑا ہو گا جس کے رخسار چاند سے زیادہ روشن اور جس کی گفتگو میں شہد سے زیادہ مٹھاس ہو گی، وہ خچر پر سوار ہو گا اور اپنے جوتوں

Marfat.com

اور کپڑوں کو خود پیوند لگائے گا۔ وہ زنا، سود، شراب خوری اور ناحق خون بہانے کو حرام قرار دے گا اور وہ آخری نبی ہوگا۔ وہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے والا ہوگا اور خانہ کعبہ کا حج کرے گا۔ وہ پانچ وقت کی نماز ادا کرے گا اور تم اس پر ایمان لے آؤ اور اس کی تصدیق کرو۔ تمہاری قوم نے جب تمہاری باتیں سنیں تو تمہیں قید کر دیا اور اب جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا تو تمہاری قوم سیلاب میں غرق ہوگئی اور تمہیں اس قید خانے سے آزادی ملی۔ پھر تمہارے کانوں نے غیبی ندا سنی اے مضر! مدینہ منورہ جاؤ وہاں حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا ہے تم ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملو اور ان کے روضہ مبارک کی زیارت کرو۔

اس اعرابی نے جب اپنا حال حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زبانی سنا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا بوسہ لے لیا۔ پھر اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا میں کچھ سوالات کے جواب چاہتا ہوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سوال پوچھا انشاء اللہ العزیز تمہیں ان کا جواب ملے گا۔

اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پہلا سوال کیا کہ وہ کون سا نر ہے جس کا باپ اور ماں نہیں ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اس اعرابی نے دوسرا سوال کیا کہ وہ کون سی مادہ ہے جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔ اس اعرابی نے تیسرا سوال کیا وہ کون سا نر ہے جو بغیر نر کے پیدا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس اعرابی نے چوتھا سوال کیا کہ وہ کون سی قبر ہے جس نے قبر والے کو سیر کرائی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ قبر مچھلی ہے جو حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے کر تین دن تک پھرتی رہی۔ اس اعرابی نے پانچواں سوال کیا

Marfat.com

کہ وہ کون سا جسم ہے جس نے ایک مرتبہ کھایا پھر کبھی نہیں کھایا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جو سانپ بن کر فرعون کے جادوگروں کے جادو کو نگل گیا۔ اس اعرابی نے چھٹا سوال کیا وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جہاں صرف ایک مرتبہ سورج کی روشنی پڑی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دریائے نیل کا وہ حصہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے شق ہوا تھا۔ اس اعرابی نے ساتواں سوال کیا کہ ایسا کون سا جاندار ہے جو پتھر سے پیدا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہے جو پتھر سے پیدا ہوئی۔ اس اعرابی نے آٹھواں سوال کیا کہ وہ کون سی عورت ہے جس نے تین ساعت میں بچے کو جنم دیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا۔ اس اعرابی نے نواں سوال کیا کہ وہ کون سے دو دوست ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہوتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جسم اور جان ہیں جو کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہوتے۔ اس اعرابی نے دسواں سوال کیا وہ کون سے دو دشمن ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ موت اور زندگی ہیں جو کبھی ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوتے۔ اس اعرابی نے گیارہواں سوال کیا کہ شے اور لا شے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شے مومن ہے اور لا شے کافر ہے۔ اس اعرابی نے بارہواں سوال کیا رحم مادر میں سب سے پہلے کون سا اعضاء بنتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رحم مادر میں سب سے پہلے شہادت کی انگلی بنتی ہے۔ اس اعرابی نے تیرہواں اور آخری سوال کیا قبر میں سب سے آخر میں کون سی چیز فنا ہوتی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بندہ کے دماغ کی ہڈی۔

اس اعرابی نے جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جوابات سنے تو اپنی جگہ سے اٹھا اور آپ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چوم لیا۔ (معارج النبوۃ)

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سورۃ نصر نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا اور ان سے فرمایا مجھے اللہ عزوجل نے میرے وصال کی خبر دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی تم یوں نہ روؤ اور تم میرے اہل وعیال میں پہلی فرد ہو گی جو مجھ سے آن ملے گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو مسکرا دیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ٹال مٹول سے کام لیتے ہوئے انہیں بتانے سے انکار کر دیا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن موقع پا کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے پھر دریافت کیا کہ وہ اس دن پہلے روئی تھیں اور پھر مسکرائی تھیں اس کی کیا وجہ تھی؟ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے وصال کی خبر دی تھی جسے سن کر میں رو پڑی تھی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے اہل و عیال میں پہلی فرد ہو گی جو مجھ سے آن ملے گی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن

Marfat.com

کر مسکرا دی تھی۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۵۵۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر کسی نے کہا انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں رو رہے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے خوف سے روتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر لپیٹ رکھی تھی جس کے دونوں پلو کندھوں پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء کے بعد فرمایا۔

"لوگ تعداد میں بڑھ جائیں گے اور انصار کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ انصار کھانے میں نمک کی مقدار برابر رہ جائیں گے جو لوگوں کے امور میں سے کسی امر کا والی ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے نیک لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے گنہگاروں سے درگزر فرمائے۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۴)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو فرمایا کہ مجھے اس کھانے کی تکلیف آج محسوس ہوئی جو میں نے خیبر کے دن کھایا تھا اور اس کے زہر کے اثر سے میری زندگی کی رگ کٹ گئی۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۵۴۹)

۲۸ صفر المظفر کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع تشریف لے گئے اور جنت البقیع سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

کے حجرۂ مبارک میں قیام کیا۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ ﷺ باقاعدگی سے نماز پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو آپ ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نماز کی امامت کے لئے کہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز سن نہ سکیں گے آپ ﷺ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ امامت کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۰)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مرضِ وصال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا عنقریب میں تم سے جدا ہونے والا ہوں اور اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہے تو وہ اپنا حق لے لے اور جان و مال یا سامان جیسے چاہے قصاص لے۔ آپ ﷺ کے فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے میرے تین درہم دینے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی بات سنی تو فرمایا میں کسی کا انکار نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو قسم دیتا ہوں مگر یہ تین درہم میں نے تم سے کب لئے تھے؟ اس شخص نے عرض کیا ایک دن ایک فقیر آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اسے تین درہم دے دو اور میں نے اسے تین درہم دے دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فضل رضی اللہ عنہ! اسے تین درہم دے دو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! جس کسی پر حق ہو اسے چاہیئے کہ وہ آج اپنی گردن اتار دے اور یہ خیال نہ کرے کہ میں رسوائی سے خوفزدہ ہوں گا، یاد رکھو کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ کے فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا میں نے مالِ غنیمت میں تین

Marfat.com

درہم خیانت کی تھی جو میری گردن پر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے مالِ غنیمت میں خیانت کیوں کی؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے اس وقت ضرورت تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس کی جانب سے وہ تین درہم ادا کر دو۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ پھر فرمایا اے لوگو! کسی میں کوئی صفت ایسی ہو جسے وہ جانتا ہو اسے چاہئے کہ وہ کھڑا ہو تا کہ میں اس کے حق میں دعا کروں۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں کذاب ہوں، فحش گو ہوں اور میں بہت دیر تک سوتا رہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اے اللہ! اسے سچائی نصیب فرما اور اس کی نیند کو اس سے دور کر دے جبکہ یہ بیداری کی خواہش رکھتا ہو۔ پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں جھوٹا اور منافق ہوں اور کوئی برائی ایسی نہیں جو مجھ میں نہ پائی جاتی ہو۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی بات سن کر کہا اے شخص! تو خود کو رسوا کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہتر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کے لئے راست گوئی اور کامل ایمان اور دل کے کینہ کو دور کرنے کی دعا فرمائی۔ پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کچھ ایسی بات کہی جسے سن کر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ) میرے ساتھ ہے اور میں عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہوں اور حق عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہے خواہ عمر (رضی اللہ عنہ) جس جانب مرضی ہوں۔" (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۴۹۵)

حضور نبی کریم ﷺ کی وصیتیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کی خبر ایک روز قبل دی۔ ہم ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں جمع ہوئے آپ ﷺ نے ہماری جانب دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ تم لوگوں کو زندہ رکھے اور تمہاری حفاظت فرمائے۔ اللہ تم کو اپنی پناہ میں لے اور تمہاری مدد کرے اور تمہیں بلندی عطا فرمائے۔ اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے رزق کشادہ کرے۔ اللہ تمہیں توفیق دے اور تمہیں صحیح سالم رکھے۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اسے تم پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں جو تمہیں کھلا ڈرانے والا ہوتا کہ تم اللہ کے بندوں اور اللہ کے شہروں کے بارے میں اللہ پر زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ نے تمہارے اور میرے متعلق فرمایا ہے کہ یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں اور پرہیزگاروں کے لئے بہترین اجر ہے اور کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ نہیں ہے۔ موت نزدیک ہے اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اور جنت الماویٰ کی جانب اور پورے پیالہ کی جانب اور رفیق اعلیٰ کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کو غسل کون دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میرے اہل میں سے نزدیکی شخص۔"

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کو کفن کون سا دیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میرے انہی کپڑوں سے یا یمنی چادروں میں سے یا مصر کے سفید کپڑے میں سے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ اور یہ کہہ کر ہم سب رو پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے اور تم لوگ جب میرے غسل سے فارغ ہو چکو تو مجھے میری چارپائی پر میرے گھر میں میری قبر کے پاس رکھنا اور تھوڑی دیر کے لئے گھر سے باہر چلے جانا اس لئے کہ سب سے پہلی میری نمازِ جنازہ جبرائیل علیہ السلام پڑھیں گے، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر ملک الموت مع اپنے لشکر کے اس کے بعد تمام ملائکہ اور اللہ ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور پھر تم جماعت در جماعت داخل ہونا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا اور کسی رونے والی سے مجھے کوئی تکلیف نہ دینا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کو قبر مبارک میں کون اتارے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میرے گھر کے لوگ مع ملائکہ کے اور ملائکہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے اور تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔"

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۳۹۸)

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت

Marfat.com

اپنے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو مختلف وصیتیں فرمائیں۔ آپ ﷺ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔

"اے علی (رضی اللہ عنہ)! فلاں کے چند درہم میرے ذمہ واجب ہیں جو میں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے لئے ادھار لئے تھے تم انہیں ادا کر دینا۔

اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم آج کے بعد مجھ سے حوضِ کوثر پر ملو گے۔ میرے بعد تم پر بے شمار مصیبتیں نازل ہوں گی تم ان مصائب کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا اور جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا کو اختیار کرنا پسند کرتے ہیں تو تم آخرت کو اختیار کر لینا۔"

روایات میں آتا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا وصال کا وقت آن پہنچا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وصال بہت قریب ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو اللہ کے پاس ہے وہ آپ ﷺ کو مبارک ہو کاش ہمیں ہمارے انجام کی بھی کچھ خبر ہوتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ، جنت الماویٰ، فردوسِ اعلیٰ، شرابِ طہور سے بھرے ہوئے پیالے اور رفیق اعلیٰ کی جانب مبارک زندگی کی بشارت ہو۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو غسل کون دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے اہل۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ ﷺ کو کفن کون سا دیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے انہی کپڑوں سے اور یمنی لباس اور مصری سفید چادر سے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں بہترین جزا دے جب تم مجھے غسل دے چکو اور کفن پہنا چکو تو پھر مجھے

Marfat.com

میرے گھر میں میری قبر کے نزدیک چارپائی پر رکھ دینا اور پھر باہر نکل جانا۔ سب سے پہلے اللہ عزوجل درود وسلام پڑھے گا اور رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرشتے آئیں گے اور مجھ پر درود وسلام پڑھیں گے۔ اس کے بعد تم گروہ در گروہ اندر داخل ہونا اور مجھ پر درود وسلام پڑھنا۔ تم لوگ رو کر مجھے تکلیف نہ پہنچانا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں کون اتارے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہل۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک دن ظہر کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا اور حضرت سیدنا عباس اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس وقت نمازِ ظہر کی امامت فرما رہے تھے انہوں نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میرے بعد میری قبر کو یہود و نصاریٰ کی طرح سجدہ گاہ نہ بنا لینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت فرماتا ہوں کہ یہ لوگ میرے جسم کے پیراہن ہیں اور انہوں نے میرے متعلق اپنے حقوق کو پورا کیا ہے اور ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر سے کام لینا۔ تم ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو ان کی

Marfat.com

آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اشارہ ان کی جانب ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ، میری جان، میرا مال سب کچھ آپ ﷺ پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تسلی رکھو اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو اور کوئی ایسا نہیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے جسے میں اپنا دوست رکھتا ہوں۔ (تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ ۱۶۸)

تم تین دن بعد غلام بنو گے:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے ایامِ مرض میں حاضر خدمت رہے اور تیمارداری میں مصروف رہے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ حجرہ سے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے پوچھا حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قدرے بہتر ہے۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا۔

"علی (رضی اللہ عنہ)! تم تین دن بعد غلام بنو گے اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے چہرۂ اقدس پر موت کے آثار دیکھے ہیں، میں اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنو عبدالمطلب کے چہرے کی کیفیت موت کے وقت کیسی ہوتی ہے؟"

(صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۳)

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس مرض میں وصال ہوا ان دنوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں امامت فرماتے تھے حتیٰ کہ سوموار کے روز جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے لئے بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچانک اپنے حجرۂ اقدس کا پردہ ہٹا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب دیکھا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس قرآن مجید کے اوراق کی مانند دکھائی دیتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور پھر ہنس پڑے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہماری جانب دیکھنا ہمارے لئے بڑی خوشی و مسرت کا باعث تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قلب میں خیال وارد ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور وہ (امامت سے) پیچھے ہٹنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی نماز پوری کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور حجرہ مبارک کا پردہ نیچے گرا دیا گیا پھر اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۵۶۴)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں مجھ پر اللہ عزوجل کے بے شمار احسانات ہیں۔ ان میں بڑا احسان یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حجرہ میں، میری باری کے دن میرے سینے اور گردن کے درمیان وصال فرمایا۔ اللہ عزوجل نے میرے لعابِ دہن اور حضور کے لعابِ دہن کو آپس میں ملا دیا۔ وہ اس طرح کہ اس دن میرے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ میرے گھر آئے، ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے

Marfat.com

ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف غور سے دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں آپ ﷺ کے لئے عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) سے مسواک لے لوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سر مبارک سے اشارہ فرمایا چنانچہ میں نے اپنے بھائی سے مسواک لی۔ میں نے دیکھا وہ سخت تھی۔ میں نے عرض کیا ارشاد ہو تو میں اس کو آپ ﷺ کے لئے نرم کر دوں؟ پھر میں نے مسواک کو دانتوں میں چبا کر نرم کیا اور آپ ﷺ نے وہ مسواک لے لی۔ آپ ﷺ کے سامنے پانی کا برتن رکھا تھا آپ ﷺ اس پانی میں ہاتھ ڈالتے تھے اور اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے اور فرماتے۔

لا الہ الا اللہ

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دست مبارک کھڑا کیا اور یہ فرمانے لگے۔

فِی الرَّفِیقِ الْاَعلٰی

یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ کی روح مبارک جسم سے باہر نکل گئی اور آپ ﷺ کا ہاتھ گر گیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب مرض النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۵)

واقدی کا قول ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن وصال فرمایا اور دوسرے دن یعنی سہ شنبہ کے دن دوپہر کے وقت زوال کے بعد آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۰۴)

جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سخ بنی خارث بن خزرج میں موجود تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ

Marfat.com

کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ ﷺ نے دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مشورہ سے میرے حجرہ میں قیام کیا۔ میں آپ ﷺ کی تیمارداری میں مصروف رہی۔ ایک روز آپ ﷺ کا سر مبارک میرے کندھے پر تھا کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سر کی جانب مائل ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ شاید کسی حاجت کا ارادہ ہو؟ اتنی دیر میں آپ ﷺ کے دہن مبارک سے لعابِ مبارک کا ایک نطفہ نکلا اور میرے سینہ میں ہنسلی کی ہڈی کی گہرائی میں جا گرا جس سے میرے جسم کی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خیال کیا شاید آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوگئی ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ اس دوران سیدنا فاروقِ اعظم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم آگئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے ان کو اندر بلا لیا اور پردہ کھینچ لیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کی بے ہوشی کو دیکھا تو کہا کہ کتنی سخت بے ہوشی ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوگیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور فتنہ پھیلانا چاہتے ہو بے شک آپ ﷺ کا وصال اس وقت تک نہ ہوگا جب تک اللہ عزوجل منافقین کو ختم نہیں کر دے گا۔ پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم باب وصال النبی ﷺ حدیث ۱۵۶۹)

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو لوگ اکٹھے ہو گئے اور رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ فرشتوں نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ آپ ﷺ کے وصال کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہوگیا۔ بعض نے آپ ﷺ کی موت کو جھٹلا دیا، بعض گونگے ہو گئے اور طویل مدت کے بعد بولنا شروع کیا۔ بعض لوگوں کی حالت

Marfat.com

خلط ملط ہوگئی اور بے معنی باتیں کرنے لگے، بعض حواس باختہ ہو گئے اور بعض غم سے نڈھال ہو گئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ ﷺ کی موت کا انکار کر دیا تھا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ غم سے نڈھال ہو کر بیٹھنے والوں میں تھے اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو گونگے ہو کر رہ گئے تھے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے نکال لی اور اعلان کر دیا اگر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا اور آپ ﷺ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح چالیس دن کے لئے اپنی قوم سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اور چالیس دن بعد آپ ﷺ ہم میں واپس آجائیں گے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ بنی حارث بن خزرج کے ہاں تھے آپ رضی اللہ عنہ فوراً آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھا، پھر جھک کر بوسہ دیا اور فرمایا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں اللہ عزوجل آپ ﷺ کو اب موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

"اے لوگو! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے محمد ﷺ وصال فرما گئے ہیں اور جو محمد ﷺ کے رب کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے کہ وہ زندہ اور کبھی نہیں مرے گا۔"

Marfat.com

اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

''اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ وصال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اللہ جلد ہی اجر دے گا شکر گزاروں کو۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی تو معلوم ہوتا تھا کہ ہم میں سے کوئی پہلے اس آیت کو جانتا نہ تھا۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب وصال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱۵۶۸، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۰۲ تا ۵۰۳)

روایت ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ایسے ہچکیاں بھر رہے تھے جیسے گھڑا چھلک رہا ہو مگر اس حالت میں بھی وہ قول و فعل میں مضبوط اور استقلال دکھا رہے تھے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھکے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ کھولا اور پیشانی اور رخساروں کو بوسہ دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور بے ساختہ رونے لگے اور کہنے لگے۔

Marfat.com

"میرے ماں باپ میرے بیوی بچے اور میری جان آپ ﷺ پر فدا ہوں، آپ ﷺ زندگی اور وصال ہر حال میں راضی رہے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے جو آپ ﷺ سے پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کی وصال پر ختم نہیں ہوا تھا۔ آپ ﷺ اوصافِ عظیم کے مالک ہیں، گریہ سے بالا ہیں، آپ ﷺ کو وہ خصوصیات حاصل ہیں یہاں تک کہ اب آپ ﷺ پرسکون اور محفوظ ہو چکے ہیں اور ہم آپ ﷺ کے بارے میں برابر ہو گئے اگر وصال آپ ﷺ کو پسند نہ ہوتا تو ہم آپ ﷺ کے غم کے لئے سب لوگ اپنی جانیں پیش کر دیتے اور اگر آپ ﷺ نے رونے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ ﷺ پر پانی کے چشمے چلا دیتے اور جس کی ہم سکت نہیں رکھتے یعنی غم اور آپ ﷺ کی یاد تو ہمیشہ تازہ رہے گی۔ اے اللہ! ہماری بات آپ ﷺ تک پہنچا دے۔ یارسول اللہ ﷺ! اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت فرمائیے گا۔ اے اللہ! اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں ہمارا پیغام پہنچا دے۔"

حضور نبی کریم ﷺ کی تجہیز و تکفین:

حضور نبی کریم ﷺ کی تجہیز و تکفین کا معاملہ پیش آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شش و پنج میں مبتلا ہوئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین کہاں کی جائے؟ اس موقع پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

"میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے نبی جس جگہ وصال فرماتا ہے اسی جگہ اس کی تدفین عمل میں آتی ہے۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون کیا گیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۴۳۹)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کے غسل کی تیاری کی تو تمام لوگوں سے دروازہ بند کر دیا۔ انصار نے آواز دی ہم آپ ﷺ کے ننھیال والے ہیں اور اسلام میں ہماری بھی جگہ ہے۔ قریش نے آواز دی ہم آپ ﷺ کے دودھیال والے ہیں اور ہمارا اور آپ ﷺ کا خاندان ایک ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے با آوازِ بلند فرمایا۔

"اے گروہ مسلمان! ہر قوم اپنے جنازہ کی بہ نسبت اپنے غیر کے زیادہ مستحق ہے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس لئے کہ تم اگر داخل ہو گے تو جن کا حق ہے تم ان کو آپ ﷺ کے پاس سے ہٹاؤ گے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے پاس کوئی نہیں داخل ہو گا ماسوائے اس کے جس کو بلایا جائے۔"

حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا اعزاز حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔

"میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ اپنی ظاہری زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور اپنے وصال میں بھی پاکیزہ ہیں۔" (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۳۲)

Marfat.com

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چارپائی پر رکھ کر قبر مبارک کے پاس رکھا گیا تو لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے اور درود وسلام پڑھتے اور کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازِ جنازہ کی امامت نہیں کی۔ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم مہاجرین و انصار کے کچھ گروہ کے ساتھ جو حجرۂ مبارک میں آسکے اندر داخل ہوئے اور بلند آواز سے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

کہا اور کہا۔

"اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تبلیغ فرمائی اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اللہ کے دین کو عزتِ بخشی اور اللہ کے کلمہ کو پورا کیا اور اے اللہ! ہمیں بھی ان لوگوں میں سے کر دے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کو پورا کرنے والے ہیں اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمع کر دے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور اس کے عوض ہم نے کوئی قیمت طلب نہ کی۔"

مہاجرین و انصار نے اس کے جواب میں آمین کہا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت سیدنا عباس، فضل بن عباس، اسامہ بن زید اور شقران رضی اللہ عنہم مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا۔ بنو عوف کے اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل میں شامل فرمالیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم

Marfat.com

بھی آجاؤ۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے غسل کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھایا اور حضرت سیدنا عباس، حضرت فضل وغیرہ کروٹ بدلتے جاتے تھے اور شقران رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسم اطہر پر پانی ڈالتے جاتے تھے اور اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے تھے۔

"میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں حالتوں میں کس قدر پاک وصاف ہیں۔"

(تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴۱۳)

ابن اسحٰق کی روایت میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر میں اتارنے کے لئے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب، حضرت فضل بن عباس، حضرت قسم بن عباس اور شقران رضی اللہ عنہم اترے اور اس موقع پر اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بھی اس سعادت سے سرفراز فرمائیں چنانچہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی اور یوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین عمل میں آئی۔ (البدایہ والنہایہ جلد پنجم ۳۶۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم:

حضرت عبدالرحمن بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ غمزدہ چہرے کے ساتھ تشریف لائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کس بات پر غمزدہ ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"مجھے وہ پیش آیا جو آپ رضی اللہ عنہ کو پیش نہیں آیا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے کہا۔

Marfat.com

"سنو! یہ کیا کہہ رہے ہیں میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے کسی کو دیکھا ہے جس نے مجھ سے زیادہ حضور نبی کریم ﷺ پر رنج کیا ہو۔"

(طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۴۹)

روایات میں آتا ہے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا۔

"اے خلیفہ رسول ﷺ کیا یہ حیرانگی کی بات نہیں میرا گزر عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے ہوا اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔

"تمہارے پاس تمہارے بھائی عمر (رضی اللہ عنہ) آئے اور تم نے انہیں ان کے سلام کا جواب نہیں دیا تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"اے خلیفہ رسول ﷺ میں نے ایسا نہیں کیا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نے ایسا ہی کیا ہے اور تم نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔"

Marfat.com

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا۔

"مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے گزرنے کی ہرگز خبر نہ ہوئی اور نہ ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے سلام کیا ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم سچ کہتے ہو اللہ عزوجل کی قسم! تمہارے متعلق میرا یہ خیال تھا کہ تم کسی سوچ میں گم تھے جس کی وجہ سے تم نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے سلام کا جواب نہیں دیا۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا۔

"امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی وجہ سے پریشان ہوں اور اس سوچ میں گم تھا اس امت کی نجات کے بارے میں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت نہ کر سکا اور اسی سوچ میں گم تھا جس کی وجہ سے مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گزرنے اور ان کے سلام کرنے کے متعلق کچھ خبر نہ ہوئی۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کر لیا جو کلمہ میں نے اپنے چچا کو پیش کیا اور انہوں نے اسے رد کر دیا پس وہی کلمہ میری امت کی نجات کا ذریعہ ہے۔"

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔

Marfat.com

"وہ کلمہ کون سا ہے؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول اور بندے ہیں۔"

(طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۵۰)

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ بے حد غمگین تھے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے ابن عم یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر کچھ اعتراض ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ میں تو یہ سوچ کر پریشان ہوں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا کہ ایک کلمہ ایسا ہے جسے اگر کوئی بوقت موت پڑھے گا تو وہ کلمہ اس کے نامہ اعمال کے لئے نور بن جائے گا اور اس کلمہ کی بدولت جسم اور روح کو سکون ملے گا مگر میں وہ کلمہ آپ ﷺ سے پوچھ نہ سکا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کلمہ کے متعلق جانتا ہوں اور وہ وہی کلمہ ہے جسے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا جناب ابوطالب کو پیش کیا تھا۔

(سنن ابن ماجہ حدیث ۳۷۸۵)

Marfat.com

اپنے بعد آنے والے خلفاء کے متعلق آگاہ کرنے کا فیصلہ

حضرت محمد بن جبیر مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پھر آنے کا کہا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ملیں تو پھر کس کے پاس جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۵۸، تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر میں کسی کو اپنا جانی دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا مگر وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں اور تمہارے صاحب کو اللہ نے خلیل بنایا ہے۔"

(صحیح مسلم جلد ششم کتاب فضائل صفحہ نمبر ۸۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ نے فرمایا۔

"یاد رکھو میں کسی سے دوستی نہیں رکھتا اور اگر میں کسی سے دوستی رکھتا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوتے اور تمہارے صاحب یعنی حضور نبی کریم ﷺ تو اللہ کے دوست ہیں۔"

(صحیح مسلم جلد ششم کتاب فضائل صفحہ نمبر ۸۳)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں غزوۂ حنین کے موقع پر جب حق و باطل میں گھمسان کی لڑائی جاری تھی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمیں بتائیے کہ ہم آپ ﷺ کے بعد کسے خلیفہ منتخب کریں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے قائم مقام ہوں گے ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے اور ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوں گے اور پھر علی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور علی رضی اللہ عنہ حشر میں میرے مصاحب ہوں گے۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۵)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے خواب دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر بمشکل پیا اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑا اور انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا پھر جب حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو انہوں نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر

Marfat.com

پیا اور ابھی وہ پی رہے تھے کہ وہ ڈول ہل گیا اور کچھ پانی حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر گر گیا۔ (سنن ابوداؤد باب فی الخلفاء حدیث ۴۶۳۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے اور میں اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا اس دوران کوئی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

"اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ خلافت اس کے لئے ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے۔ میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

"اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد خلافت اس کے لئے ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

"اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے بعد وہ خلیفہ ہیں۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا تو سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۴)

منقول ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کھجوروں کے لدے ہوئے اونٹ دیئے۔ اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے بعد ہمارے ساتھ ایسی بخشش وعطا کون کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد ایسی بخشش وعطا کا معاملہ کون کرے گا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے جواب کے متعلق بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھو ان کے بعد بخشش وعطا کا معاملہ کس کے سپرد ہوگا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کے بعد یہ معاملہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے سپرد ہوگا۔ اس شخص نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دوبارہ کچھ نہ کہا۔ (شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"گذشتہ رات خواب میں ایک نیک آدمی دکھایا گیا جو ابوبکر

Marfat.com

(رضی اللہ عنہ) کو مجھ سے منسلک کر رہا تھا اور پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے منسلک کر رہا تھا اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کو عمر (رضی اللہ عنہ) سے منسلک کر رہا تھا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو ہم آپس میں کہنے لگے کہ وہ نیک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی ہیں اور بعض کا بعض کے ساتھ منسلک ہونا درحقیقت اس ذمہ داری کو سنبھالنا ہے جس کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا ہے۔

(سنن ابوداؤد جلد چہارم حدیث ۴۶۳۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے بعد کچھ عرصہ ہی دنیا میں رہیں گے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۹)

منقول ہے ایک اعرابی مدینہ منورہ آیا اور اس کے پاس اس وقت چند تلواریں تھیں جنہیں وہ مدینہ منورہ میں فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کی ملاقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ تلواریں پسند آ گئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تلواریں اس سے خرید لیں اور رقم کی ادائیگی کے لئے چند دنوں کی مہلت طلب کی۔ وہ اعرابی واپس لوٹا تو اس کی ملاقات حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی سے کہا تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہیں پوچھی کہ اگر ان کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آجائے تو پھر تمہیں ان تلواروں کی قیمت کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر کہا میں ابھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

سے اس کے متعلق دریافت کرتا ہوں۔ پھر وہ اعرابی، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اگر آپ ﷺ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آجائے تو مجھے رقم کی ادائیگی کون کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میرے ساتھ کچھ معاملہ پیش آیا تو تمہیں رقم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ادا کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔ اس اعرابی نے جا کر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے یہ نہیں پوچھا کہ اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آجائے تو پھر رقم کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آجائے تو پھر مجھے رقم کون ادا کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں رقم عمر (رضی اللہ عنہ) ادا کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔ اس اعرابی نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر حضور نبی کریم ﷺ کے جواب سے آگاہ کیا۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے یہ پوچھا کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگر کچھ معاملہ پیش آگیا تو پھر تمہیں یہ رقم کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر دوبارہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اگر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کچھ معاملہ پیش آگیا تو میری رقم کا ضامن کون ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب ان دونوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہوگا اس وقت تک تجھے بھی موت آچکی ہوگی۔

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۴)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

"میں نے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) کو مقدم نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل نے انہیں مقدم فرمایا ہے پس ان کے ساتھ ثابت قدم رہنا ہدایت پاؤ گے اور جس نے ان دونوں کی شان میں گستاخی کی اس کو قتل کر دو اس لئے کہ اس نے میری شان میں گستاخی کی اور دین اسلام کی توہین کی۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے بعد میرے اصحاب میں سے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) کی اقتداء کرنا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنواں ہے اور اس کنوئیں کی منڈیر پر ایک ڈول ہے پھر میں نے اس کنوئیں سے پانی نکالا جتنا اللہ عزوجل نے چاہا۔ پھر اس ڈول کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور انہوں نے اس میں سے ایک یا دو ڈول نکالے اور وہ ناتواں ہیں اللہ عزوجل ان کی ناتوانی سے عفو فرمائے اور پھر وہ ڈول عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور میں نے ان جیسا زور آور نہیں دیکھا جو ان کی مانند اس کنوئیں سے پانی نکالتا اور انہوں نے اس کنوئیں سے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اس پانی سے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کیا۔ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۶۳)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے مسجد کی بنیاد رکھی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پہلو میں رکھو۔ پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنا پتھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھو اور پھر فرمایا۔

Marfat.com

"میرے بعد یہ دونوں خلیفہ ہوں گے۔"

(شواہد النبوۃ صفحہ ۲۴۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے بنی مصطلق نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں کہ بنی مصطلق، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے صدقات کس کو دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے بعد وہ اپنے صدقات ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیں۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۱)

ابن عساکر نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگوں کی نماز میں امامت فرمائیں تو میں اس وقت موجود تھا اور غائب نہ تھا اور نہ ہی میں مریض تھا پس جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند کیا ہم نے اسے اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کیا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۳)

حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

"میں نہیں جانتا میں تمہارے درمیان کتنا عرصہ رہوں گا اور تم میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنا اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ہدایت لینا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تم سے جو کہیں اس کی تصدیق کرنا۔" (طبرانی جلد نہم صفحہ ۶۸، ابن ماجہ حدیث ۹۷)

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے میں نے

Marfat.com

ان سے پوچھا میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وہ امت کے نگران ہوں گے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سب سے فضیلت والے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جب میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا تو اللہ عزوجل نے کہا اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! زمین والوں پر کسے چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا الٰہی! میں ان پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو چھوڑ آیا ہوں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا۔

"مجھے وہ تمہارے بعد اپنے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں انہیں میری جانب سے سلام کہنا۔"

حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو افضل جانتے اور پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے تھے۔

Marfat.com

چوتھا باب

حیاتِ ظاہری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقہی و اجتہادی فیصلے

Marfat.com

وصلی اللہ علی نور و کز شد نورہا پیدا
زمین از حب اساکن فلک در عشق او شیدا
محمد، احمد و محمود وے را خالقش بسطور
کز و شد بود ہر موجود، از و شد دیدہا بینا
اگر نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیاوِرد شفیع آدم علیہ السلام
نہ آدم علیہ السلام یافت توبہ، نہ نوح علیہ السلام از غرق نجینا

Marfat.com

عمال کی اطاعت کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی اور جس نے میرے مقرر کردہ عمال کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ عمال کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث ۲۰۱۴)

حقدار کو اس کا حق دلانے کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑنے والوں کا شور سنا تو اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

"میں بشر ہوں اور میرے پاس کوئی مقدمہ والا آتا ہے اور ایک دوسرے سے بہتر بات کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سچا ہے اور میں اس کے موافق فیصلہ کرتا ہوں تو جس کو میں کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اس کو لے یا پھر اسے چھوڑ دے۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الاقضیہ صفحہ ۳۴۳)

Marfat.com

حکم خداوندی کے موافق فیصلہ کرنے والے کے لئے اجر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"کسی پر رشک نہ ہونا چاہئے مگر ماسوائے دو آدمیوں کے پہلا وہ جس کو اللہ عزوجل نے حلال مال عطا کیا اور اس نے اسے نیک کاموں میں خرچ کیا اور دوسرا وہ جسے اللہ عزوجل نے علم عطا کیا اور اس نے اس کے موافق فیصلہ کیا یعنی قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کرتا رہا اور لوگوں کو تعلیم دیتا رہا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث ۲۰۱۸)

مشرکوں کے جاسوس کے متعلق فیصلہ:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مشرکوں کا جاسوس آیا اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھا رہا اور ان کی باتیں سنتا رہا اور پھر چلا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے تلاش کرو اور اسے قتل کر دو۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس مشرک جاسوس کو تلاش کیا اور اسے قتل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مشرک جاسوس کا سامان مجھے عطا فرما دیا۔ (مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۷۸۴)

حربی کافر کے سامان کے متعلق فیصلہ:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوازن پر حملہ کیا اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ناشتہ کر رہے تھے

Marfat.com

کہ اچانک ایک شخص سرخ اونٹ پر آیا اور اس نے اپنا اونٹ بٹھایا۔ پھر وہ شخص ہم میں سے کمزوروں کو دیکھنے لگا اور ہمارے پاس سواریوں کی کمی تھی اور ہمارے بعض ساتھی پیدل تھے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ دوڑتا ہوا اپنے اونٹ کے پاس گیا اور اسے اٹھایا اور بھگا دیا۔ میں دوڑتا ہوا نکلا اور میں نے اس کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور اپنی تلوار نکال کر اس کا دستہ اس کے سر پر مارا اور اونٹ ہانک کر لے آیا۔ اس اونٹ پر اس کے ہتھیار تھے۔ اس دوران آپ ﷺ تشریف لائے اور پوچھا اس شخص کو کس نے قتل کیا ہے؟ میرے ساتھیوں نے کہا ابن اکوع (رضی اللہ عنہ) نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا سامان بھی انہی کا ہے۔

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۷۸۵)

ہندہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فیصلہ:

حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور فتح مکہ سے قبل حالت کفر پر قائم تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ احد میں اپنے غلام حبشی کے ذریعہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا اور پھر حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔ فتح مکہ کے روز اہل مکہ کے بے شمار مرد و عورتیں، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سب کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے ان کے پچھلے تمام افعال بد پر انہیں معاف فرما دیا۔

فتح مکہ کے موقع پر جب خواتین، حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر بیعت کے لئے آئیں تو ان میں حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو بھیس بدل کر آئی تھیں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ انہیں شناخت نہ کریں اور پھر شناخت کے بعد اپنے

Marfat.com

ہر دلعزیز چچا کی شہادت کا بدلہ لیتے ہوئے اسے قتل کرنے کا حکم جاری نہ کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے دوسری عورتوں سے کہا کہ میں گفتگو میں حصہ نہ لوں گی مبادا کہیں میری آواز پہچان نہ لی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"وہ عورتوں کو مخاطب ہوں اور کہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ تم سے اس پر بیعت لیتے ہیں کہ تم اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی۔"

ان عورتوں نے یک زبان ہو کر کہا جب مردوں کو شرک کی ممانعت ہے تو پھر ہم عورتوں کو شرک کی ممانعت کیوں نہ ہو گی؟

حضور نبی کریم ﷺ نے ان عورتوں کو دیکھا مگر کچھ نہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے عمر رضی اللہ عنہ! ان سے کہو کہ یہ چوری نہیں کریں گی؟"

اس پر حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا بول پڑیں میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی معمولی چیزیں کبھی کبھار چرا لیتی تھی کیا یہ بھی چوری میں شمار ہوتی ہیں؟ اس محفل میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے انہوں نے کہا تو نے میرے گھر میں جو بھی چرایا اور وہ خرچ ہو گیا یا باقی ہے میں وہ تیرے لئے حلال کرتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پہچان لیا کہ بات کرنے والی ہندہ (رضی اللہ عنہا) ہیں اور اسی نے میرے چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا مگر آپ ﷺ نے ہندہ کی بات سن کر تبسم فرمایا اور پھر انہیں اپنے پاس بلایا اور انہیں معاف کر دیا۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الاقضیۃ صفحہ ۳۴۴ تا ۳۴۵)

Marfat.com

قابو پالینے کے بعد درگزر کیا کرو:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جو اپنی بہادری و شجاعت میں بے مثل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ گھوڑوں کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرتے اور دوڑتے ہوئے انہیں پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بہترین پیادہ کا لقب دیا تھا۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ سے کچھ فاصلہ پر ذی قروہ کی چراگاہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے کچھ اونٹ چر رہے تھے۔ بنی غلطفان کے کچھ لوگ ان اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جو طلوعِ فجر کے وقت وہاں آن نکلے تھے انہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اونٹوں کو بنی غطفان والے ہانک کر لے گئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو اکیلے ہی ان کے پیچھے دوڑ لگا دی اور انہیں اونٹوں کو ہانکنے والے ایک جگہ مل گئے جو پانی کی تلاش میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تیراندازی کے ماہر تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر تیر برسانا شروع کر دیئے اور تاک تاک کر ان کے نشانے لینے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ ان کی جانب تیر برساتے تو بلند آواز سے رجز پڑھتے۔

"میں اکوع کا بیٹا ہوں یہ دن چھٹی کا دودھ یاد دلانے کا دن ہے۔"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جانثاری کی وجہ سے وہ اونٹ چھوڑ کر بھاگ گئے اور اسی بدحواسی میں اپنی چادریں بھی چھوڑ گئے۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ اس جگہ پہنچ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

Marfat.com

"یارسول اللہ ﷺ! میں نے انہیں پانی پینے کی بھی مہلت نہ دی اور اگر ان کا پیچھا کیا جائے تو انہیں پکڑا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ ایک سو آدمیوں کو میرے ہمراہ روانہ کریں میں ان کا نام ونشان باقی نہ رہنے دوں گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"کیا تم واقعی ایسا کرو گے؟"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو عزت وشرف عطا فرمایا میں یقینا ایسا ہی کروں گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو ایک مرتبہ پھر تبسم فرمایا اور آپ ﷺ کے دندان مبارک دکھائی دینے لگے اور آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اے ابن اکوع رضی اللہ عنہ! انہیں چھوڑ دو، قابو پا لینے کے بعد درگزر کیا کرو۔"

اس دوران اطلاع ملی کہ بنی غطفان کے جو لوگ اونٹ چرانے آئے تھے وہ فلاں شخص کے ہاں مہمان بنے ہیں اور اس نے ان کی مہمان نوازی کے لئے اونٹ ذبح کیا ہے اور جب انہوں نے گرد وغبار اڑتا دیکھا تو وہ سمجھے کہ شاید حضور نبی کریم ﷺ انہیں پکڑنے آ رہے ہیں تو وہ ذبح شدہ اونٹ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ آپ ﷺ نے جب ان کے فرار ہونے کا قصہ سنا تو بے ساختہ تبسم فرمایا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۲)

Marfat.com

رکانہ پہلوان سے مقابلے کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے بنی ہاشم میں ایک انتہائی زور آور پہلوان تھا جس کا نام "رکانہ" تھا اور اس کو کوئی شکست نہ دے سکا تھا اور نہ ہی کوئی اسے چت کر سکا تھا۔ رکانہ ایک جنگل میں مقیم تھا اور وہاں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ اس جنگل کی جانب نکل گئے تو اس نے آپ ﷺ کے نزدیک آ کر کہا۔

"اے محمد ﷺ! یہ تم ہو؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہاں! میں محمد ﷺ ہوں۔"

رکانہ بولا۔

"تم ہی ہو جس نے ہمارے معبودوں لات و عزیٰ کی توہین کی ہے اور اپنے ایک خدا کی بڑائی بیان کرتے ہو۔ اگر تم میرے خاندان کے نہ ہوتے تو میں آج ہی تمہیں مار ڈالتا، تم میرے ساتھ کشتی کرو اور اپنے خدا کو پکارو اور میں اپنے معبودوں کو پکارتا ہوں اور پھر دیکھتے ہیں کہ کس کے معبود میں زیادہ طاقت ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے رکانہ! تو اگر کشتی کرنا چاہتا ہے تو میں اس کشتی کے لئے تیار ہوں۔"

رکانہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کا جواب سنا تو وہ حیران رہ گیا کہ آپ ﷺ کیسے اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں مگر پھر بھی انتہائی غرور و تکبر سے مقابلہ پر آمادہ

Marfat.com

ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے رکانہ پر حملہ کیا اور ایک ہی داؤ سے اسے گرا دیا اور اُس کے سینہ پر بیٹھ گئے۔ رکانہ پہلوان چونکہ اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ گرا تھا اس لئے وہ انتہائی شرمندہ ہوا اور حیران ہو کر کہنے لگا۔

"اے محمد ﷺ میرے سینے سے اٹھئے اور میرا دھیان اپنے معبودوں کی جانب نہیں گیا اور ایک مرتبہ پھر مجھے موقع دیں اور دوسری مرتبہ میرے ساتھ کشتی کریں۔"

حضور نبی کریم ﷺ، رکانہ پہلوان کے سینہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور رکانہ پہلوان دوسری مرتبہ کشتی کے لئے کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ بھی ایک ہی داؤ سے رکانہ پہلوان کو زیر کر لیا۔ رکانہ کے لئے یہ بڑی شرمندگی تھی مگر وہ پھر بھی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتا ہوا بولا۔

"اے محمد ﷺ یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرے معبود آج مجھ سے ناراض ہیں اور تمہارا خدا تمہاری مدد کر رہا ہے۔ تم ایک مرتبہ پھر آؤ اور میرے ساتھ مقابلہ کرو اس مرتبہ میرے معبود ضرور میری مدد کریں گے۔"

حضور نبی کریم ﷺ تیسری مرتبہ رکانہ پہلوان کے مقابل ہوئے اور اس مرتبہ بھی رکانہ پہلوان ایک ہی داؤ میں زیر ہو گیا۔ رکانہ پہلوان شرمندگی سے بولا۔

"میری ان بکریوں میں سے جتنی بکریاں چاہیں رکھ لیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے تیری ان بکریوں کی حاجت نہیں تو مسلمان ہو جا تاکہ دوزخ کی آگ سے بچ سکے۔"

Marfat.com

رکانہ پہلوان بولا۔

"میرا نفس مجھے اس پر آمادہ نہیں ہونے دیتا اور اہل مدینہ اور اس کے نواح میں رہنے والے کیا کہیں گے رکانہ نے شکست کھائی اور مسلمان ہوگیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے رکانہ پہلوان کی بات سنی تو فرمایا۔

"تیرا مال تجھے ہی مبارک ہو۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی جو آپ ﷺ کی تلاش میں تھے اور آپ ﷺ کے متعلق انتہائی پریشان تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا آپ ﷺ کا سامنا رکانہ پہلوان سے ہوا تو انہوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! وہ انتہائی خطرناک ہے آپ ﷺ اس جانب کیوں گئے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنے جانثاروں کو یوں پریشان ہوتے دیکھا تو تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"جب اللہ عزوجل کی مدد شامل ہے تو پھر رکانہ پہلوان میرا کیا بگاڑ سکتا تھا؟"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے رکانہ پہلوان کو تین مرتبہ ہرانے کا قصہ سنایا تو دونوں جانثاروں نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس پہلوان کو گرانا تو بس اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کا کام تھا۔"

(معارج النبوۃ)

Marfat.com

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تائید کرنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب بنی قریظہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترنا چاہا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے اور جب وہ قریب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی قریظہ سے فرمایا۔

''اپنے سردار کی طرف اٹھ چلو۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ آئے اور بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''یہ تمہارے حکم پر اتر رہے ہیں۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ ان کے بڑے قتل کر دیئے جائیں اور بچے قیدی بنا لئے جائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے فیصلے کی تائید کرتے ہوئے فرمایا۔

''تم نے ان کے متعلق فرشتے کا حکم دیا ہے۔''

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۷۸۶)

حرص والے کو حکومت نہ دینے کا فیصلہ:

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے والد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنی قوم کے دو لوگوں کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان میں سے ایک میرا چچازاد بھائی تھا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں کہیں کی حکومت دیجئے۔''

Marfat.com

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ آئے دوسرے شخص نے بھی یہی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہم اس شخص کو حکومت نہیں دیتے جو اس کی درخواست کرے یا اس کی حرص کرے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث ۲۰۲۶)

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ:

روایات میں آتا ہے فتح مکہ کے دن حضور نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو مشرکین مکہ نے کوشش کی وہ کسی طرح (معاذ اللہ) آپ ﷺ کو شہید کر دیں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ زہر میں بجھا ہوا خنجر لے کر خانہ کعبہ میں مطاف میں چھپ گئے تاکہ انہیں کوئی دیکھ نہ سکے۔ پھر جب آپ ﷺ طوافِ کعبہ سے فارغ ہوئے تو انہوں نے موقع غنیمت جانا اور آپ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھے۔ جب حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نزدیک پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تو فضالہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔"

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے ہاں میں جواب دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تو کس ارادے سے آیا ہے؟"

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"کسی ارادے سے نہیں میں تو اللہ اللہ کر رہا تھا۔"

حضور نبی کریم ﷺ اپنی نگاہِ باطن سے بھانپ گئے تھے کہ حضرت فضالہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کس ارادے سے آئے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطورِ حجت دریافت کیا تھا۔ جب حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا میں اللہ اللہ کر رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"اچھا تم اللہ عزوجل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی کائنات ہی بدل گئی۔

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری روح کو قرار مل گیا اور مجھے قلبی اطمینان حاصل ہوا اور مجھے ایمان کی دولت مل گئی اور میرے قلب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و الفت بیدار ہوگئی اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی اور چیز محبوب نہ رہی۔ میں نے اسی وقت کلمہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا اور اپنے گھر واپس لوٹ آیا۔ جب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں سرشار گھر کی جانب لوٹ رہا تھا مجھے میری محبوبہ ملی اور اس نے مجھے پکارا میں نے کہا میں تیری بات نہیں سنوں گا اور مجھے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فحش گوئی سے منع کیا ہے۔

(تاریخ طبری جلد دوم)

اسیر بن زرم کے متعلق فیصلہ:

ابورافع بن ابی الحقیق یہودی کے قتل کے بعد اسیر بن زرم یہودی نے مختلف یہود قبائل کا گشت کیا اور انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کرنے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اسیر بن زرم کی جاسوسی کے لئے بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسیر بن زرم کے پاس جا کر چال چلی اور اس سے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے خیبر کے یہودیوں پر عامل بنانا چاہتے ہیں تاکہ تجھ پر احسان فرمائیں۔ اسیر بن زرم اس چال

Marfat.com

میں آ گیا اور اپنے تین ساتھیوں کو لے کر آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب چلا۔ راستہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے موقع پاتے ہی اسیر بن زرم کو قتل کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو لوگ تھے انہوں نے اسیر بن زرم کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا بیان کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے تمہیں ظالم قوم سے نجات عطا فرمائی۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۵۰)

راستہ چلتے ہوئے فیصلہ کرنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ ایسا ہوا میں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک شخص آیا جسے ہم نہ جانتے تھے اور وہ کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سنے تو شرمندہ ہو گیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے قیامت کے لئے کوئی عبادت نماز اور روزہ تیار نہیں کئے ماسوائے اس کے کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو قیامت کے دن اس کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ تو محبت رکھے گا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث ۲۰۳۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طلاق کا فیصلہ:

حضرت سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حالت حیض میں اپنی زوجہ آمنہ بنت غفار کو طلاق دے دی۔ سیدنا فاروقِ اعظم

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو کہو رجعت کرے اور اسے اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو اور پھر اگر چاہے تو اسے طلاق دے۔" (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث ۲۰۳۶)

ایک زانی کے اقرار پر سنگسار کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی جانب سے چہرۂ انور پھیر لیا۔ اس نے دوسری طرف آ کر پھر کہا میں نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس جانب سے بھی چہرۂ انور پھیر لیا۔ اس نے تیسری اور پھر چوتھی مرتبہ یہی اقرار کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو دیوانہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"اسے مسجد سے باہر لے جاؤ اور اسے سنگسار کر دو۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث ۲۰۴۲)

یہ مستحب عمل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی اور پھر جس نے زمین خریدی اسے سونے کا ایک ٹکڑا زمین سے ملا۔ اس نے زمین فروخت کرنے والے شخص سے کہا تو اپنا سونا لے لے۔ اس نے کہا میں نے تیرے ہاتھ زمین فروخت کر دی تھی اب اس میں سے جو بھی نکلے وہ تیرا ہے۔ پھر ان دونوں نے اس کے

Marfat.com

متعلق فیصلہ کرنا چاہا۔ ایک شخص نے دوسرے سے پوچھا کیا تیری اولاد ہے؟ اس نے کہا ہاں! میرا ایک بیٹا ہے۔ پھر دوسرے شخص نے کہا میری ایک بیٹی ہے۔ لڑکے کے باپ نے کہا تم اپنی بیٹی کی شادی میرے بیٹے سے کر دو اور اس سونے کو ان دونوں پر خرچ کر دیتے ہیں اور اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا یہ مستحب عمل ہے۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الاقضیہ صفحہ ۳۵۰)

حلالہ کے متعلق فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک عورت جو حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور اس وقت والد بزرگوار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ اس عورت نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہوں اور انہوں نے مجھے طلاق دے دی ہے اور جب میری عدت پوری ہوئی تو میں نے عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہما سے نکاح کرلیا اور بے شک اللہ عزوجل کی قسم وہ میرے ساتھ سونے کی طاقت نہیں رکھتے اور ان کا حال میری چادر کے کنارے جیسا ہے۔ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ جو کہ باہر دروازے پر کھڑے تھے اور انہیں اندر آنے کی اجازت نہ ملی تھی انہوں نے آواز لگائی اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اس عورت کو روکئے یہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آواز بلند کرتی ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تبسم فرماتے دیکھا اور اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا پھر آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا۔

Marfat.com

"تیرا ارادہ شاید رفاعہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس جانے کا ہے مگر تو اس وقت تک اس کے پاس نہیں جا سکتی جب تک تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا اور وہ تمہارا ذائقہ نہ چکھ لے اور پھر اس کے بعد یہی طریقہ قرار پایا۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب النکاح صفحہ ۵۲ تا ۵۳)

عزل کے متعلق فیصلہ:

ابن محیریز کہتے ہیں میں اور ابوصرمہ دونوں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزل کا ذکر کرتے سنا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بنی مصطلق کے خلاف جہاد کیا اور عرب کی کئی عمدہ عورتوں کو قید کیا اور ہم کو مدت تک ان عورتوں سے جدا رہنا پڑا اور خواہش کی کہ ہم ان عورتوں کے بدلہ میں کفار سے کچھ مال لیں اور ارادہ کیا کہ ان سے کچھ نفع اٹھائیں اور ان سے صحبت کریں اور عزل کریں یعنی انزال باہر کریں تاکہ حمل نہ ٹھہرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عزل کے متعلق پوچھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

کچھ حرج نہیں اور اللہ عزوجل نے جس روح کا پیدا کرنا قیامت تک کے لئے لکھ دیا ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب النکاح صفحہ ۵۶ تا ۵۷)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا میری ایک لونڈی ہے اور وہ ہمارے کام کرتی ہے اور پانی لاتی ہے میں اس کے ساتھ صحبت کرتا ہوں اور نہیں چاہتا کہ

Marfat.com

وہ حاملہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اگر تو چاہے تو عزل کر لے اور جو اس کی تقدیر میں آنا لکھا ہے

وہ آئے گا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ دنوں بعد وہی شخص پھر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری لونڈی حاملہ ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"میں نے تجھے پہلے کہا تھا اسے آجائے گا جو اس کی تقدیر میں

لکھا ہوگا۔" (صحیح مسلم جلد چہارم کتاب النکاح صفحہ ۵۸ تا ۵۹)

دو بہنوں کو نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا:

ام المومنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں نے عرض کیا آپ ﷺ میری بہن اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو نہیں چاہتے؟ اور اس وقت مجھے یہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کیا آپ ﷺ اس سے نکاح کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں یہ گوارا ہے؟ میں نے عرض کیا میں اکیلی آپ ﷺ کے نکاح میں ہوں اور چاہتی ہوں کہ میری بہن بھی آپ ﷺ کے نکاح میں آئے تاکہ میں اسے دوست رکھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مجھ پر حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ ﷺ کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا پیغام ملا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں اور اگر وہ میری گود میں پرورش نہ پاتی تب بھی وہ مجھ پر حلال نہ تھی اور وہ میری بھتیجی ہے اور اس کے باپ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو اور مجھے ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا ہے۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الرضاع صفحہ ۶۶ تا ۶۷)

Marfat.com

لعان کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لعان کا ذکر ہوا اور عاصم بن عدی رضی اللہ عنہما نے کچھ کہا اور چلے گئے پھر ان کے پاس ان کی قوم کا ایک شخص آیا اور اس نے شکایت کی کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس غیر مرد کو دیکھا ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس بات میں مبتلا ہو چکا ہوں اپنی بات کی وجہ سے اور پھر عاصم رضی اللہ عنہ اس شخص کو لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے اور اس شخص نے اپنا حال آپ ﷺ سے بیان کیا اور وہ شخص زرد رنگت والا، دبلا پتلا اور سیدھے بال والا تھا اور جس پر وہ دعویٰ کرتا تھا وہ گوشت سے پُر، پنڈلیوں والا، گندمی رنگت والا اور موٹا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! تو کھول دے۔ پھر اس عورت نے بچہ جنا جو اس شخص کے مشابہ تھا جس پر تہمت لگائی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے لعان کروایا۔ ان دونوں میں سے ایک بولا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں بغیر گواہوں کے کسی کو سنگسار کرتا تو اسے سنگسار کرتا۔ میں نے کہا نہیں وہ دوسری عورت تھی جو مسلمانوں میں برائی کے ساتھ مشہور تھی اور فاحشہ تھی۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب اللعان صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۴)

بچے کے حلال ہونے کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں بنی فزارہ کا ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری بیوی نے کالا بچہ پیدا کیا ہے اور میں کالا نہیں ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے پوچھا ان کے رنگ کیا ہے؟ وہ بولا

Marfat.com

ان میں کوئی لال ہیں اور کوئی خاکی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر ان میں یہ رنگ کہاں سے آیا؟ اس نے عرض کیا شاید کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر تیرے بچے میں بھی کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہوگا۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب اللعان صفحہ ۱۳۶)

کنوئیں کے مقدمہ کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص ایسی قسم کھائے جس سے اس کا حق ثابت ہو جائے حالانکہ وہ قسم جھوٹی ہو اور اس کی وجہ سے وہ دوسرے کا مال اڑا لے تو جب وہ قیامت کے دن اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اللہ عزوجل اس پر غضب فرمائے گا۔ پھر اللہ عزوجل نے سورۂ آل عمران کی یہ آیت نازل فرمائی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ

راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث بیان فرما رہے تھے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ وہاں آگئے اور فرمایا یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی تھی اور میرے اور ایک شخص کے مابین ایک کنوئیں کا جھگڑا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر تیرا مدعی علیہ قسم کھائے گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! وہ قسم کھا کر میرا مال اڑا لے جائے گا چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاحکام حدیث ۲۰۵۶)

Marfat.com

بدر میں مرنے والے مشرکین کے متعلق فیصلہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں مرنے والے مشرکین کے متعلق فیصلہ کیا کہ انہیں ایک گڑھے میں ڈال دیا جائے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق انہیں ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین شب بدر میں قیام کیا اور پھر جب بدر سے رخصت ہونے لگے تو اس گڑھے کے پاس تشریف لے گئے اور ان سب کے نام لے کر انہیں پکارا اور فرمایا۔

"اے فلاں بن فلاں! کیا تم کو یہ پسند ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے حق کو پایا اور رب نے وعدہ سچا کیا اور تم نے بھی وہ پالیا جس کا وعدہ رب نے کیا تھا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کلام کرتے ہیں جو کچھ سن نہیں سکتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ان لوگوں سے زیادہ نہیں سنتے۔"

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۷۹۰)

ہوازن کے قیدیوں کے متعلق فیصلہ:

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوازن کا وفد آیا اور وہ مسلمان ہوئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

Marfat.com

کہا کہ ہمارا مال اور ہمارے قیدی واپس کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں ان میں سے ایک بات کا اختیار ہے تم چاہو تو اپنا مال واپس لے لو اور چاہو تو اپنے قیدی واپس لے لو۔ انہوں نے عرض کیا ہم اپنے قیدی واپس لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قیام فرمایا اور اللہ عزوجل کی حمد بیان فرمائی اور فرمایا۔

"تمہارے بھائی توبہ کر کے آئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی واپس کر دوں اور تم میں سے جو اسے پسند کرتا ہے وہ بخوشی یہ کرے تو وہ کرے اور تم میں سے جو اپنے حصہ پر رہنا چاہتا ہے حتیٰ کہ میں اسے مال عطا کروں جو اللہ عزوجل مجھے غنیمت میں سے دے تو وہ یوں کرے۔"

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کے فیصلے کی حمایت کرتے ہیں۔

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۷۹۱)

تعزیری سزا کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی حدود کو جو پامال کرے اس کی کم سے کم سزا دس کوڑے ہونی چاہیے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب المحاربین حدیث ۱۷۴۸)

یہودی کو بطورِ قصاص قتل کروا دیا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک یہودی

Marfat.com

نے ایک انصاری لڑکی کو اس کا چاندی کا زیور لینے کے لئے پتھر سے مارا اور اس لڑکی کی کچھ سانسیں ابھی باقی تھیں اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا تجھے فلاں شخص نے مارا؟ اس نے نفی میں سر ہلایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ پوچھا تجھے فلاں شخص نے مارا۔ اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودی کو پکڑوایا اور پھر اسے بھی دو پتھروں میں کچل کر مروا دیا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث ۱۷۷۷)

تانک جھانک کرنے پر سزا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی تمہارے گھر میں بغیر اجازت کے تانک جھانک کرے تو تم ایک کنکر مارو اور اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر اس کا کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث ۱۷۸۵)

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ خیبر کے موقع پر نکلے اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ سے کہا تم اپنے اشعار سناتے جاؤ۔ عامر رضی اللہ عنہ نے اشعار سنانے شروع کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کون لہک لہک کر اونٹوں کو ہانک رہا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ یہ عامر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل اس پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں عامر (رضی اللہ عنہ) سے فائدہ کیوں نہ اٹھانے دیا؟ پھر اسی رات کی صبح

Marfat.com

حضرت عامر رضی اللہ عنہ اپنی ہی تلوار سے زخمی ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ اس کی نیکیاں ضائع چلی گئیں اور اس نے خودکشی کی ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ لوگ کہتے ہیں میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں ضائع گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون ایسا کہتا ہے اور عامر رضی اللہ عنہ کو تو دوہرا ثواب ملا ہے ایک شہادت کا اور دوسرا جاہد کا کہ وہ مجاہدین کا سامان ہانکتا تھا اور عامر (رضی اللہ عنہ) کی موت سے بڑھ کر کوئی موت نہیں ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث ۱۷۸۸)

دانت کے بدلے بطورِ قصاص دانت توڑے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت نضر رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا جس سے اس کے دانت ٹوٹ گئے۔ لوگ اسے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ نضر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بھی بطورِ قصاص یہ دانت توڑ دے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث ۱۷۹۱)

عبداللہ بن سہل کے قتل کا فیصلہ:

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں انصار کے چند لوگ خیبر کی جانب گئے اور وہ وہاں پہنچ کر الگ الگ ہو گئے اور پھر ان میں ایک شخص عبداللہ بن سہل کو دیکھا اسے کسی نے قتل کر دیا تھا۔ لوگوں نے خیبر والوں سے کہا جو اس جگہ کے نزدیک تھے تم نے ہی انہیں قتل کیا ہے۔ خیبر والے یہودی تھے وہ کہنے لگے ہم نے انہیں مارا اور نہ ہی ہم یہ جانتے ہیں کہ انہیں کس نے قتل

Marfat.com

کیا۔ وہ لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے پاس گواہ ہیں؟ وہ بولے ہمارے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو پھر پچاس یہودی قسمیں کھائیں۔ انہوں نے عرض کیا یہودی تو کافر ہیں اور ہم ان کافروں کی قسموں پر راضی نہیں ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بات پر ناگواری کا اظہار کیا اور پھر عبداللہ بن سہل کے وارثوں کو زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے سو اونٹ بطورِ دیت ادا کر دیئے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث ۱۷۹۵)

حمل گرانے کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی لحیان کی ایک عورت کا حمل ضائع کروا دیا گیا تھا اس کے متعلق یہ فیصلہ دیا کہ وہ عورت جس نے حمل ضائع کیا ایک بردہ غلام یا لونڈی دیت کے طور پر اس کے شوہر کو ادا کرے اور وہ عورت حمل ضائع ہونے کے دوران مر گئی تھی۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث ۱۸۰۵)

ذمی کافر کو مارنے والے کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جو کوئی کسی ایسے شخص کو مارے جس سے وعدہ کر چکا ہو یعنی اسے امان دے چکا ہو جیسے ذمی کافر تو ایسا شخص جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا جبکہ جنت کی خوشبو تو چالیس برس کی مسافت

Marfat.com

سے بھی معلوم ہو جاتی ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الدیات حدیث ۱۸۱۰)

چوری کی سزا:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ایک مخزومی عورت نے چوری کی اور قریش کو فکر لاحق ہوئی اور انہوں نے کہا کہ کون ہے جو اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرے اور کسی میں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا اور اس عورت کی سفارش کرتا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر انہوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو قائل کیا اور وہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس مخزومی عورت کی سفارش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے اسامہ (رضی اللہ عنہ)! تو اللہ عزوجل کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق سفارش کرتا ہے اور جب امام تک حد کا مقدمہ پہنچ جائے تو پھر سفارش کرنا درست نہیں اور اس سے قبل ایسا ہی ہوتا تھا۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

"اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے کہ جب ان کا کوئی رئیس چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے جبکہ ان کا کوئی کمزور چوری کرتا تو اسے سزا دیتے تھے۔ اللہ عزوجل کی قسم! اگر اس کی جگہ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی

Marfat.com

چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ ڈالتا۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الحدود صفحہ ۳۱۷)

جنبی کو تیمم کرنے کا حکم دیا:

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں بنی عامر کے ایک شخص نے ان سے کہا کہ میں کافر تھا پھر اللہ عزوجل نے مجھے دین اسلام کی دولت عطا فرمائی اور میں اسلام قبول کرنے کے بعد مکمل طور پر اس کے اصولوں پر عمل پیرا ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کسی اونٹوں یا بکریوں کے ریوڑ یا کسی جماعت کی حفاظت کے لئے کہیں دور بھیج دیا اور میری بیوی بھی میرے ہمراہ تھی۔ پھر ایسا ہوا مجھ پر وہاں غسل جنابت فرض ہو گیا۔ اس وقت عرب کے حالات کچھ ایسے تھے کہ پانی بہت کم میسر ہوتا تھا اور عرب میں اس وقت پانی کی شدید قلت تھی۔

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس شخص نے کہا میں نے اپنے قلب میں خیال کیا کہ اب میری ہلاکت یقینی ہے، میں نے ایک اونٹ لیا اور اس پر سوار ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کرنے کے بعد کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ہلاک ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تجھے کس شے نے ہلاکت میں مبتلا کیا؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جنبی ہونے کا واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری بات سنی تو تبسم فرمایا۔

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس شخص نے کہا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خدام میں سے کسی کو پانی لانے کا حکم دیا اور جب پانی آچکا تو میں نے اپنے اونٹ کی اوٹ لے لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو حکم دیا وہ پردہ کریں اور جب پردہ ہو گیا تو میں نے غسل کیا اور جب غسل کے بعد میں

Marfat.com

دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یاد رکھو کہ مٹی پاک کرنے والی ہے اگرچہ تمہیں دس برس تک پانی میسر نہ ہو اور پھر جب پانی مل جائے تو تمہیں غسل کر لینا چاہیئے یعنی اگر پانی دستیاب نہیں تو تم مٹی سے تیمم کر لو اور پھر جب پانی ملے تو غسل کر لو۔" (مسند احمد)

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے فیصلے کو سراہنا:

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان انصاری خواتین میں ہوتا ہے جو ابتداء میں مسلمان ہوئیں اور انہوں نے بے شمار غزوات میں شمولیت اختیار کی۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ غزوۂ احد کے موقع پر میں پانی کا مشکیزہ لے کر چلتی تھی تاکہ کسی پیاسے یا زخمی مجاہد کو پانی پلا سکوں اور اس وقت میری عمر ۴۳ برس تھی۔ میرے شوہر تھے اور میرے دو بیٹے بھی تھے جو اس غزوہ میں شریک تھے۔ لشکر اسلام کو ابتداء میں فتح ہوئی اور پھر جب کفار نے غلبہ پایا تو میں حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک ہو گئی اور جو کافر آپ ﷺ پر حملہ کرنا چاہتا اسے بھگا دیتی تھی۔ میرے پاس کوئی ڈھال نہ تھی جس سے میں کفار کے حملے روکتی میں نے اپنی کمر پر کپڑا باندھ رکھا تھا جس میں کئی چیتھڑے بھرے ہوئے تھے اور جب کوئی مجاہد زخمی ہوتا تو میں کپڑے کا ایک ٹکڑا نکال کر اسے جلاتی اور اس مجاہد کے زخم بھر دیتی تھی۔ پھر میں خود بھی زخمی ہو گئی اور مجھے درجن بھر زخم آئے اور ان میں ایک زخم بہت شدید تھا۔

حضرت ام سعید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر ایک گہرا زخم دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیسے ہوا؟ انہوں نے کہا کہ غزوۂ احد میں جب لوگ پریشانی میں ادھر ادھر بھاگ رہے تھے تو ابن قمیہ نامی ایک کافر نے کہا

Marfat.com

کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں آج وہ بچ کر نہیں جائیں گے۔ حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی سامنے آئے اور میں بھی ان میں شامل تھی۔ ابن قمیہ نے میرے کندھے پر وار کیا اور میں نے اس پر وار کئے مگر چونکہ اس نے دوہری زرہ پہن رکھی تھی اس لئے وہ بچ جاتا تھا اور پھر میرے کندھے پر زخم آیا جو ایک برس تک ٹھیک نہ ہوا اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ حمراء الاسد کا اعلان کیا اور میں اس میں جانے کے لئے تیار تھی مگر زخمی ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہو سکی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ حمراء الاسد سے لوٹے تو میری عیادت فرمائی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ چلا کہ مجھے افاقہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشی کا اظہار کیا۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں غزوۂ احد کے موقع پر مشرکین گھوڑوں پر سوار تھے جبکہ ہم میں سے بیشتر پیدل تھے۔ اگر وہ بھی پیدل ہوتے تو ہم ان کا مقابلہ صحیح انداز میں کرتے۔ جب کوئی گھڑسوار مجھ پر وار کرتا تو میں اس کے حملہ کو روکتی اور اس کے گھوڑے پر حملہ کرتی اور جب گھوڑا زخمی ہوتا اور گھڑسوار نیچے گرتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت میرے بیٹے کو پکارتے اور پھر میں اور میرا بیٹا ہم دونوں مل کر اس گھڑسوار کا خاتمہ کر دیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما جو کہ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے فرماتے تھے کہ میرے کندھے پر زخم آیا اور میری والدہ نے میری پٹی کی اور کہا کہ جاؤ جا کر کفار سے لڑو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ کون ہے جو ام عمارہ رضی اللہ عنہا جیسی ہمت رکھتا ہو؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری والدہ اور ہمارے خاندان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ ایک موقع پر ایک کافر سامنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری والدہ سے فرمایا کہ یہی وہ کافر ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا۔ والدہ نے آگے بڑھ کر اس کی پنڈلی پر حملہ کیا اور اسے زخمی کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم

Marfat.com

نے اپنے بیٹے کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد ہم نے اس کافر کا خاتمہ کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۹۴ تا ۹۵)

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی طلاق کا فیصلہ:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ثعلبہ کی شادی حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہا انتہائی نیک و پارسا خاتون تھیں۔ حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ بوڑھے تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے ان کے مزاج میں تیزی کا عنصر تھا اور وہ معمولی بات پر طیش میں آجاتے تھے۔ عرب میں زمانہ جاہلیت سے یہ رسم چلی آرہی تھی کہ اگر کوئی اپنی بیوی سے ناراض ہوتا تو وہ اپنی بیوی سے کہتا تو میری ماں کی طرح مجھ پر حرام ہوگئی اور اس کے بعد وہ عورت اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی اور یوں میاں بیوی کی علیحدگی ہو جاتی تھی۔ حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کو بھی ایک دن غصہ آیا اور انہوں نے غصہ میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ثعلبہ سے کہا۔

"تم میری ماں کی طرح مجھ پر حرام ہوگئی۔"

حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کا غصہ جب ٹھنڈا ہوا تو انہیں اپنی بات پر ندامت محسوس ہوئی اور انہوں نے صلح کرنا چاہی اور تعلق قائم کرنا چاہا۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

"اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے طلاق نہیں دی مگر جب تک اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم ﷺ کا کچھ حکم نہیں ہوتا آپ رضی اللہ عنہ اور میرے درمیان کوئی تعلق قائم نہ ہوگا اور اب اس معاملہ کو سلجھانے کی صورت یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جائیں اور ان کی خدمت میں اس مسئلہ کو بیان کریں اور وہ الفاظ جو آپ رضی اللہ عنہ نے کہے انہیں دہرائیں۔"

Marfat.com

حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے تم جاؤ اور تم بات کرو شاید اللہ عزوجل تمہاری وجہ سے کرم فرمادے اور ہمارے تعلقات بحال ہو جائیں۔"

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت ثعلبہ، ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تمام ماجرا بیان کیا اور کہا۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں میرے شوہر میرے چچازاد ہیں اور مجھے محبوب ہیں اور ان کی طبیعت کی تیزی اور بڑھاپے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخوبی آگاہ ہیں اور انہوں نے غصہ کی حالت میں ایسی بات کہی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اس بارے میں کوئی واضح حکم دین اسلام میں موجود نہیں اور عرب کی روایات کے مطابق تمہیں طلاق ہوگئی ہے۔"

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر صدمہ ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان الفاظ کو طلاق تو نہیں کہا جا سکتا؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اصرار پر کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا معاملہ پیچیدہ ہے اور اگر میں بچوں کو ان کے پاس چھوڑتی ہوں تو ضائع ہو جائیں گے اور اگر

Marfat.com

اپنے پاس رکھتی ہوں تو میں ان کی تربیت صحیح انداز میں نہیں کر سکتی۔"

پھر حضرت خولہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہوئیں اور دعا کی۔

"اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور میں تجھ سے اپنی سب سے بڑی تکلیف اپنے خاوند سے جدائی کے متعلق سوال کرتی ہوں اور جو چیز ہمارے حق میں بہتر ہو اے اللہ تو اسے فرما دے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ پاک سے جاری فرما دے۔"

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ابھی سجدہ ریز تھیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا اور سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اس وقت انتہائی بے چین تھیں۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی نگاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی جانب گئی تو انہیں کچھ امید نظر آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے خولہ رضی اللہ عنہا! اللہ عزوجل نے تمہارا فیصلہ کر دیا۔"

اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی اور فرمایا۔

"اے خولہ رضی اللہ عنہا! جاؤ اور اپنے خاوند سے کہو کہ وہ کفارہ کے طور پر ایک غلام یا ایک لونڈی آزاد کرے۔"

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! گھر میں فاقہ کی کیفیت ہے اور ہمارے پاس کوئی غلام یا لونڈی نہیں جسے آزاد کر سکیں۔"

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اچھا پھر اوس رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ مسلسل ساٹھ روزے رکھے۔"

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"وہ بوڑھے ہیں اور وہ اس کی بھی سکت نہیں رکھتے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"پھر وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔"

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ اس کی بھی سکت نہیں رکھتے۔"

روایات میں آتا ہے کہ اس دوران ایک شخص آیا اور اس نے کھجوروں کا ایک تھیلا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھجوریں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کو دیں اور فرمایا۔

"اوس رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ ان کو فقراء میں تقسیم کر دے۔"

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"اس وقت مدینہ منورہ میں ہم سے زیادہ کوئی فقیر نہیں اگر اجازت ہو تو اسے ہم اپنے استعمال میں لے آئیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت مرحمت فرما دی۔

(سنن دار قطنی جلد سوم صفحہ ۳۱۶)

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کے متعلق فیصلہ:

حضرت رفاعہ بن منذر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابولبابہ تھی اور انہیں غزوۂ بدر میں شمولیت سے اس لئے روک دیا گیا تھا کہ ان کا قد چھوٹا تھا۔ جب یہودیوں کے ایک قبیلے بنی قریظہ کے لوگ قلعہ بند ہو گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاصرہ کے

Marfat.com

دوران فرمایا تم اپنے قلعوں سے نکل آؤ۔ انہوں نے جواباً کہا آپ ﷺ ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ہماری جانب بھیجیں ہم ان سے اس معاملہ میں مشورہ کریں گے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا تعلق بنی اوس سے تھا اور وہ بنی قریظہ کا حلیف قبیلہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ان کی جانب بھیج دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ ادھر پہنچے تو ان کی عورتوں اور بچوں نے رونا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ان کے حال پر رحم آگیا۔ انہوں نے کہا کیا ہم تمہارے نبی ﷺ کے کہنے پر قلعہ سے باہر آجائیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں مگر ساتھ ہی اپنے حلق پر انگلی پھیر کر اشارہ سے کہا کہ وہ تمہیں ذبح کر دیں گے۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے احساس ہوا کہ میں نے اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم ﷺ سے خیانت کی ہے تو میرا جسم کانپنے لگا اور میں واپس آیا تو آپ ﷺ موجود نہ تھے۔ میں مسجد نبوی ﷺ چلا گیا اور وہاں جا کر میں نے خود کو ایک ستون سے باندھ لیا اور دل میں ارادہ کیا کہ جب تک اللہ عزوجل میری توبہ قبول نہیں فرمائے گا میں خود کو نہیں کھولوں گا۔ آپ ﷺ کو میرے متعلق اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اگر وہ خود کو باندھنے سے قبل میرے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا اور اب میں بھی اسے تب تک نہیں کھولوں گا جب تک اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول نہ فرما لے۔"

حضرت عبداللہ بن قسیط رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں موجود تھے جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں وحی کا نزول ہوا۔ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ میں نے

Marfat.com

عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل یونہی ہر وقت تبسم فرماتا رکھے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ پر تبسم فرماتا ہوں۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز کے لئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو ستون سے کھول دیا۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۰)

حضرت ابولبابہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی اونٹنی کا فیصلہ:

حضرت ابولبابہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے علاقے سے ایک اونٹنی چوری ہوگئی جو کسی انصاری کے گھر سے ملی۔ میں نے ان سے کہا یہ اونٹنی میری ہے اور میں اس کے گواہ بھی پیش کرسکتا ہوں۔ میں نے اس اونٹنی کے گواہ پیش کئے تو ان انصاری نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اپنے گواہ پیش کر دیئے کہ یہ اونٹنی انہوں نے طائف کے ایک مشرک سے اٹھارہ بکریوں کے عوض خریدی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تو تم چاہو تو اسے چھوڑ دو اور چاہو تو اٹھارہ بکریوں کے عوض اپنی اونٹنی لے لو۔"

حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابھی تو میرے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں ہے مگر میں کھجوریں پکنے تک اس کی قیمت ادھار کرنے کے لئے تیار ہوں چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجوریں پکنے تک ہر بکری کی قیمت تیس صاع مقرر فرمادی۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ہفتم صفحہ ۳۰۲)

Marfat.com

حضرت حویطب رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ:

لشکر اسلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو مکہ مکرمہ کے کئی مشرک قریشی سردار اپنی جان بچانے کی غرض سے مکہ مکرمہ سے فرار ہو گئے اور ان کو خطرہ تھا کہ کہیں انہیں قتل نہ کر دیا جائے مگر وہ یہ بھول گئے تھے یہ اسلامی لشکر ہے اور اسلام کا پیغام امن و سلامتی کا پیغام ہے اور دین اسلام نے کسی کی ناحق جان لینے کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے لشکر اسلام اس شان سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا کہ ماسوائے ایک مقام کے کہیں کوئی لڑائی نہ ہوئی اور نہ ہی کہیں کوئی لوٹ مار مچائی گئی اور نہ ہی کسی کی عزتوں کی جانب ہاتھ بڑھائے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان کیا اور زمانہ جاہلیت کے تمام معاملات کو ختم فرما دیا۔ حضرت حویطب رضی اللہ عنہ کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اس وقت تک اسلام قبول نہ کیا تھا اور پھر جب مکہ مکرمہ میں لشکر اسلام داخل ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ بھی اپنی جان بچانے کی غرض سے فرار ہو گئے۔

حضرت حویطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں میں نے مشرکین کی جانب سے شمولیت اختیار کی اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے نورانی فرشتے اترتے ہیں اور انہیں دیکھ کر مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی اور میں جان گیا یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر مامور ہیں اور دین اسلام کی راست گوئی اور عظمت اسی دن میرے اندر گھر کر گئی اور پھر ہم شکست کھا کر مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے۔ میں نے کئی مرتبہ ارادہ کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور اسلام قبول کر لوں مگر اپنے سرداروں کی جانب سے اس طعنہ زنی پر خاموش ہو گیا کہ تم اس عمر میں اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑتے ہو اس سے بڑھ کر تمہارے لئے اور کیا رسوائی ہو گی چنانچہ

Marfat.com

میں دین اسلام قبول کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔

حضرت حویطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں کی طعنہ زنی اور جھوٹی شان و شوکت کی وجہ سے میں دین اسلام قبول نہ کر سکا تھا اور پھر جب مکہ مکرمہ فتح ہوا اور میں اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر بھاگ نکلا اور عوف کے ایک باغ میں پناہ لی۔ پھر اللہ عزوجل کا خصوصی کرم ہوا اور اس نے مجھے راہِ ہدایت عطا فرمائی۔ زمانہ جاہلیت کا ایک دوست اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی قریبی اور وفادار حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ میری جانب آئے اور میں انہیں دیکھ کر بھاگ نکلا۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کیوں بھاگتے ہو؟ میں نے جواباً کہا مجھے اپنی جان عزیز ہے کہیں تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر مجھے قتل نہ کر دو؟

حضرت حویطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں امان ہے۔ میں ان کی بات سن کر رک گیا اور وہ میرے نزدیک آئے اور مجھے تسلی دی اور پھر مجھے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی بے ساختہ پکارا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔

حضرت حویطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جیسے ہی یہ کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک خوشی سے دمک اٹھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت حویطب رضی اللہ عنہ نے جس وقت اسلام قبول کیا اس وقت ان کی عمر ۸۰ برس تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی بے حد خوشی تھی۔

(اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۶۲۸ تا ۶۲۹)

Marfat.com

سفیان بن خالد کو قتل کروانے کا فیصلہ:

ہجرت نبوی کے تیسرے برس حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو سفیان بن خالد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تاکہ وہ اس کو قتل کر کے دین اسلام کو اس کے شر سے محفوظ فرمائیں۔ سفیان بن خالد، حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بن ثابت اور ان کے رفقاء کو شہید کرنے اور ان کو فروخت کرنے اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھانے کی وجہ بنا تھا۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں اسے پہچانتا نہیں آپ ﷺ اس کی کچھ پہچان بتائیں تاکہ اسے قتل کرنے میں آسانی رہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اس کی شکل فلاں فلاں ہے اور جب تم اسے دیکھو تو اس سے بچنا اور وہ شیطان کا بھائی ملاقات کے وقت نہایت عمدہ طریقہ سے پیش آتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت لی اور مسلح ہو کر بطن عربہ پہنچے جہاں سفیان بھی خالد مقیم تھا۔ وہاں ان کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی جس میں وہ تمام نشانیاں پوری ہوتی تھیں جن کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ نے کیا تھا۔ سفیان بن خالد نے جب حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو پوچھا تم کون ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خزاعی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خود کو کسی مصلحت کی بناء پر خزاعی ظاہر کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سفیان بن خالد سے کہا۔

"میں نے سنا ہے تم محمد ﷺ سے مقابلہ کے لئے لشکر فراہم کر

Marfat.com

رہے ہو، میں چاہتا ہوں میں تیرے ساتھ اس میں شمولیت
اختیار کروں؟"

یوں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ کئی اور خوشامدانہ باتیں کیں اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر اپنے خیمے میں چلا۔ جونہی وہ آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر اپنے خیمے میں داخل ہوا آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا سر قلم کر دیا اور سر کاٹ کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔

راستہ میں کفار سے بچنے کے لئے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے ایک غار میں پناہ لی اور اللہ عزوجل کے حکم پر وہاں ایک مکڑی نے جالا بُن دیا۔ کفار آپ رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈنے کی ناکام کوشش کے بعد واپس لوٹ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ غار سے نکلے اور ایک مرتبہ پھر مدینہ منورہ کی جانب عازم سفر ہوئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ، اس ملعون کا سر لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوشی کا اظہار کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے اپنا ایک عصا آپ رضی اللہ عنہ کو عطا کیا اور فرمایا۔

"تم جنت میں اس عصا سے ٹیک لگانا۔"

مفسرین کرام لکھتے ہیں اس فرمان کے ذریعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو جنتی ہونے کی بشارت دی۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۸۵ تا ۱۸۶)

شراب کی کمائی کو حرام قرار دے دیا:

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں انہوں نے شراب کی حرمت کے نزول کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شراب کا مشکیزہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

Marfat.com

"تمہارے بعد شراب حرام کر دی گئی (حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ منورہ میں موجود نہ تھے جب شراب کی حرمت کے متعلق وحی نازل ہوئی)۔"

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اسے فروخت کر کے نفع کماتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل یہود پر لعنت فرمائے ان پر گائے بکری کی چربی حرام کی گئی اور انہوں ن نے اسے پگھلا کر روغن بنا کر فروخت کرنا شروع کر دیا اللہ عزوجل نے شراب اور اس کی کمائی کو حرام قرار دے دیا ہے۔" (البدایہ والنہایہ جلد چہارم)

غورث کے متعلق فیصلہ:

بنی محارب کا ایک شخص غورث ایک دن اپنی قوم سے بولا کہ میں تمہارے لئے محمد ﷺ کو قتل کروں گا۔ قوم نے پوچھا کہ تم یہ کیسے کرو گے؟ اس نے جواب دیا میں انہیں اچانک قتل کروں گا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غورث نے حضور نبی کریم ﷺ کو تلاش کیا اور آپ ﷺ اس وقت جس مقام پر تشریف فرما تھے وہاں آپ ﷺ کی گود میں تلوار رکھی تھی۔ غورث نے کہا۔

"یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنی تلوار دکھائیے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اپنی تلوار دے دی اور اس نے تلوار گھمائی اور اس کا ارادہ آپ ﷺ کو ضرب لگانے کا تھا اور اس نے تلوار کو بار بار گھما کر آپ ﷺ پر حملہ کرنے کا ازادہ کیا اور کہنے لگا۔

Marfat.com

"کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے خوف نہیں آتا؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غورث کی بات سنی تو فرمایا۔

"میں تم سے نہیں ڈرتا۔"

غورث بولا۔

"میرے ہاتھ میں تلوار ہے اس کے باوجود بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ڈرتے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"ہرگز نہیں اور میرا اللہ مجھے بچانے والا ہے۔"

غورث نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس لوٹا دی اور خود وہاں سے چلا گیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد چہارم صفحہ ۶۴)

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں غزوۂ بدر میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی اعانت فرمائی اور اللہ عزوجل نے قلیل تعداد کے باوجود لشکر اسلام کو فتح عطا فرمائی۔ اس معرکہ میں کفار کے کئی سردار جہنم واصل ہوئے اور ستر کے قریب افراد کو قیدی بنایا گیا۔ معرکہ کے اختتام پر جب قیدیوں کا معاملہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا ان سب کی گردنیں اڑا دی جائیں، مجھے میرے رشتہ دار دے دیں اور علی رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان کے رشتہ دار دے دیں اور ہر کوئی اپنے نزدیکی کی گردن اڑائے گا تاکہ لوگ جان جائیں کہ ہمارے قلوب میں مشرکین کے لئے ذرہ بھر بھی رحم نہیں ہے۔ سیدنا صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ان سب کو معاف کر دیا جائے اور ان سے فدیہ وصول کیا جائے اور ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کل کسی کو ہدایت نصیب ہو اور وہ ہمارا معاون و مددگار ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مشورہ پسند آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر کئی قیدیوں کو فدیہ کے عوض رہائی مل گئی۔ وہ قیدی جنہیں ابھی تک رہائی نہ ملی تھی ان میں نوفل (رضی اللہ عنہ) بن حارث بھی تھے اور وہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے اور نہ چاہتے ہوئے بھی مشرکین کے ساتھ مل کر لشکر اسلام کے مقابلہ پر آئے تھے اور اب ندامت سے سر جھکائے کھڑے تھے۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ کی کوشش تھی کہ کسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ ان پر نہ پڑے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتہائی شفقت بھرے انداز میں فرمایا۔

"تم فدیہ ادا کر کے رہائی کیوں نہیں پاتے؟"

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"میرے پاس کچھ نہیں جو میں فدیہ ادا کر سکوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت نوفل رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو فرمایا۔

"کیا جدہ والے نیزے نہیں دے سکتے؟"

راوی کہتے ہیں حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو بے چین ہو گئے اور دل میں خیال آیا کہ ان نیزوں کے متعلق میرے سوا کسی کو علم نہیں تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی خبر کیسے ہوئی؟ پھر دل میں خیال آیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقعی اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں اور اللہ عزوجل نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب کی خبر دی ہے۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے وہ نیزے منگوائے اور بطورِ فدیہ

Marfat.com

ادا کر دیئے اور ساتھ ہی اسلام قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد مکہ مکرمہ چلے گئے اور پھر فتح مکہ سے چند دن قبل حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب مقام ابواء پر پہنچے تو حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے واپس مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"واپس اس شرک والی جگہ پر جانے سے کیا فائدہ؟ وہاں کے لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھگڑا کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں جبکہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔"

پھر حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو آمادہ کیا کہ وہ مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ترک کر دیں اور مدینہ منورہ کی جانب چلیں۔ پھر دونوں بھائی مدینہ منورہ پہنچے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور خوشی و مسرت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ دمک اٹھا۔

(اسد الغابہ جلد نہم صفحہ ۳۲۶)

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ:

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر اسلام قبول کرنے سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اشعار کہا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ سے راہِ فرار اختیار کی کہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے قتل کا حکم نہ دے دیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف سے واپس لوٹے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت بجیر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور دریافت کیا۔

Marfat.com

"تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر معافی طلب کریں اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں معافی مقبول ہو گی اور آپ ﷺ کسی توبہ کرنے والے اور معافی مانگنے والے کو کچھ نہیں کہتے اور اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے تو پھر تم اپنی خیر مناؤ۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ پر اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی ہیبت طاری تھی اور یہی ہیبت ان کے تائب ہونے اور دین اسلام قبول کرنے میں رکاوٹ تھی۔ بالآخر جب کوئی صورت دکھائی نہ دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا اور اس قصیدہ میں اپنے خوف کا بھی ذکر کیا اور پھر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے کہ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر بنو جہنیہ میں اپنے ایک دوست کے ہاں قیام کیا اور پھر وہی دوست انہیں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گیا اور کہا۔

"وہ اللہ عزوجل کے رسول ﷺ تشریف فرما ہیں تم ان سے امان طلب کرو۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے اٹھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ، آپ رضی اللہ عنہ کو پہچانتے نہ تھے اور اس سے قبل کبھی ملاقات بھی نہ ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ کعب (رضی اللہ عنہ) بن زہیر تائب ہوتا ہے اور مسلمان ہو کر آپ ﷺ سے امان طلب کرتا ہے کیا آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی توبہ قبول فرمائیں گے اور اسے امان دیں گے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ہاں۔"

اس پر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ہی کعب (رضی اللہ عنہ) ہوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم کعب رضی اللہ عنہ بن زہیر ہو؟"

راوی کہتے ہیں اس دوران ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنا چاہا اور وہ کہہ رہے تھے۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اسے قتل کرنے کی اجازت دیجئے تاکہ میں اس دشمن اسلام کو جہنم واصل کروں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"انہیں کچھ نہ کہو اب یہ تائب ہو چکے ہیں اور مسلمان ہو چکے ہیں۔"

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو مسرت سے اپنا قصیدہ سنایا اور اس قصیدہ کو سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"ستو یہ کیا کہتا ہے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر اپنی چادر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ سے اس

Marfat.com

چادر کو خریدنا چاہا اور دس ہزار درہم دیئے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے وہ درہم لوٹا دیئے اور فرمایا۔

"میں حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے ملنے والے اس تحفہ کو ہرگز فروخت نہ کروں گا۔"

پھر جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ چادر آپ رضی اللہ عنہ کے ورثاء سے بیس ہزار درہم میں خرید لی۔

(اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۴۱۴ تا ۴۱۵)

زنا کے اقرار پر رجم کر دیا:

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ماعز بن مالک کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا اور وہ ٹھگنے قد کے تھے، ننگے تھے اور ان پر چادر نہ تھی یعنی اس وقت ان کا بدن ننگا تھا اور انہوں نے چار مرتبہ زنا کا اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا مساس کیا ہو گا؟ وہ بولا اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہے بلکہ مجھ نالائق نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں رجم کر دیا اور فرمایا جب ہم راہِ خدا میں جہاد کے لئے نکلتے ہیں اور بکری جیسی آواز کرتا ہے جیسے بکری جماع کے وقت چلاتی ہے اور دیتا ہے تھوڑا دودھ یعنی جماع کرتا ہے اور انزال کرتا ہے تو اللہ کی قسم اگر مجھے اس پر قدرت ہو تو میں اسے ایسی سزا دوں کہ وہ دوسروں کے لئے عبرت بن جائے۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الحدود صفحہ ۳۲۲ تا ۳۲۳)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ماعز بن مالک نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے پاک کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اللہ عزوجل سے بخشش طلب کر اور توبہ کر۔ وہ چلا گیا اور

Marfat.com

کچھ دور جانے کے بعد واپس لوٹ آیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے پاک کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا تو اللہ عزوجل سے بخشش طلب کر اور توبہ کر۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ماعز بن مالک تیسری مرتبہ آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے وہی جواب دیا۔ جب ماعز بن مالک چوتھی مرتبہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا میں تجھے کس سے پاک کروں؟ اس نے عرض کیا میں نے زنا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے جنون ہے؟ پھر لوگوں سے پوچھا کیا اسے جنون ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں یہ مجنون نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تو نے شراب پی ہے اور پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر ماعز بن مالک کا منہ سونگھا اور کہا اس کے منہ سے شراب کی بو نہیں آتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا اسے رجم کیا جائے اور پھر اسے رجم کیا گیا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر ماعز بن مالک کے متعلق دو گروہ بن گئے اور ایک گروہ کہتا تھا ماعز تباہ ہو گیا اور گناہ نے اسے گھیر لیا جبکہ دوسرا گروہ کہتا تھا ماعز بن مالک جیسی توبہ کسی کی نہیں ہے اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر زنا کا اقرار کیا اور کہا مجھے رجم کیجئے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ماعز بن مالک کے لئے دعا مانگو کہ اللہ عزوجل ماعز بن مالک کو بخش دے اور ماعز بن مالک نے ایسی توبہ کی کہ اگر اس کی توبہ امت میں تقسیم کی جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بنی غامد کی ایک عورت آئی اور اس بنی غامد قبیلہ ازد کی مشہور شاخ ہے۔ اس عورت

Marfat.com

نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے پاک کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اللہ عزوجل سے بخشش طلب کرو اور توبہ کرو۔ اس عورت نے عرض کیا آپ ﷺ مجھے ویسے ہی لوٹاتے ہیں جیسے ماعز بن مالک کو لوٹایا تھا؟ آپ ﷺ نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ وہ عورت بولی میں زنا سے حاملہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تو بچہ پیدا نہ کرے گی تو رجم نہ ہوگی۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر ایک انصاری نے اس عورت کی خبرگیری کی اور پھر اس عورت نے بچہ جنا۔ ان انصاری نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی اسے رجم نہیں کیا جا سکتا کہ بچہ کو ماں کے دودھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک اور انصاری اس موقع پر کھڑا ہوا اور اس نے کہا میں بچے کو دودھ پلواؤں گا اور پھر آپ ﷺ نے اس عورت کو رجم کیا۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الحدود صفحہ ۳۲۵ تا ۳۲۷)

ایک عورت کو زنا کے اقرار پر رجم کروا دیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک جنگی شخص آیا اور کہنے لگا میں آپ ﷺ کو قسم دیتا ہوں کہ میرا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کیجئے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے ساتھ آنے والے شخص نے جو زیادہ سمجھدار تھا اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ عزوجل کی کتاب کے موافق حکم کیجئے اور اذن دیجئے کہ میں آپ ﷺ سے بات کروں۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔ اس نے کہا میرا بیٹا اس کے گھر ملازم تھا اور اس نے زنا کیا اور اس کی بیوی سے اور مجھ سے لوگوں نے کہا کہ تیرے بیٹے پر رجم ہے اور میں نے اس کا بدل سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی۔ پھر میں نے عالموں سے

Marfat.com

پوچھا کہ کیا میرے بیٹے کو سو کوڑے پڑنے چاہئیں؟ انہوں نے کہا تیرے بیٹے کو سو کوڑے پڑنے چاہئیں اور اسے ایک برس تک جلاوطن کیا جائے گا اور اس کی بیوی پر بھی رجم ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم دونوں کا فیصلہ کتاب اللہ کے موافق کروں گا اور لونڈی اور بکریاں تو واپس لے لے اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے پڑیں گے اور وہ ایک برس تک جلاوطن رہے گا اور پھر حضرت انیس بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم صبح کو اس عورت کے پاس جاؤ اور اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے رجم کر دو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت انیس بن ضحاک رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس اگلی صبح گئے اور اس نے زنا کا اقرار کر لیا چنانچہ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق رجم کر دیا گیا۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الحدود صفحہ ۳۳۰ تا ۳۳۱)

بنی عقیل کے ایک قیدی کے متعلق فیصلہ:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بنی ثقیف، بنی عقیل کے حلیف تھے اور بنی ثقیف نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قید کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنی عقیل کے ایک شخص کو قید کر لیا اور اسے باندھ کر مقام حرہ میں ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر وہاں سے ہوا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا کہ مجھے کس جرم میں قید کیا گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے قبیلہ کے حلیف قبیلہ ثقیف کے جرم میں تجھے قید کیا گیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے یونہی چھوڑ دیا اور وہاں سے چلے گئے۔ اس نے پھر عرض کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حال پر رحم فرمایا اور واپس ہوئے اور فرمایا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا میں مسلمان

Marfat.com

ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو یہ بات اس وقت کہتا جب تو اپنے معاملہ کا مالک تھا تاکہ کامیابی پاتا اور پھر آپ ﷺ نے اسے ان دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بدلہ میں فدیہ دے دیا جنہیں بنی ثقیف نے قید کیا تھا۔ (مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۷۹۲)

عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ کی رہائی کا فیصلہ:

حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے قبیلہ بنی قریظہ کے لوگوں کو قید کیا گیا تو میں بھی ان قیدیوں میں تھا اور ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ جس کے جسم پر بال آچکے ہیں اسے قتل کر دیا جائے اور جس کے جسم پر بال نہیں آئے اسے قتل نہ کیا جائے چنانچہ سب کے جسموں پر بال دیکھے گئے اور میرے جسم پر ابھی بال نہیں آئے تھے یعنی زیرناف بال نہیں تھے اور میں نابالغ تھا چنانچہ مجھے قیدیوں میں کر دیا گیا۔

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۷۹۷)

یہ اللہ کے آزاد کردہ غلام ہیں:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں معاہدہ حدیبیہ کے دن جبکہ ابھی معاہدہ تحریر نہ ہوا تھا قریش کے دو غلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کے آقاؤں نے آپ ﷺ سے کہا۔

"اے محمد (ﷺ)! قسم ہے یہ لوگ آپ ﷺ کی محبت کی وجہ سے آپ ﷺ کے پاس نہیں آئے بلکہ یہ تو غلامی سے بچنے کے لئے آئے ہیں۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ لوگوں

Marfat.com

نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سچے ہیں اور ان غلاموں کو ان کے پاس واپس لوٹا دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بات سنی تو ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا۔

"اے گروہ قریش! تم باز آجاؤ یہاں تک کہ اللہ عزوجل تم پر اسے بھیجے جو تمہاری گردنیں مارے اور جس نے اسلام قبول کر لیا وہ اللہ عزوجل کا آزاد کردہ غلام ہے۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان غلاموں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۷۹۸)

سونے اور چاندی کے برتنوں کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اور انہوں نے پانی مانگا اور ایک پارسی پانی لایا اور آپ رضی اللہ عنہ کو دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ اس پارسی کو دے مارا اور فرمایا میں کئی مرتبہ منع کر چکا ہوتا تو یہ پیالہ اس کے منہ پر مارتا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حریر اور دیبا یعنی ریشمی لباس نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پیو اور نہ ہی چاندی کی رکابیوں میں کھانا کھاؤ کیونکہ سونے چاندی کے برتن دنیا میں کفار کے لئے ہیں جبکہ آخرت میں ہمارے لئے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاطعمہ حدیث ۳۹۱)

بیوی کا حق ادا کرو:

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس اس

Marfat.com

حال میں آئی کہ وہ پریشان تھی۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے پوچھا تم یوں پریشان کیوں ہو، تم سے زیادہ تمہارے شوہر سے کوئی بے پرواہ نہیں ہے؟

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی نے عرض کیا میری رات ایسے گزرتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ تمام رات نماز میں کھڑے رہتے ہیں اور دن ایسے گزرتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ تمام دن روزہ رکھتے ہیں۔

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ جب تشریف لائے تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس کا ذکر آپ ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان مظعون رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔

"کیا تم سب کے لئے میری زندگی بہترین نمونہ نہیں ہے؟"

حضرت عثمان مظعون رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھ سے ایسی کون سی خطا سرزد ہوگئی؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم دن بھر روزہ رکھتے ہو رات بھر نوافل ادا کرتے ہو۔"

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"بلاشبہ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی بھی تم پر حق رکھتی ہے پس تم نماز پڑھو، روزہ رکھو اور بیوی کا حق بھی ادا کرو۔"

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

بیوی ایک مرتبہ پھر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس آئیں اور وہ اس وقت عطر میں ڈوبی ہوئی تھیں گویا کہ وہ نئی نویلی دلہن ہوں۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۷۹)

عہد کو پورا کرو:

حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے علاوہ دیگر تمام غزوات میں شمولیت اختیار کی اور آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شمولیت کے لئے مکہ مکرمہ سے نکلے تو کفارِ مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا راستہ روک لیا اور پوچھا کہاں جاتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں مدینہ منورہ جا رہا ہوں۔ کفارِ مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر مدینہ منورہ جانے دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے عہد کر لیا۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غزوۂ بدر میں شمولیت پر اصرار کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم اپنے عہد کو پورا کرو۔"

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الجہاد والسیر باب الوفاء بالعہد صفحہ ۶۷)

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی تائید کرنا:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا اور جب میں ایک شخص کے پاس گیا تو اس نے اپنے جانور میرے سامنے کر دیئے اور اس کے تمام جانوروں پر ایک سالہ اونٹنی ہی بطورِ زکوٰۃ واجب ہوتی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

"تم مجھے ایک سالہ اونٹنی بطورِ زکوٰۃ دے دو کہ تمہاری زکوٰۃ یہی بنتی ہے۔"

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس شخص نے کہا۔

Marfat.com

"ایک سالہ اونٹنی نہ دودھ دے سکتی ہے اور نہ ہی سواری کے کام آسکتی ہے آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے یہ جوان اور موٹی تازی اونٹنی لے لیں۔"

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا۔

"مجھے جس چیز کا حکم دیا گیا ہے میں وہی چیز کروں گا البتہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے نزدیک ہیں تم جو چیز مجھے دینا چاہتے ہو وہ چیز خود انہیں جا کر دے آؤ اور اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قبول کرلیا تو میں بھی قبول کرلوں گا وگرنہ میں بھی اسے قبول نہ کروں گا۔"

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر وہ شخص ایک جوان اور موٹی تازی اونٹنی لے کر میرے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قاصد میرے پاس زکوٰۃ کی وصولی کے لئے آیا اور اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہی خود کبھی میرے پاس آئے اور نہ ہی کسی قاصد کو بھیجا اور میں نے اپنے تمام جانوران کے سامنے کر دیئے اور انہوں نے مجھ پر ایک سالہ اونٹنی بطورِ زکوٰۃ بتائی، میں نے عرض کیا ایک سالہ اونٹنی نہ ہی دودھ دے سکتی ہے اور نہ ہی وہ سواری کے لئے کام آسکتی ہے لہٰذا تم مجھ سے جوان اور موٹی تازی اونٹنی لے لو مگر انہوں نے انکار کر دیا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اگرچہ تم پر ایک سالہ اونٹنی ہی بطورِ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مگر

Marfat.com

تم اپنی مرضی سے چاہو تو اس سے بہتر بھی دے سکتے ہو، اللہ عزوجل تمہیں اس کی بہتر جزا عطا فرمائے گا۔"

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اس شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ جوان اونٹنی جو ساتھ لایا تھا وہ بطورِ زکوٰۃ جمع کروا دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مال میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

(سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ حدیث ۱۵۸۳)

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمان:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے مابین کچھ بحث ہوئی اور میں نے عمار (رضی اللہ عنہ) سے کوئی سخت بات کہہ دی۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اس کی شکایت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دی اور میں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ میری شکایت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر رہے تھے جس پر میں نے ان سے ایک مرتبہ پھر کوئی سخت بات کہہ دی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت خاموش بیٹھے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میری بات سن کر رونا شروع کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگے۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے نہیں خالد (رضی اللہ عنہ) مجھ سے کیسی بات کہتا ہے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جو عمار (رضی اللہ عنہ) سے دشمنی رکھے اللہ عزوجل اس سے دشمنی رکھے اور جو عمار (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھے اللہ عزوجل اس سے بغض رکھے۔"

Marfat.com

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو اس وقت مجھے دنیا میں اس بات سے زیادہ کوئی بات محبوب نہ تھی کہ کسی طرح عمار (رضی اللہ عنہ) مجھ سے راضی ہو جائیں اور پھر میں نے باہر جا کر عمار (رضی اللہ عنہ) سے معافی مانگی اور انہیں راضی کر لیا اور انہوں نے بھی میری خطا سے درگزر کرتے ہوئے مجھے معاف کر دیا اور مجھ سے راضی ہو گئے۔

(اسد الغابہ جلد ہفتم صفحہ ۶۳۲)

ادائیگی قرض کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری ملاقات حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے بتائیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خرچ کرنا کیسا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال تک یہ خدمت میرے ذمہ رہی جس کی صورت یہ تھی کہ جب کوئی مسلمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے حاجت مند سمجھتے تو مجھ سے فرماتے اور میں کہیں سے قرض لے کر چادر اور کھانے کی کوئی چیز خرید لاتا اور چادر اسے پہنا دیتا اور کھانا کھلا دیتا۔ ایک مرتبہ ایک مشرک مجھے سامنے سے آتا ہوا ملا۔ اس نے کہا۔

"اے بلال رضی اللہ عنہ! مجھے خوب وسعت حاصل ہے تم کسی سے
قرض نہ لیا کرو جب ضرورت ہو مجھ سے لیا کرو۔"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر میں نے اسی سے قرض لینا شروع کر دیا۔ ایک دن میں وضو کر کے اذان دینے کے لئے کھڑا ہوا تھا کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ آیا

Marfat.com

اور مجھے دیکھ کر کہنے لگا۔

"او جبشی!"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال جبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کہا میں حاضر ہوں کیا کہتے ہو؟ وہ بڑی ترش روئی کے ساتھ پیش آیا اور بہت برا بھلا کہنے لگا اور کہنے لگا۔

"تمہیں معلوم ہے مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں؟"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال جبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کہا مہینہ عنقریب ختم ہونے والا ہے۔ اس نے کہا۔

"چار دن باقی ہیں اگر تو نے اس مدت میں قرضہ ادا نہ کیا تو میں تجھے اس کے عوض غلام بنا لوں گا، میں نے تمہیں جو قرض دیا ہے وہ تمہاری یا تمہارے ساتھی کی بزرگی کی وجہ سے نہیں دیا۔"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال جبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسی باتیں سن کر لوگوں کے دلوں میں جو خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ سب میرے دل میں بھی پیدا ہوئے۔ پھر میں نے جا کر اذان دی۔ جب میں عشاء کی نماز پڑھ چکا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے تو میں نے حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں، جس مشرک کا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تذکرہ کیا تھا میں اس سے قرضہ لیتا رہتا ہوں آج اس نے آ کر مجھے بہت برا بھلا

Marfat.com

کہا ہے اور اس وقت نہ آپ ﷺ کے پاس اس کے قرضہ کی ادائیگی کا فوری انتظام ہے اور نہ میرے پاس اور وہ مجھے ضرور رسوا کرے گا لہٰذا آپ ﷺ مجھے اجازت دیں میں ان مسلمان قبیلوں میں سے کسی قبیلہ میں چلا جاتا ہوں جب اللہ عزوجل اپنے محبوب ﷺ کو اتنا دیں گے جس سے میرا یہ قرضہ ادا ہو سکے تو پھر میں آجاؤں گا۔"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ عرض کر کے میں اپنے گھر آیا اور اپنی تلوار، تھیلا، نیزہ اور جوتی اپنے سرہانے رکھ کر مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کے انتظار میں لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر نیند آئی۔ پھر فکر کی وجہ سے میری آنکھ کھل جاتی لیکن جب میں دیکھتا ابھی رات باقی ہے تو میں دوبارہ سو جاتا۔ جب صبح ہوگئی تو میں نے جانے کا ارادہ ہی کیا تھا اتنے میں ایک صاحب نے آ کر آواز دی۔

"اے بلال رضی اللہ عنہ! حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جلدی چلو۔"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں فوراً چل پڑا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا چار اونٹنیاں سامان سے لدی ہوئی بیٹھی ہیں۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

"خوش ہو جاؤ اللہ عزوجل نے تمہارے قرض کی ادائیگی کا انتظام کر دیا ہے۔"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

Marfat.com

میں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا تمہارا گزارا بیٹھی ہوئی چار اونٹنیوں پر نہیں ہوتا؟"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کہا۔

"جی ہوتا ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"وہ سامان سمیت تمہارے حوالے ہیں تم یہ لے لو اور اپنا قرض ادا کرلو۔"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دیکھا تو ان اونٹنیوں پر کپڑے اور غلہ لدا ہوا تھا جو فدک کے رئیس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا چنانچہ میں نے وہ اونٹنیاں لیں اور ان کا سارا سامان اتارا اور ان کے سامنے چارہ ڈالا، پھر میں نے فجر کی اذان دی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میں بقیع چلا گیا اور وہاں جا کر دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال کر بلند آواز سے اعلان کیا۔

"جس کا بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ قرضہ ہے وہ آجائے۔"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں وہ کپڑے اور غلہ خریداروں کے سامنے پیش کرتا اور اسے فروخت کر کے قرضہ ادا کرتا رہا یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روئے زمین میں کچھ بھی قرضہ باقی نہ رہا بلکہ دو یا ڈیڑھ اوقیہ چاندی بچ گئی یعنی اسی یا ساٹھ درہم۔ اسی میں دن کا اکثر حصہ گزر چکا تھا پھر میں مسجد گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں اکیلے بیٹھے ہوئے تھے میں نے

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا۔

"جو کام تمہارے ذمہ تھا اس کا کیا ہوا؟"

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"اللہ کے رسول ﷺ کے ذمہ جتنا قرض تھا وہ سب اللہ عزوجل نے اتروادیا اب کچھ باقی نہیں رہا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اس میں سے کچھ بچا ہے؟"

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"دو دینار بچے ہیں قرض ادا کرنے کے بعد دو یا ڈیڑھ اوقیہ چاندی بچی ہے لیکن وہاں سے مسجد تک آتے آتے میں لوگوں کو دیتا چلا آیا ہوں گے اس لئے جب مسجد میں پہنچا تو صرف دو دینار باقی رہ گئے۔"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"انہیں بھی تقسیم کر دو تاکہ مجھے راحت حاصل ہو۔ جب تک تم انہیں خرچ کر کے مجھے راحت نہیں پہنچا دیتے میں اس وقت تک اپنے کسی گھر میں نہیں جاؤں گا۔"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس دن ہمارے پاس کوئی نہیں آیا اور وہ خرچ نہ ہو سکے تو حضور نبی کریم ﷺ نے وہ رات مسجد میں گزاری اور اگلا دن بھی سارا مسجد ہی میں گزارا۔ شام کو دو سوار آئے میں ان دونوں کو لے گیا اور ان دونوں کو کپڑے پہنائے اور غلہ بھی دیا۔ جب حضور نبی

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ عشاء سے فارغ ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا۔

"جو تمہارے پاس بچا تھا اس کا کیا بنا؟"

حضرت عبداللہ اہوزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عرض کیا۔

"اللہ عزوجل نے اس کے خرچ کرنے کی صورت پیدا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راحت کی صورت پیدا کر دی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا۔

"اللہ اکبر۔"

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں موت آن لے اور یہ بچا ہوا سامان ان کے پاس ہی ہو۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے چلے اور میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں ایک ایک اہلیہ کے پاس گئے اور ہر ایک کو الگ الگ سلام کیا اور پھر جس گھر میں رات گزارنی تھی وہاں تشریف لے گئے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد اوّل حدیث ۴۸۹)

امت کے متعلق اللہ عزوجل کا فیصلہ:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رات یونہی کھڑے رہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اور وہ سجدہ اتنا طویل تھا کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض ہو

Marfat.com

گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا۔

"معاذ (رضی اللہ عنہ)! تم جانتے ہو میں نے ایسا کیوں کیا؟"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر علم ہے۔"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال چار پانچ مرتبہ دہرایا اور میں نے ہر مرتبہ وہی جواب دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے رب نے جتنی دیر چاہا میں نے نماز پڑھی اور پھر میرے رب نے مجھ پر ایک خاص تجلی فرمائی اور پھر مجھ سے پوچھا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کروں؟ میں نے کہا میرا رب بہتر جانتا ہے۔ اللہ عزوجل نے یہ سوال مجھ سے تین چار مرتبہ پوچھا اور پھر کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے معاملہ میں غمزدہ نہ کروں گا چنانچہ میں نے اس کے شکرانے میں طویل سجدہ کیا اور میرا رب تھوڑے عمل پر زیادہ اجر دینے والا ہے اور شکر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

(مجمع الزوائد جلد دوم حدیث ۳۷۱۹)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق کا فیصلہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک دن حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سے اٹھ کر میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔

"جس نے اللہ عزوجل کی وحدانیت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

رسالت کا سچے دل سے اقرار کیا وہ جنت میں جائے گا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے معاذ (رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے اللہ عزوجل کی وحدانیت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا صدق دل سے اقرار کیا تو وہ جنت میں جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"معاذ (رضی اللہ عنہ) نے سچ کہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا۔"

(اسد الغابہ جلد ہشتم صفحہ ۲۰۵)

مستحب کاموں کی وجہ سے شہید سے افضل ہو گیا:

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک قبیلہ کے دو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوئے اور دونوں میں سے ایک شخص جہاد کا شائق تھا اور وہ دورانِ جہاد ہی مرتبہ شہادت پر فائز ہوا جبکہ دوسرا شخص اس کے ایک برس بعد فوت ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوں اور وہ دونوں بھی میرے ساتھ کھڑے ہیں۔ پھر ایک شخص جنت سے باہر آیا اور اس نے اس شخص کا ہاتھ تھاما جو بعد میں فوت ہوا تھا اور اسے جنت میں لے گیا جبکہ وہ شخص جو شہید ہوا تھا وہ باہر میرے ساتھ ہی کھڑا رہا۔ پھر وہ شخص دوبارہ جنت سے باہر آیا اور اس شہید کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر کچھ دیر بعد وہ شخص پھر جنت سے باہر آیا اور مجھ سے کہنے لگا تم ابھی واپس لوٹ جاؤ تمہارا وقت ابھی نہیں آیا۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے اس خواب کا

Marfat.com

ذکر کئی لوگوں سے کیا یہاں تک کہ یہ بات حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا۔

"تم کیوں حیران ہوتے ہو؟"

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! جو شخص جہاد کا شوق رکھتا تھا اور وہ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا اس کا مقام دوسرے شخص کی نسبت کیونکر کم ہوا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم دیکھتے نہیں جو شخص دوسرے شخص کی شہادت کے ایک برس بعد اس دنیا سے رخصت ہوا اس نے رمضان المبارک کا مہینہ بھی پایا اور اس نے سال بھر نمازیں بھی ادا کیں اور اس کے علاوہ اس نے کئی اور مستحب کام بھی کئے جس کی وجہ سے وہ شہید سے مرتبہ میں آگے بڑھ گیا۔"

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! تو پھر ایک سال کے اعمال کی وجہ سے دونوں کے مرتبہ میں زمین اور آسمان کے برابر فاصلہ آ گیا۔"

(سنن ابن ماجہ حدیث ۱۳۲۷)

وراثت کی تقسیم کے متعلق فیصلہ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بیمار ہوا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو بلا بھیجا۔ آپ ﷺ تشریف لے آئے اور میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا مجھے اجازت دیں میں اپنا مال تقسیم کر دوں۔ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ مانے اور میں نے عرض کیا اگر حکم ہو تو آدھا مال تقسیم کر دوں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر بھی نہ مانے یہاں تک کہ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر حکم ہو تو اپنا تہائی مال تقسیم کر دوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے جس سے میں سمجھ گیا کہ تہائی مال تقسیم کرنا صحیح ہے۔ (صحیح مسلم جلد ششم کتاب فضائل باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۰۷)

درودِ پاک پڑھنے والے کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن مسجد سے باہر نکلے اور اپنے بالاخانے میں تشریف لے گئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر طویل سجدہ کیا یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ شاید اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض کر لی ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بیٹھ گیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ سے سر اٹھایا اور پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل سجدہ کیا اور مجھے گمان ہوا کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض نہ ہو گئی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

> ”جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بشارت دی اللہ عزوجل فرماتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درودِ پاک بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا پس میں نے بطورِ شکرانہ طویل سجدہ کیا۔“

(حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم صفحہ نمبر ۲۸۱)

شیخین رضی اللہ عنہم کی ناراضگی ختم کروانے کا فیصلہ:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر

Marfat.com

رضی اللہ عنہ پریشانی کے عالم میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! کیا بات ہے؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میرے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کے درمیان جھگڑا ہوگیا اور میں نے ان کو برا بھلا کہہ دیا پھر میں نے ان سے معافی مانگی تاکہ وہ اپنی ناراضگی ختم کر دیں تو انہوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے سید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ بلند کئے اور کہا۔

"اے اللہ! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو معاف فرما دے۔"

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات کہے۔ اس دوران سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے مجھے تمہاری جانب بھیجا اور تم لوگوں نے مجھے جھوٹا کہا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے میری تصدیق کی۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی جان اور مال کے ذریعے میری خدمت کی کیا تم میرے لئے بھی میرے ساتھی کو معاف نہیں کرو گے؟"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو رو پڑے اور کہنے لگے۔

Marfat.com

"میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو معاف کیا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۸۶۰)

انگوٹھی پر لا الہ الا اللہ کندوانے کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو انگوٹھی دیتے ہوئے فرمایا۔

"تم اس انگوٹھی پر لا الہ الا اللہ کندوالاؤ۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ انگوٹھی لی اور نقاش کے پاس گئے اور اس سے فرمایا۔

"اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دو۔"

نقاش نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ انگوٹھی لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں وہ انگوٹھی پیش کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وہ انگوٹھی دیکھی تو اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) بھی لکھا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے گوارا نہ کیا میں صرف لا الہ الا اللہ لکھواؤں چنانچہ میں نے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی لکھوا دیا اور آگے جو الفاظ ہیں ان کے متعلق مجھے کچھ علم نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مابین ابھی یہ گفتگو

Marfat.com

جاری تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔

"اللہ عزوجل فرماتا ہے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ گوارا کیا وہ اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام لکھیں تو پھر اللہ عزوجل نے یہ گوارا کیا جب وہ اس کے نام کے ساتھ اس کے محبوب کا نام لکھوا رہے ہیں تو پھر محبوبِ خدا ﷺ کے ساتھ ان کے صدیق ہونے کا بھی ذکر کیا جائے۔"

(تفسیر کبیر صفحہ ۱۴۱)

تین باتیں حق ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا۔ پھر اس شخص نے جب بہت زیادہ گالیاں دیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان میں سے کسی ایک کا جواب دے دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ ناراضگی کی حالت میں وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ فوراً حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے چلے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! جب وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا آپ ﷺ خاموش بیٹھے رہے اور جب میں نے اس کی ایک گالی کا جواب دیا تو آپ ﷺ ناراض ہو کر یوں چل دیئے؟"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تمہارے ساتھ ایک فرشتہ موجود تھا جو تمہاری جانب سے اسے جواب دے رہا تھا اور پھر جب تم نے اسے جواب دیا تو شیطان بھی درمیان آ گیا۔"

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شفیع المذنبین، نورِ مجسم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تین باتیں حق ہیں۔ جس پر صریحاً ظلم کیا جائے اور وہ اللہ عزوجل کی رضا کو پانے کے لئے چشم پوشی کرے تو اللہ عزوجل اسے معزز و منصور کرے گا اور جس نے بخشش کا دروازہ کھولا اور اس کا ارادہ صلہ رحمی کا تھا تو اللہ عزوجل اس کے مال میں مزید اضافہ فرما دے گا اور جس نے سوال کا دروازہ کھولا اور ارادہ مال کو بڑھانے کا تھا تو اللہ عزوجل اس کے مال میں کمی واقع کر دے گا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فیصلے کی تائید کی:

منقول ہے ایک مرتبہ ایک منافق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کسی فیصلے کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ اس کے خلاف کیا۔ اس منافق نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہ کیا اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرنے کو کہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس فیصلے کے لئے نہیں گیا؟ اس نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ میرے خلاف سنایا ہے اس لئے میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس منافق کی یہ بات سنی تو تلوار نکال کر اس کا سر قلم کر دیا اور فرمایا۔

"تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تیرا فیصلہ میری تلوار نے کر دیا۔"

Marfat.com

تمہارا مال انہیں عطا کرنا کوئی بڑی بات نہیں:

ایک مرتبہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے نواح میں واقع ایک گاؤں میں پہنچے اور اس گاؤں میں یہودیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہاں کسی مسلمان کا بھی گھر ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا یہاں ایک بدو مسلمان رہتا ہے جو بہت غریب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس بدو کے پاس گئے اور اس بدو نے اپنی بیوی سے کہا کہ ایک مہمان آیا ہے اس کے کھانے کا انتظام کرو۔ بیوی نے کہا گھر میں تھوڑے سے جو کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ بدو بولا کہ تم گندم کا آٹا کسی سے ادھار لے آؤ۔ بدو کی بیوی نے ہمسایوں سے پتہ کیا مگر کہیں سے گندم کا آٹا نہ ملا۔ اس نے مجبوراً جو کی روٹیاں بنائیں اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دی گئیں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خیال آیا یہ بدو اور اس کی بیوی کے علاوہ ان کے تین بچے بھی ہیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے روٹیوں کا چھٹا حصہ یعنی آدھی روٹی کھائی اور باقی بدو اور اس کے گھر والوں کے لئے چھوڑ دیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے رخصت ہوئے تو اس بدو سے فرمایا۔

"تم جب بھی مدینہ منورہ آؤ تم عمر (رضی اللہ عنہ) کے متعلق پوچھ لینا۔"

کچھ عرصہ بعد وہ بدو اور اس کی بیوی مدینہ منورہ آئے اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔ جب وہ آپ رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان دنوں آپ رضی اللہ عنہ کا تجارتی مال مدینہ منورہ پہنچا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے وہ تمام مال اس بدو کو عطا کر دیا۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ کو تمام واقعہ سنایا اور پوچھا۔

"یارسول اللہ ﷺ کیا میں نے ان کی میزبانی کا حق ادا کر

Marfat.com

دیا؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم نے ان کی میزبانی کا حق ادا نہیں کیا اور وہ غریب تھے مگر پھر بھی انہوں نے تمہاری مہمان نوازی کی اور ادھار لینے سے بھی دریغ نہ کیا اور اپنی قوت سے بڑھ کر تمہاری خدمت کی جبکہ تمہارے پاس مال موجود تھا چنانچہ تمہارا مال انہیں عطا کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔"

بدسلوکی پر حسن سلوک سے پیش آنے کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت جس میں مہاجرین اور انصار تھے موجود تھے۔ اس دوران بنی سلیم کا ایک اعرابی آیا جس کا نام سعید یا معاذ تھا اس نے ایک سوسمار (گوہ) اٹھا رکھی تھی جو اس نے اپنی آستین میں چھپائی ہوئی تھی۔ وہ اعرابی آتے ہی کہنے لگا اللہ کی قسم! (نعوذ باللہ) آج تک کسی ماں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ جھوٹا پیدا نہ کیا ہوگا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ دشمنی والا کسی کو نہیں پایا۔ اگر میرا زور چلتا تو میں تلوار کے ایک ہی وار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا (معاذ اللہ) سر قلم کر دیتا۔

اس اعرابی کی اتنی سخت گفتگو سن کر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہوا اور وہ اٹھے اور ارادہ کیا کہ اس اعرابی کو پکڑیں اور ابھی ختم کر دیں مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا۔

"نرمی سے کام لو، صبر کرو یہ انبیاء علیہم السلام کی علامات ہیں۔"

Marfat.com

پھر حضور نبی کریم ﷺ اس اعرابی کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! میں اس آسمان کے نیچے امین ہوں اور آسمان کے فرشتے بھی میری تعریف کرتے ہیں، میں زمین پر امین ہوں اور اہل زمین بھی میری تعریف کرتے ہیں۔ اے اعرابی! میری محفل میں اچھی بات کرو اور میرے متعلق اچھے کلمات کہو۔"

اس اعرابی نے کہا۔

"یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے ملامت کرتے ہیں جبکہ میں نے سچی بات کہی ہے۔ مجھے لات وعزیٰ کی قسم میں اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ سوسمار آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دے۔"

حضور نبی کریم ﷺ اس سوسمار کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

"بتا میں کون ہوں اور تیرا رب کون ہے؟"

وہ سوسمار بولی۔

"میرا رب زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے، تری اور خشکی پر اس کی بادشاہت ہے اور آپ محمد ﷺ بن عبداللہ ہیں، انبیاء کرام علیہم السلام کے رہنما اور پیشوا جبکہ متقیوں کے امام اور امت کے قائد ہیں، جو آپ ﷺ پر ایمان لائے گا وہ یقینا فلاح پائے گا اور آپ ﷺ کی پیروی کرنے والا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوگا اور جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی وہ خسارہ اٹھانے والا ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا۔"

Marfat.com

سوسمار کی بات سن کر وہ اعرابی بہت خوش ہوا اور خوشی خوشی واپس لوٹنے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا تم اللہ عزوجل کے ساتھ مذاق کرتے ہو؟"

وہ اعرابی کہنے لگا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں مذاق نہیں کرتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی کو روئے زمین پر اپنا دشمن نہ سمجھتا تھا مگر اب میں روئے زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی کو محبت کرنے والا نہیں پاتا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تو اسلام قبول کر لے اسی میں تیری نجات ہے۔"

اس اعرابی نے فوراً کہا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اعرابی کے اسلام لانے پر بے حد خوش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرماتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے اور تین مرتبہ اپنا دست مبارک اس اعرابی کے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا۔

"تم آئے تو کافر تھے مگر اس حالت میں واپس لوٹتے ہو کہ تم مسلمان ہو۔"

مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ نوے ہزار درہم پیش کئے

Marfat.com

گئے اور آپ ﷺ نے ایک چٹائی بچھوا کر انہیں اس پر رکھوا دیا اور انہیں لوگوں میں تقسیم فرمانے لگے۔ جو بھی سائل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ مایوس نہ لوٹتا تھا۔ آپ ﷺ جب تمام درہم تقسیم فرما چکے تو ایک سائل اور آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم میرے نام پر اپنی ضرورت کی اشیاء خرید فرماؤ اور جب مجھے کسی جانب سے مال آئے گا تو میں وہ قرض ادا کر دوں گا۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ جس کام کی استطاعت نہ ہو اللہ عزوجل نے اس کام کو کرنے کا حکم نہیں دیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بات پسند نہ آئی اور اس دوران ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ جو وہاں موجود تھے انہوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ خرچ کرتے جائیں اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو کبھی مال کے کم ہونے کا اندیشہ لاحق نہیں کیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب ان انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو تبسم فرمایا اور آپ ﷺ کے چہرۂ پرنور سے خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔"

مجھے قرض کی ادائیگی کے متعلق کہتے:

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن سعنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے اپنے قرض کی

Marfat.com

واپسی کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور انتہائی بدتمیزی سے کہا۔

"اے عبدالمطلب کی اولاد! تم بڑے نادہندہ ہو۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے انہوں نے جب حضرت زید رضی اللہ عنہ بن سعنہ کی بات سنی تو انہیں جھڑک دیا جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دوران تبسم فرماتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! یہ اور میں کسی اور بات کے ضرورت مند تھے اور تم مجھے اچھی طرح قرض کی ادائیگی کے متعلق کہتے اور اس سے کہتے وہ حسن اخلاق سے اپنے قرض کی واپسی کا تقاضا کرے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے زید (رضی اللہ عنہ)! میرے وعدہ میں تین دن باقی ہیں۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم اس کا قرض ادا کردو اور اسے بیس صاع زیادہ دے دینا کیونکہ تم نے اسے جھڑکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن سلوک دیکھ کر حضرت زید رضی اللہ عنہ بن سعنہ نے اسی وقت کلمہ حق پڑھ لیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن سعنہ اکثر اس واقعہ کو یاد کر کے فرماتے تھے۔

"میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام نشانیاں دیکھی تھیں مگر امور دیکھنا باقی تھے کہ نبی کے علم پر جہالت غلبہ نہیں پا سکتی اور نبی کے ساتھ کتنا بھی جاہلوں والا سلوک کیا جائے اس کے حسن سلوک میں اضافہ ہوتا ہے نہ کہ کمی۔ یہی وجہ ہے کہ جب

Marfat.com

میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو نازیبا الفاظ کے ساتھ آزمایا تو
آپ ﷺ ان پر پورا اترے۔"

ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کاشانہ نبوت میں تشریف لے گئے تو حضور نبی کریم ﷺ کو ایک کھردری چارپائی پر لیٹے ہوئے دیکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی یہ حالت دیکھی تو رو پڑے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ قیصر و کسریٰ دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور جن کے لئے یہ کائنات بنائی گئی ہے ان کا کیا حال ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت؟"

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں اپنی قوم کے چند لوگوں کے ہمراہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اور کسی کا وظیفہ مقرر فرما رہے تھے چنانچہ میری جانب متوجہ نہ ہوئے۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے گیا اور کہا۔

"کیا آپ رضی اللہ عنہ مجھے جانتے ہیں؟"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

"ہاں! تم اس وقت ایمان لائے جب لوگ کافر تھے اور تم نے اس وقت حق کو پہچانا جب لوگ حق سے نا آشنا تھے اور تم نے اس وقت وفا کی جب لوگوں نے غداری کی اور تم اس وقت آگے ہوئے جب لوگ پیٹھ پھیر رہے تھے اور سب سے پہلا صدقہ جس نے حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوش کیا وہ بنی طے کا صدقہ اور زکوٰۃ کا مال تھا۔"

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد چہارم صفحہ ۶۵)

کامل وضو کرنے والے کے متعلق فیصلہ:

مسند احمد میں منقول ہے سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور پھر فرمایا۔

"کیا میں تم سے وہ حدیث بیان نہ کروں جو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنی ہے؟ اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے جس نے کامل وضو کیا اور پھر مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی اور پھر اس کے بعد نماز پڑھی تو ان دونوں نمازوں کے مابین جو گناہ ہوں گے اللہ عزوجل انہیں بخش دے گا۔"

حضرت حمران بن ابان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور پھر وضو فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، پھر اپنے چہرہ کو تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا، سر کا مسح کیا اور پھر دونوں پاؤں کو دھویا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تبسم فرمایا۔

پھر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مجھ سے یہ بات نہیں پوچھو گے میں کیوں مسکرایا؟ اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ

Marfat.com

نے تھوڑا سا پانی منگوایا اور پھر وضو کیا جیسا میں نے کیا اور پھر وضو کے بعد آپ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"بندہ وضو کے لئے پانی طلب کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے جو بھی گناہ صادر ہوتے ہیں اللہ عزوجل انہیں معاف فرما دیتا ہے اور پھر جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ بھی اللہ عزوجل معاف فرما دیتا ہے۔ پھر جب بندہ مسح کرتا ہے تو اللہ عزوجل سر کے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔ پھر جب بندہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اللہ عزوجل پاؤں کے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔

سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"جس نے کامل وضو کیا تو یہ فرض نمازوں کے مابین ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔"

(فتح الباری جلد ہشتم صفحہ ۶۹۵)

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے قاتل کے متعلق فیصلہ:

ایک مرتبہ غزوہ کے دوران جب لشکر اسلام کا گزر ایک نخلستان سے ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اس نخلستان میں کچھ دیر قیام کر لیں۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بعد ایک کھجور کے درخت کے نیچے تشریف لے گئے اور آرام

Marfat.com

فرما ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر نخلستان کی مٹی لگ گئی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم اقدس پر مٹی دیکھ کر فرمایا۔

"اے ابوتراب! اٹھو۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنی تو نیند سے بیدار ہو گئے۔ اس موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اے ابوتراب! کیا میں تمہیں سب سے زیادہ بدبخت کے متعلق نہ بتاؤں؟"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتائیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"سب سے بدبخت وہ شخص ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور ایک سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہوگا جو تیری داڑھی اور چہرے کو خون آلود کرے گا۔"

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۱)

ثعلبہ بن حاطب کے متعلق فیصلہ:

ثعلبہ بن حاطب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے مالدار ہونے کی دعا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ثعلبہ! تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس سے بہتر ہے جس کا تو شکر ادا نہ کرے۔"

ثعلبہ بن حاطب کچھ دنوں بعد پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوا اور یہی عرض کیا اور کہا جس نے آپ ﷺ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ آپ ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمادی اور اللہ عزوجل نے اس کی بکریوں میں برکت فرمادی اور اس کی بکریاں اتنی ہوگئیں کہ مدینہ منورہ میں ان کی گنجائش نہ ہوئی۔ پھر ثعلبہ ان بکریوں کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور جمعہ و جماعت کی حاضری سے بھی محروم ہوگیا۔ آپ ﷺ نے اس کا حال دریافت کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کا مال بہت بڑھ چکا ہے اور اب تو جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہیں رہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ثعلبہ پر افسوس ہے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے کچھ لوگوں کو ثعلبہ کے پاس بھیجا اور جب انہوں نے ثعلبہ سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا یہ تو ٹیکس ہے اور میں سوچ کر جواب دوں گا۔ وہ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے کچھ بتانے سے قبل دو مرتبہ کہا۔

"ثعلبہ پر افسوس ہے۔"

پھر اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب وحی بھیجی اور فرمایا۔

"اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں اگر کافر ہو گئے اور وہ چاہا تھا جو انہیں نہ ملا اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول ﷺ نے انہیں فضل سے غنی کر دیا تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا اور آخرت میں اور زمین کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا اور نہ

Marfat.com

مددگار اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا
کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں
گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں
اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر
پلٹ گئے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ
دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے
اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔"

(سورۃ توبہ: ۷۴ تا ۷۷)

پھر ثعلبہ کو جب اللہ عزوجل کے اس فرمان کی خبر ہوئی تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور زکوٰۃ ادا کرنا چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"مجھے اللہ عزوجل نے منع فرما دیا ہے کہ میں تمہاری زکوٰۃ وصول
کروں۔"

ثعلبہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنا تو بدحواس ہو کر خود پر خاک ڈالنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"یہ تیرے اپنے اعمال کی سزا ہے اور تمہیں ایک حکم دیا گیا
تھا اور تم نے میری اطاعت نہیں کی۔"

مفسرین کرام لکھتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکار کے بعد ثعلبہ بن حاطب چلا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ آیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ سے زکوٰۃ وصول کریں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تمہاری زکوٰۃ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہیں کیا تھا لہٰذا

Marfat.com

میں بھی تمہاری زکوٰۃ کو قبول نہیں کروں گا۔"

ثعلبہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو چلا گیا اور پھر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ آیا اور انہیں زکوٰۃ ادا کرنا چاہی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کی زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا۔ پھر ثعلبہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ آیا اور زکوٰۃ دینی چاہی مگر سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی اس سے زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اس کی موت واقع ہوئی۔

(تفسیر خزائن العرفان)

قتل خطا کے مقدمہ کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے قتل کیا اور اس کا مقدمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاتل کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔ قاتل نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اللہ عزوجل کی قسم میرا ارادہ ہرگز قتل کا نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقتول کے ولی سے فرمایا۔

"اگر یہ اپنے قول میں سچا ہے تو اس کا قتل تیرے لئے دوزخ
میں جانے کا باعث بنے گا۔"

مقتول کے ورثاء نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنا تو قاتل کو خون معاف کر دیا اور آزاد کر دیا۔ (ابن ماجہ جلد دوم کتاب الدیات صفحہ ۱۴۱)

غلام کی آزادی کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص روتا ہوا حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے عرض کیا۔

Marfat.com

"یارسول اللہ ﷺ میں جب اپنے آقا کی کنیز کا بوسہ لے رہا تھا تو میرے آقا نے مجھے دیکھ لیا اور اس نے بطورِ سزا میری پیشاب گاہ کٹوا دی اور میں اسی کی فریاد لے کر حاضر ہوا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس غلام کے آقا کو طلب کیا مگر وہ نہ ملا چنانچہ آپ ﷺ نے اس غلام کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے اسے آزاد کر دیا۔ یہ فیصلہ سن کر وہ غلام بولا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اگر اس شخص نے مجھے دوبارہ غلام بنانے کی کوشش کی تو میری مدد کون کرے گا؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہر مومن اور مسلمان کا فرض ہے کہ وہ تیری مدد کرے اور تیری آزادی کی حفاظت کرے۔"

(ابن ماجہ جلد دوم کتاب الدیات صفحہ ۱۴۱)

جادو کرنے والوں کے متعلق فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں بنی زریق کے ایک یہودی لبید بن اعصم نے حضور نبی کریم ﷺ پر جادو کیا اور آپ ﷺ کا یہ حال ہو گیا کہ آپ ﷺ ایک کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ کام آپ ﷺ نے نہیں کیا ہوتا تھا۔ ایک دن اور رات ایسا ہوا اور آپ ﷺ میرے پاس موجود تھے مگر میری جانب متوجہ نہ تھے بس دعا کر رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

"اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! میں اللہ عزوجل سے جو بات پوچھ رہا تھا

Marfat.com

اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے وہ مجھے بتا دی اور دو فرشتے میرے پاس آئے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور ایک پیروں کی جانب بیٹھ گیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ کہو کہ ان صاحب (حضور نبی کریم ﷺ) کو کیا بیماری ہے؟ اس نے جواب دیا انہیں بیماری نہیں بلکہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے فرشتے نے دوسرے سے پوچھا ان پر جادو کس نے کیا ہے؟ دوسرے فرشتے نے کہا ان پر جادو لبید بن اعصم یہودی نے کیا ہے۔ پہلے فرشتے نے پوچھا کس چیز میں جادو کیا گیا ہے؟ دوسرے فرشتے نے کہا کنگھے اور سر سے نکلے ہوئے بالوں اور نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں۔ پہلے فرشتے نے پوچھا یہ چیزیں یہودی نے کہاں رکھی ہیں؟ دوسرے نے کہا بئر ذروان میں۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر اگلے دن حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس جگہ گئے اور وہ چیزیں برآمد کیں۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا۔

"اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اس کنوئیں کا پانی ایسا تھا جیسے مہندی رنگ کا ہو اور اس پر کھجور کے درخت بے حد بھیانک تھے گویا سانپوں کے پھن لہراتے ہوں۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ آپ اس جادو کو توڑ کیوں نہیں کرتے؟"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا۔

"اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کیا فائدہ؟ اللہ عزوجل نے مجھے اچھا بھلا کر دیا ہے اور اب میں خوامخواہ لوگوں میں ایک شور پھیلانا نہیں چاہتا۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ کنگھا، بال اور نر کھجور کے خوشہ کا غلاف سب دفنا دیا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث ۷۱۵)

تجھ میں اب بھی جہالت باقی ہے:

حضرت معرور بن سوید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ان کا غلام بھی ویسی ہی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ میں نے ان سے کہا اگر آپ رضی اللہ عنہ غلام کی چادر لے کر پہن لیں تو آپ رضی اللہ عنہ کا جوڑا ایک رنگ کا ہو جائے گا اور غلام کو دوسرا کپڑا دے سکتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"بھائی ایسا ہی ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مجھ میں اور ایک شخص میں سخت گفتگو ہوئی اور اس کی ماں عربی نہ تھی بلکہ کسی اور ملک کی تھی اور میں نے اس کی ماں کو گالی دی۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تو نے فلاں شخص سے گالی گلوچ کی ہے؟ میں نے عرض کیا ایسا ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کی ماں کو برا بھلا کہا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھ میں اب بھی جہالت باقی ہے۔ میں

Marfat.com

نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ابھی تک باقی ہے اور اب تو میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب تک دیکھو غلام اور لونڈی تمہارے بھائی ہیں اللہ عزوجل نے انہیں تمہارا تابعدار کیا ہے اور تم ان کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور انہیں وہی پہننے کو دو جو تم خود پہنتے ہو اور ان سے ایسا کام مت لو جو جوان سے بھی نہ ہو سکے اور اگر ایسا کام کرانے لگو تو ان کی مدد کرو۔" (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث ۹۸۹)

دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدمہ کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ میں ایک لڑکے کے متعلق جھگڑا ہو گیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور میرا بھائی عتبہ بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) تھا اور انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور آپ ﷺ اس میں شباہت ملاحظہ فرمائیں۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کے فراش پر اس کی لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔"

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے کو غور سے دیکھا اور وہ بچہ حضرت عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مشابہ تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے عبد (رضی اللہ عنہ)! لڑکا اسی کا ہے جس کے فراش پر پیدا ہوا اور زانی کو بے نصیبی اور محرومی ہے یا پتھر اور اے سودہ (رضی اللہ عنہا)! زمعہ کی بیٹی تم اس سے چھپا کرو۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر ام المومنین حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اسے کبھی نہ دیکھا۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الرضاع صفحہ ۷۳ تا ۷۴)

اسے قتل کر دو:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے چوری کی۔ اس شخص کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اسے قتل کر دو۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے چوری کی۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"پھر اس کا ایک ہاتھ کاٹ دو۔"

چنانچہ اس شخص کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد پھر وہ شخص چوری کرتے پکڑا گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے چوری کی ہے۔"

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اس کا ایک پاؤں کاٹ دو۔"

چنانچہ اس کا ایک پاؤں کاٹ دیا گیا۔ وہ شخص چوری سے باز نہ آیا اور ایک مرتبہ پھر چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر اسے قتل کرنے کا حکم دیا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ پھر کہا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ دو۔"

چنانچہ اس کا دوسرا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس شخص نے ایک مرتبہ پھر چوری کی اور اس مرتبہ اس کا دوسرا پاؤں کاٹ دیا گیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو وہ شخص اپنے عادت سے باز نہ آیا اور اس نے منہ سے چوری کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جب اس شخص کو لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس شخص کو قتل کر دو چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اس شخص کو قتل کر دیا گیا۔

(سنن نسائی جلد ہشتم کتاب قطع السارق صفحہ ۹۰)

ایک منافق کو قتل کرنے کا حکم دینا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم میں ایک شخص بہت عبادت گزار، زہد و تقویٰ والا اور دانا تھا۔ ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس شخص کا ذکر کیا مگر آپ ﷺ اسے پہچان نہ سکے۔ ہم نے اس کی صفات بھی بیان کیں مگر آپ ﷺ پہچان نہ سکے۔ پھر ہمیں وہ شخص آتا دکھائی دیا۔ ہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! یہ وہ شخص ہے جس کا ذکر ہم آپ ﷺ

Marfat.com

سے کر رہے تھے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے اس کے چہرہ پر شیطان کی سیاہی یعنی منافقت دکھائی دیتی ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور آپ ﷺ نے اس سے پوچھا۔

"تیرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ تو اس قوم کا بہترین شخص ہے؟"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس شخص نے کہا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! مجھے ایسا خیال آتا ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر وہ شخص چلا گیا اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"کون اس شخص کو قتل کرے گا؟"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اسے قتل کروں گا چنانچہ وہ اسے قتل کرنے کی غرض سے مسجد میں داخل ہوئے اور پھر اسے نماز میں مشغول دیکھا تو خیال آیا کہ میں ایک نماز پڑھتے ہوئے شخص کو کیسے قتل کروں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں نمازیوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ خیال آنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ پھر فرمایا۔

"کون اس شخص کو قتل کرے گا؟"

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اٹھے اور مسجد میں داخل ہوئے۔ وہ شخص اس وقت سجدہ میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی خود سے وہی کہا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اور واپس لوٹ آئے۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ماجرا دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام ماجرا بیان کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ پھر فرمایا۔

"کون اس شخص کو قتل کرے گا؟"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس مرتبہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں اسے قتل کروں گا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر تم نے اسے پالیا تو تم اسے ضرور قتل کرو گے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور اس شخص کو تلاش کیا مگر وہ شخص وہاں سے جا چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر حضور نبی کریم ﷺ کو تمام بات بتائی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! اگر تم اسے قتل کر دیتے تو وہ پہلا اور آخری شخص ہوتا اور اس کے بعد میری امت کے دو لوگ کبھی آپس میں اختلاف نہ کرتے۔"

(مسند ابی یعلیٰ جلد اول مسند ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ حدیث ۸۵)

Marfat.com

ایک شخص کے قتل کا حکم دینا:

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے جا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو سجدہ میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ شخص ابھی بھی سجدہ میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں رک گئے اور فرمایا۔

''اسے کون قتل کرے گا؟''

راوی کہتے ہیں ایک شخص نے کھڑے ہو کر اپنی آستینیں چڑھائیں اور اپنی تلوار نکالی پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ایک ایسے شخص کو قتل کروں جو سجدہ میں ہے اور گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں؟''

راوی کہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا۔

''اسے کون قتل کرے گا؟''

راوی کہتے ہیں پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اسے میں قتل کروں گا مگر جب اس کے نزدیک گیا تو اس کا ہاتھ کانپنے لگا۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ایک ایسے شخص کو قتل کروں جو سجدہ میں ہے اور گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں؟''

راوی کہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بات سنی تو فرمایا۔

Marfat.com

"اللہ عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے
اگر تم اسے قتل کر دیتے تو یہ پہلا اور آخری فتنہ ہوتا۔"

(مسند امام احمد جلد ہفتم حدیث ۲۰۴۵۳)

حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کو بطورِ قصاص قتل کروا دیا:

مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں کسی رنجش پر سوید بن صامت پر قابو پا لیا اور اسے قتل کر دیا اور یہ قبولِ اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو حارث بن سوید اور مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر دونوں غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور حارث بن سوید رضی اللہ عنہ، مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے رہے تاکہ وہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیں۔

راوی کہتے ہیں پھر غزوۂ احد میں بھی دونوں شریک تھے اور حارث بن سوید رضی اللہ عنہ نے موقع پاتے ہی مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حمراء اسد سے واپس ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی کہ حارث بن سوید رضی اللہ عنہ نے مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ کو دھوکہ سے قتل کیا ہے اور اب انہیں بھی قتل کیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت گرمی میں سواری پر سوار قباء پہنچے اور نماز ادا فرمائی۔ انصار کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ بھی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس سخت گرمی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی توقع نہ تھی۔ پھر حارث بن سوید رضی اللہ عنہ بھی رنگین چادر میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔

"حارث (رضی اللہ عنہ) کو مسجد کے دروازہ کے پاس لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو اس نے مجذر بن زیاد (رضی اللہ عنہ) کو دھوکہ سے قتل کیا ہے۔"

Marfat.com

حارث بن سوید رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنا تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے انہیں اس وجہ سے قتل نہیں کیا کہ میں اسلام سے پھر گیا ہوں اور نہ ہی میرا یہ قتل کسی شک کی بناء پر ہے بلکہ ایسا شیطان کی جانب سے غصہ دلانے اور نفس کے بہکاوے کی وجہ سے ہوا ہے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے اس عمل کی توبہ کرتا ہوں، میں اس کی دیت ادا کروں گا اور لگاتار دو ماہ کے روزے رکھوں گا اور ایک غلام بھی آزاد کروں گا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کی گفتگو سننے کے بعد ایک مرتبہ پھر حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اسے لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔"

راوی کہتے ہیں حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کی گردن اڑا دی۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد ہشتم حدیث ۱۶۰۶۱)

مقروض کے قرض کا فیصلہ:

حضرت سعد بن اطول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے بھائی نے ترکہ میں تین سو درہم چھوڑے اور میں نے وہ رقم اس کے گھر والوں پر خرچ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

"تیرا بھائی مقروض تھا لہٰذا تم اس کا قرض ادا کرو۔"

حضرت سعد بن اطول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے اپنے بھائی کا تمام ترکہ ادا کر

Marfat.com

دیا ہے ماسوائے ان دو دینداروں کے جن کا دعویٰ ایک
عورت نے کیا ہے اور اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم اسے دو دینار دے دو وہ سچ کہتی ہے۔"

(ابن ماجہ جلد سوم کتاب الصدقات حدیث ۲۴۳۳)

عورت کا ہاتھ کٹوا دیا:

عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں ایک عورت نے دوسری عورت کے پاس جا کر کہا فلاں عورت تجھ سے زیور ادھار مانگتی ہے۔ اس عورت نے اپنا زیور اسے ادھار دے دیا اور پھر کچھ عرصہ انتظار کیا مگر اپنا زیور نہ پایا تو اس نے اپنے زیور کا مطالبہ اس عورت سے کیا جس کے نام پر اس عورت نے زیور لیا تھا مگر وہ عورت کہنے لگی میں نے تیرا زیور ادھار نہیں لیا۔ اس عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا۔ اس عورت نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں اس رب کی قسم کھاتی ہوں جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں نے کوئی چیز ادھار نہیں لی۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اس عورت کی بات سنی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"تم اس کے گھر جاؤ اور اس کے بستر کے نیچے سے وہ زیور لے آؤ۔"

Marfat.com

راوی کہتے ہیں کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ زیور لے کر آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔

(مصنف عبدالرزاق جلد نہم حدیث ۱۹۱۰۴)

اونٹنی کے چور کا فیصلہ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اور اس نے ایک شخص کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ جب یہ مقدمہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا تو مدعی نے کہا اس شخص نے میری اونٹنی لی ہے۔ دوسرے شخص نے کہا اللہ عزوجل کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں نے اس کی اونٹنی نہیں لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تو نے اس کی اونٹنی لی ہے پس تو اس کی اونٹنی واپس کر دے۔"

راوی کہتے ہیں اس شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنا تو اس کی اونٹنی اسے واپس کر دی۔ (سنن الکبریٰ بیہقی جلد دہم کتاب الایمان حدیث ۱۹۸۸۰)

اونٹ کے متعلق فیصلہ:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک صبح ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں جمع ہوئے اور پھر ایک اعرابی اپنے اونٹ کی نکیل تھامے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں سلام کیا۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس

Marfat.com

کے سلام کا جواب دیا۔ اس دوران وہ اونٹ بلبلانے لگا۔ پھر ایک دوسرے شخص نے جو اس کا محافظ تھا اس نے آگے بڑھ کر عرض کیا یہ اونٹ چوری کا ہے۔ اونٹ نے ایک مرتبہ پھر بلبلاتے ہوئے آواز نکالی۔ آپ ﷺ نے اس کی فریاد سننے کے لئے خاموشی اختیار کی اور پھر اس کا غم سنا۔ جب وہ اونٹ اپنی فریاد سنا چکا تو آپ ﷺ نے اس محافظ سے فرمایا۔

"تو اس سے باز رہ اور اس نے تیرے خلاف گواہی دی ہے
اور تو جھوٹا ہے۔"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس محافظ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو چلا گیا۔ آپ ﷺ اعرابی کی جانب متوجہ ہوئے اور پوچھا۔

"تم جب میرے پاس آئے تھے تو تم نے کیا پڑھا تھا؟"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس اعرابی نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا
اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر اتنا درود بھیج کہ کوئی درود باقی نہ رہے۔ اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر اتنی برکتیں نازل فرما کہ کوئی برکت باقی نہ رہے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر اتنی سلامتی نازل فرما کہ کوئی سلامتی باقی نہ رہے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا کہ اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر اتنی رحمتیں نازل فرما کہ کوئی رحمت باقی نہ رہے۔"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس اعرابی کی بات سنی تو فرمایا۔

Marfat.com

"اللہ عزوجل نے اس کا معاملہ مجھ پر ظاہر فرما دیا تھا اور اونٹ کے بولنے نے تجھے اس الزام سے بری کر دیا اور فرشتوں نے آسمان کو ڈھانپ لیا۔" (معجم الکبیر جلد پنجم حدیث ۴۸۸۷)

تم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو؟:

حضرت عمارہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور اسے ساتھ چلنے کو کہا تاکہ گھر جا کر اس گھوڑے کی قیمت ادا کریں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیز تیز قدم چلتے ہوئے گھر کی جانب بڑھے اور وہ اعرابی بھی پیچھے ہوا مگر اپنی سست رفتاری کی وجہ سے پیچھے رہ گیا۔ راستہ میں کچھ لوگ آئے اور انہوں نے اعرابی کو گھوڑے کی قیمت لگانا شروع کی اور پھر ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیمت سے زیادہ قیمت لگا دی جس پر اس اعرابی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا اور کہا۔

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھوڑا ابھی خریدنا ہے تو خرید لیں ورنہ میں اسے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دوں گا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اعرابی کی بات سنی تو رک گئے اور اس کے پاس آ کر فرمایا۔

"کیا میں نے تجھ سے یہ گھوڑا نہیں خریدا؟"

اعرابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو کہا۔

"ابھی بیع مکمل نہیں ہوئی۔"

راوی کہتے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس اعرابی کے مابین بحث

Marfat.com

ہونے لگی اور اس دوران کچھ لوگ جمع ہو گئے۔ اعرابی نے لوگوں کا ہجوم دیکھا تو آپ ﷺ سے کہا۔

"اگر آپ ﷺ کے پاس کوئی گواہ ہے کہ میں نے گھوڑا آپ ﷺ کو فروخت کیا ہے تو تو پیش کریں۔"

حضور نبی کریم ﷺ اور اس اعرابی کی گفتگو جس مسلمان نے بھی سنی اس نے اس اعرابی سے کہا۔

"تیرا ناس ہو تو کیوں ضد کرتا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بحث کرتا ہے اور کیا آپ ﷺ حق کے سوا کوئی بات کریں گے۔"

راوی کہتے ہیں اس دوران حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ اور اس اعرابی کے مابین بحث کو روکا اور کہا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے اپنا گھوڑا حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو پوچھا۔

"تم کس بنیاد پر یہ بات کر رہے ہو جبکہ تم اس وقت وہاں موجود نہ تھے؟"

راوی کہتے ہیں حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی بناء پر اس بات کی گواہی دی ہے۔"

Marfat.com

راوی کہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ کے بعد حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو لوگوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔

(مسند امام احمد جلد پنجم حدیث ۲۱۵)

تم اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے:

معاویہ بن حکم سلمیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میری ایک لونڈی تھی جو احد پہاڑ اور مدینہ منورہ کے نواح میں واقع بستی جوانیہ کے گرد بکریاں چراتی تھی۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا اور دیکھا کہ ایک بھیڑیا بکری کو اٹھا کر لے گیا اور میں چونکہ انسان تھا اس لئے فطرتاً مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اپنی اس لونڈی کو ایک زوردار طمانچہ رسید کر دیا۔ پھر میں نے اس بات کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انداز سے مجھے لگا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر سخت ناراض ہوں۔ میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں تو میں اسے آزاد کر دوں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم اسے میرے پاس لاؤ۔"

معاویہ بن حکم سلمیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس لونڈی کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا۔

"اللہ کہاں ہے؟"

معاویہ بن حکم سلمیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس لونڈی نے عرض کیا۔

"آسمانوں پر۔"

معاویہ بن حکم سلمیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔

Marfat.com

"میں کون ہوں؟"

معاویہ بن حکم سلمیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ لونڈی بولی۔

"آپ ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔"

معاویہ بن حکم سلمیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ میری جانب متوجہ ہوئے اور مجھ سے فرمایا۔

"تم اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے۔"

(صحیح مسلم جلد دوم کتاب المساجد صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۰)

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے مال کے متعلق فیصلہ:

فتح مکہ سے کچھ عرصہ قبل حضور نبی کریم ﷺ کے داماد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے قریش کی ایک جماعت کے ہمراہ تجارت کی غرض سے شام کی جانب گئے اور واپسی پر اس لشکر کو حضور نبی کریم ﷺ کے بھیجے ہوئے ایک لشکر نے جس کے سربراہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے اس قافلے کا سامان چھین لیا اور لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے مگر ان کا مال بھی چھین لیا گیا تھا۔

راوی کہتے ہیں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے اور انہوں نے اپنی زوجہ اور دختر رسول اللہ ﷺ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام کیا اور ان سے پناہ کی درخواست کی۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے انہیں پناہ دے دی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ صبح کے وقت نمازِ فجر کی ادائیگی کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی صف میں آواز دی کہ میں نے ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو پناہ دی ہے۔ (اس وقت عورتوں کو مسجدوں میں آنے اور نماز پڑھنے کی اجازت تھی)

Marfat.com

راوی کہتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی اور سلام پھیرنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

"میں نے جو کچھ سنا ہے کیا تم نے بھی وہ سنا ہے؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"جی ہاں!"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے اس کی کچھ خبر نہ تھی کہ میری بیٹی نے اپنے شوہر کو پناہ دی ہے اور مجھے بھی ابھی اس کی خبر ہوئی۔"

راوی کہتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"مسلمانوں میں سے کوئی ادنیٰ بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا۔

"تم ابوالعاص (رضی اللہ عنہ) کے لئے کھانے کا عمدہ انتظام کرو مگر وہ تمہارے نزدیک نہ آئے کہ وہ تم پر حلال نہیں کیونکہ وہ ابھی تک کافر ہے۔"

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

"ابوالعاص (رضی اللہ عنہ)! اپنا مال واپس لینے آئے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کی بات سنی تو واپس مسجد میں تشریف لائے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا جنہوں نے قریش کے قافلے کو لوٹا تھا اور قیدی بنائے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا۔

Marfat.com

"تم جانتے ہو ابوالعاص (رضی اللہ عنہ) میرے رشتہ داروں میں سے ہے اور تم نے ان کا مال چھینا ہے جسے اللہ عزوجل نے تمہارے لئے مالِ غنیمت بنایا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ اس پر احسان کرو اور وہ مال اسے واپس کر دو اور یہ میری خواہش ہے اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو وہ مال تمہارا ہے تم اس کا حق رکھتے ہو۔"

راوی کہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کے فیصلے کی تکریم کرتے ہیں اور وہ مال انہیں واپس کرتے ہیں۔"

راوی کہتے ہیں کہ پھر ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا تمام مال انہیں واپس کر دیا اور وہ اپنا مال لے کر مکہ مکرمہ واپس چلے گئے اور جس جس قریشی کا سامان وہ تجارت کی غرض سے لے کر گئے تھے اسے اس کا مال واپس کر دیا۔ لوگوں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔

"ہم نے تمہیں وفا شعار اور شریف پایا ہے۔"

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ لوگوں کا مالِ واپس کرنے کے بعد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی قسم! مدینہ منورہ میں مجھے کسی چیز نے کلمہ پڑھنے سے نہیں روکا ماسوائے اس کے کہ کہیں تم کسی بدگمانی میں مبتلا نہ ہو۔"

راوی کہتے ہیں یہ فرما کر حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے انہیں اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹا دیا یعنی تجدید نکاح کر دیا۔ (سنن الکبریٰ بیہقی جلد نہم صفحہ ۹۵، مجمع الزوائد جلد پنجم صفحہ ۳۳۰)

بدعہدی کی سزا:

روایات میں آتا ہے غزوۂ بدر میں مشرکین کے جو لوگ قیدی بنائے گئے ان میں ابوعزہ عمرو بن عبداللہ نامی ایک معذور شاعر بھی تھا اور یہ شخص کثیر العیال تھا اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میرے حالات آپ ﷺ سے مخفی نہیں لہٰذا آپ ﷺ مجھ پر احسان فرمائیں اور مجھے رہا فرما دیں۔"

پھر اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

"میں اس لئے مسلمانوں کے مقابلہ پر نکلا تھا تاکہ میں اپنے اہل وعیال کے لئے کچھ مال حاصل کروں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی معذوری دیکھتے ہوئے اس کی رہائی کا حکم دے دیا۔ ابوعزہ عمرو بن عبداللہ نے عہد کیا کہ میں آئندہ کبھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے نہیں نکلوں گا مگر اس نے بدعہدی کی اور غزوۂ احد کے موقع پر مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا رہا اور پھر لشکر اسلام نے اسے پکڑ لیا اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا مشرک غزوۂ احد میں قیدی نہیں بنایا گیا تھا۔ اس کا مقدمہ ایک مرتبہ پھر آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور اس نے آپ ﷺ سے ایک مرتبہ پھر معافی کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا اور تم مکہ مکرمہ واپس جا کر مشرکین سے کہو گے کہ دیکھو میں نے محمد (ﷺ)

Marfat.com

کو دو مرتبہ دھوکہ دیا ہے۔"

راوی کہتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر ابوعزہ عمرو بن عبداللہ کی گردن اس کی بدعہدی پر اس کے تن سے جدا کر دی گئی۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۱۳۰)

اللہ عزوجل کا فیصلہ:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابی بن خلف نے مکہ مکرمہ میں یہ قسم کھائی تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور قتل کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو ابی بن خلف کی قسم کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے چاہا تو میں اسے قتل کروں گا۔"

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقع پر ابی بن خلف لوہے کا لباس پہنے میدانِ جنگ میں اترا اور کہہ رہا تھا۔

"آج اگر میں بچ گیا تو پھر محمد (ﷺ) نہیں بچیں گے۔"

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر ابی بن خلف نے حضور نبی کریم ﷺ پر حملہ کر دیا مگر حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ اس وقت آپ ﷺ کے آگے آہنی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے اور ان کے جسم پر بے شمار زخم آئے اور وہ شہید ہو گئے۔ اس دوران آپ ﷺ نے ابی بن خلف کی ہنسلی کی ہڈی دیکھ لی اور آپ ﷺ نے اس میں نیزہ گھونپ دیا۔ نیزے کی ضرب سے ابی بن خلف کو معمولی زخم آیا اور اس سے خون نہ نکلا۔ پھر اس کے ساتھی آئے اور اسے اٹھا کر لے گئے اور وہ تکلیف کی شدت سے کراہ رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا۔

"تم کیوں ایسے چلاتے ہو جبکہ زخم معمولی ہے۔"

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابی بن خلف نے اپنے ساتھیوں

Marfat.com

سے کہا۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر یہ تکلیف ذی المجاز کو پہنچتی جس سے میں دوچار ہوں تو وہ سب موت کے گھاٹ اتر جاتے۔"

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ابی بن خلف نے اپنے ساتھیوں کے کہنے پر کہا۔

"کیا تم جانتے نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے قتل کرنے کی بات کی تھی اور اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مر جاتا۔"

راوی کہتے ہیں کہ پھر غزوۂ احد سے واپسی پر مکہ مکرمہ سے قبل مقام سرف پر ابی بن خلف درد کی شدت سے تڑپتا ہوا جہنم واصل ہوا۔

(دلائل النبوۃ جلد سوم صفحہ ۲۵۸)

مسیلمہ کذاب کے قاصدوں کے متعلق فیصلہ:

نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مسیلمہ کذاب نے اپنے دو قاصدوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور ان قاصدوں نے مسیلمہ کذاب کا خط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا۔

"تم مسیلمہ کذاب کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو؟"

نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان قاصدوں نے کہا۔

"ہم اس بات کے قائل ہیں مسیلمہ جو کہتا ہے درست کہتا ہے اور ہم اس کو نبی تسلیم کرتے ہیں۔"

نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں قاصدوں کی بات سنی تو فرمایا۔

Marfat.com

"اللہ کی قسم! اگر یہ بات آڑے نہ آتی کہ قاصدوں کو قتل کیا جاتا
تو میں ضرور تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔"

(مجمع الزوائد جلد پنجم صفحہ ۳۱۴)

ایک انصاری کے مقدمہ کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک انصاری نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے والد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی یہ شکایت کی کہ یہ حرہ ندی کا پانی خود استعمال کرتے ہیں اور ہمارے کھیتوں تک اس پانی کو نہیں آنے دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔

"اے زبیر (رضی اللہ عنہ)! اپنے درختوں کو سیراب کرلو اور پھر اپنے
ہمسایہ کی زمین پر اپنی چھوڑ دو۔"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس انصاری نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو غصہ سے کہنے لگا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فیصلہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انصاری کی بات سنی تو چہرۂ انور پر غصہ کے آثار نمایاں ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے زبیر (رضی اللہ عنہ)! تم اپنے درختوں کو سیراب کرو یہاں تک
کہ پانی منڈیروں تک آجائے۔"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والد بزرگوار فرماتے ہیں قسم ہے اللہ عزوجل کی سورۃ النساء کی آیت تمہارا ایمان اس وقت تک پورا نہ ہوگا جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں گے۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب المساقاۃ حدیث ۲۲۰۳)

Marfat.com

خانہ کعبہ کی کنجی کے متعلق فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت شیبہ بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور جب اہل مکہ کا خوف ان کے دلوں سے نکل گیا یعنی انہیں امان مل گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا جب طواف مکمل ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کے کلید بردار عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کو بلایا اور ان سے خانہ کعبہ کی کنجی مانگی اور عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ نے حدیبیہ کے موقع پر اسلام قبول کرلیا تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ دارِ طلحہ اپنی والدہ کے پاس گئے اور ان سے خانہ کعبہ کی کنجی مانگی۔ انہوں نے کنجی دینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے ماں کو دھمکاتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے کنجی ضرور دو گی ورنہ میں تلوار نکال لوں گا۔"

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ اپنی ماں سے خانہ کعبہ کی کنجی لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کنجی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اندر لکڑیوں کو جوڑ کر بنایا گیا ایک کبوتر دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کبوتر کو پکڑ کر توڑ ڈالا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اس دوران اہل مکہ سر جھکائے باہر کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے عام معافی کا اعلان کیا۔ اس موقع پر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حجاج کو آبِ زمزم پلانے کی ذمہ داری

Marfat.com

ہماری ہے آپ ﷺ خانہ کعبہ کی کنجی بھی ہمارے سپرد کر
دیں تاکہ یہ شرف ہمیں حاصل ہو۔"

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر بھی عدل و انصاف کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ کنجی عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کے پاس رہے گی اور ان کا خاندان
عرصہ دراز سے اس کنجی کو سنبھالے ہوئے ہے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن طلحہ کو بلایا اور خانہ کعبہ کی کنجی ان کے حوالے کر دی اور زمانہ جاہلیت میں آپ ﷺ نے ایک مرتبہ ان سے کنجی مانگی تھی تو انہوں نے آپ ﷺ کو خانہ کعبہ کی کنجی دینے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے کنجی دیتے وقت ان سے فرمایا۔

"عثمان (رضی اللہ عنہ) یہ کنجی تم رکھو گے اور آج وفاداری اور احسان
کا دن ہے۔"

(اسد الغابہ جلد سوم صفحہ ۵۷۲)

زنا بالجبر کے متعلق فیصلہ:

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک عورت نماز کے ارادہ سے نکلی اور ایک مرد اسے ملا جس نے اس پر غلبہ پا لیا اور اپنی ضرورت اس سے پوری کی۔ وہ چلائی اور مرد چلا گیا۔ پھر مہاجرین کی ایک جماعت کا گزر وہاں سے ہوا اور اس عورت نے ان سے کہا کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ ایسا کیا ہے۔ مہاجرین کی اس جماعت نے اس شخص کو پکڑ لیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور فرمایا تجھے اللہ عزوجل نے

Marfat.com

بخش دیا ہے اور اس شخص کے متعلق فرمایا اسے رجم کر دو۔

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۴۱۵)

دبر کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل اس کی جانب نگاہِ رحمت نہیں کرے گا جو مرد یا عورت کے پاس دبر میں جائے۔"

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۴۲۷)

قومِ لوط کے عمل کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم اگر کسی کو قومِ لوط جیسا کام کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔" (مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۴۱۸)

چوپائے سے بدفعلی کرنے والے کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جو چوپائے سے صحبت کرے اسے اور جانور دونوں کو مار دو۔"

راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا چوپائے کا اس میں کیا قصور ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

"میں نے اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ سے کچھ نہیں سنا
مگر میں گمان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے اسے ناپسندیدہ فرمایا
ہے کہ اس کا گوشت کھایا جائے یا پھر اس سے نفع اٹھایا جائے
حالانکہ اس کے ساتھ یہ بری حرکت کی جا چکی ہے۔"

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۴۱۹)

چادر چرانے والے کے متعلق فیصلہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بن امیہ مدینہ منورہ آئے اور مسجد نبوی ﷺ میں سو گئے اور اپنی چادر کا تکیہ بنا لیا۔ ایک چور آیا اور ان کی چادر لے لی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے ایسا نہ چاہا تھا اور وہ چادر میں نے اسے صدقہ کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تو پھر تم نے ایسا اسے میرے پاس لانے سے پہلے کیوں نہ
کیا؟" (مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۴۳۸)

ایک شرابی کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے مارو اور ہم میں سے بعض اپنے ہاتھوں سے اسے مارنے لگے اور بعض اپنے کپڑوں سے اور بعض اپنے جوتوں سے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اسے ملامت کرو اور ہم اس کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا تجھے اللہ عزوجل کا خوف نہ آیا اور تو اللہ عزوجل

Marfat.com

سے نہ ڈرا اور تجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی شرم نہ آئی۔ پھر بعض نے کہا اللہ عزوجل تجھے رسوا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ایسا نہ کہو اور شیطان کی مدد نہ کرو بلکہ یوں کہو اللہ اسے بخش دے اور اس کے حال پر رحم فرمائے۔"

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۴۵۴)

خائن کی سزا:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جب تم کسی شخص کو پاؤ کہ وہ اللہ عزوجل کی راہ میں خیانت کرے تو اس کا سامان جلا دو اور اسے مارو۔"

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۴۶۶)

غدار کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ہر بدعہد غدار کا جھنڈا قیامت کے دن اس کے چوتڑوں کے پاس ہوگا اور ہر غدار کا جھنڈا قیامت کے دن اس کی غداری کے مطابق بلند کیا جائے گا اور عوام کے بادشاہ سے بڑھ کر کوئی غدار نہیں ہوتا۔"

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۵۵۶)

Marfat.com

جھوٹے گواہ کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کے متعلق جو جھوٹی قسم پر حلف لے حالانکہ وہ جھوٹا ہو اور کسی مسلمان کا مال کھائے اس کے متعلق فرمایا۔

"ایسا شخص قیامت کے دن اس حال میں اللہ عزوجل سے ملے گا کہ اللہ عزوجل اس پر غضب فرمائے گا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اللہ عزوجل نے اس کی تصدیق نازل فرمائی۔

"بے شک جو لوگ اللہ عزوجل کے عہد کو اور اپنی قسموں کے بدلہ تھوڑی قیمت پر خرید لیتے ہیں۔"

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۵۸۵)

مرتد کے متعلق فیصلہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم میں بنی نجار کا ایک شخص تھا اور اس نے سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران حفظ کی تھیں اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کا کاتب وحی بھی تھا مگر پھر وہ مرتد ہو گیا اور اہل کتاب سے مل گیا۔ وہ کہتا تھا محمد ﷺ کچھ بھی نہیں جانتے اور وحی کے الفاظ ان کے لئے کچھ بھی لکھ دیئے جائیں۔ اس کی ان باتوں کا علم آپ ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے حق میں فرمایا۔

"اے اللہ! اسے دوسروں کے لئے نشانی اور سامانِ عبرت بنا دے۔"

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے اسے ہلاک کر دیا اور لوگوں نے اسے دفن کیا مگر اگلی صبح لوگوں نے دیکھا زمین نے اسے باہر اگل دیا۔ مشرکوں نے کہا یہ ضرور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حرکت ہے کیونکہ یہ انہیں چھوڑ کر ہمارے ساتھ آن ملا تھا اور انہوں نے اس کی لاش زمین سے نکال کر باہر رکھ دی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے اس کے لئے پھر قبر کھودی اور جتنا گہرا گڑھا کھود سکتے تھے کھودا اور اسے اس میں دبا دیا۔ اگلے دن اس کی لاش پھر زمین نے باہر اگل دی۔ انہوں نے پھر وہی باتیں کیں اور اس مرتبہ مزید گہرا گڑھا کھود کر اسے دبا دیا مگر تیسری مرتبہ پھر زمین نے اسے باہر اگل دیا۔ اب ان مشرکوں کو یقین آ گیا کہ یہ کسی انسان کی حرکت نہیں ہے۔

تم دیت کو کافی سمجھو:

ایک شخص نے دوسرے شخص کے بازو پر تلوار سے وار کیا جس سے اس کی کلائی پر شدید ضرب آئی مگر جوڑ سلامت رہا۔ وہ شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور پورا واقعہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مارنے والے شخص کو حکم دیا۔

"تم اسے دیت ادا کرو۔"

اس شخص نے اعتراض کیا اور کہا مجھے دیت نہیں بلکہ قصاص چاہئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے اور تم دیت کو کافی سمجھو۔"

راوی کہتے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقدمے میں قصاص کا فیصلہ نہیں سنایا۔ (سنن ابن ماجہ جلد ۲ باب الدیات صفحہ ۱۳)

Marfat.com

یہودی مرد اور عورت کو زنا پر رجم کرنے کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی مرد آیا اور اس کے ہمراہ ایک یہودی عورت بھی تھی اور ان دونوں نے زنا کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے پاس چلے گئے اور ان سے پوچھا تورات میں زنا کی سزا کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم دونوں کا منہ کالا کرتے ہیں اور ایک اونٹ پر یوں بٹھاتے ہیں کہ ایک کا منہ دوسری جانب اور دوسرے کا منہ دوسری جانب ہوتا ہے یعنی دونوں کی پیٹھ باہم ملی ہوتی ہے اور پھر ان کو چکر لگاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تورات لاؤ اور اگر تم سچے ہو اور پھر وہ تورات لائے۔ پھر ایک یہودی نے تورات پڑھی اور پھر جب اس آیت پر پہنچا جس میں رجم کا ذکر تھا تو اس نے اپنا ہاتھ اس آیت پر رکھ دیا اور آگے پیچھے کا مضمون پڑھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو اسلام قبول کرنے سے قبل یہودیوں کے عالم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے انہوں نے اس شخص سے کہا تم اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت نکلی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی مرد اور عورت کے متعلق حکم دیا کہ انہیں رجم کیا جائے چنانچہ انہیں رجم کیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس یہودی مرد اور عورت کو رجم کیا اور میں دیکھتا تھا یہودی مرد، عورت کو بچاتا تھا پتھروں سے اور وہ پتھر خود کھاتا تھا یعنی اسے اس عورت سے محبت تھی۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الحدود صفحہ ۳۳۱ تا ۳۳۲)

لونڈی کے زنا کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے پوچھا گیا وہ عورت جو محصنہ ہے اگر وہ زنا کرے تو اس کی کیا سزا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر ایسی عورت جو محصنہ نہیں وہ زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ اور اگر وہ پھر زنا کرے تو اسے پھر کوڑے لگاؤ اور پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ اور جب پھر زنا کرے تو اسے فروخت کر دو خواہ ایک رسی قیمت میں ملے۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الحدود صفحہ ۳۳۴)

غموس قسم کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بڑے گناہ کون سے ہیں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس شخص نے پوچھا اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"غموس قسم کھانا۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ غموس قسم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم جان بوجھ کر کسی مسلمان کا مال مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھاؤ۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب استتابۃ المرتدین حدیث ۱۸۱۴)

Marfat.com

قصاب کو قربانی میں سے بطورِ اجرت کچھ نہ دیا جائے:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے قربانی کے اونٹوں کے پاس کھڑا کیا اور میں نے ان کا گوشت تقسیم کیا اور میں نے ان کی کھالیں تقسیم کیں اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

"قربانی کے اونٹوں کا بندوبست کرو اور قصائی کو ان میں سے کوئی چیز بھی بطورِ اجرت نہ دو۔"

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب المناسک حدیث ۱۶۱۰)

حالت احرام میں شکار کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حج کی غرض سے نکلے اور آپ ﷺ نے راستہ میں ایک جماعت کو پھیر دیا اور میں بھی اس جماعت میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم سمندر کے کنارے کا راستہ لو یہاں تک کہ ہم سے آن ملو۔"

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم جب لوٹے تو ہم میں سے بیشتر لوگوں نے احرام باندھ لیا تھا اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا۔ پھر ہمیں راستہ میں گورخر دکھائی دیا اور میں نے اسے مار دیا اور پھر ہم نے اس کا گوشت کھایا اور کہنے لگے ہم حالت احرام میں شکار کا گوشت کھاتے ہیں اور پھر ہم نے بچا ہوا گوشت رکھ لیا اور پھر جب حضور نبی کریم ﷺ سے ملے تو اس کا ذکر آپ ﷺ سے کیا اور میں نے بتایا کہ میں اس وقت حالت احرام میں نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں سے جو احرام کی حالت میں تھے ان سے پوچھا تم میں سے کس نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو شکار

Marfat.com

کرنے کے لئے کہا تھا؟ ان لوگوں نے کہا ہم میں سے کسی نے انہیں ایسا کرنے کو نہیں کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر تم بچا ہوا گوشت کھاؤ۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب المناسک حدیث ۱۷۰۸)

حالت روزہ میں جماع کرنے والے کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں دوزخ میں جل رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے عرض کیا میں نے حالت روزہ میں اپنی بیوی سے صحبت کی ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک تھیلا لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ دوزخ میں جلنے والا کہاں ہے؟ وہ شخص حاضر خدمت ہوا آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا۔

"تو ان کھجوروں کو صدقہ کر دے۔"

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الصوم حدیث ۱۸۱۴)

مرتد کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ہمراہ اشعر قبیلے کے دو شخص تھے اور ایک شخص میرے دائیں تھا اور دوسرا شخص میرے بائیں تھا اور آپ ﷺ اس وقت مسواک فرما رہے تھے۔ ان دونوں نے آپ ﷺ سے عہدہ کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس پروردگار کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نہیں

Marfat.com

جانتا تھا کہ یہ دونوں کیا بات کہنے والے ہیں اور انہوں نے اپنے دل کی بات مجھ سے نہیں کہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم کسی کو اس کے کہنے پر کوئی عہدہ نہیں دیتے اور پھر آپ ﷺ نے مجھے یمن کی جانب بھیجا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو میرے پیچھے یمن بھیجا۔ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن آئے تو میں نے ان کے لئے گدا بچھوایا اور کہا تم سواری سے اترو اور اس پر بیٹھو۔ اس وقت میرے پاس ایک شخص تھا جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں یعنی اسے رسی سے باندھا گیا تھا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا اور اب پھر یہودی ہو گیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس وقت تک سواری سے نہیں اتروں گا جب تک تم اس کا فیصلہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق نہیں کرتے یعنی اسے قتل نہیں کرتے چنانچہ میں نے اسے آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق قتل کروا دیا۔ پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سواری سے نیچے اترے اور گدے پر بیٹھے۔ پھر ہمارے مابین عبادت کا ذکر چلا تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور مجھے قوی امید ہے کہ مجھے سونے کا بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا عبادت کا ملتا ہے۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب استتابہ المرتدین حدیث ۱۸۱۹)

کفار کی ایذا رسانیوں کے شکوہ پر فیصلہ:

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کعبہ کے سائے میں ایک چادر پر تکیہ لگائے تشریف فرما تھے اور ہم اس وقت آپ ﷺ سے کفار کی ایذا رسانیوں کا شکوہ کر رہے تھے اور ہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ آپ ان کفار کے مقابلے میں ہمارے

Marfat.com

لئے اللہ سے مدد طلب نہیں کرتے اور دعا نہیں فرماتے۔"

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم سے قبل اگلے زمانوں میں لوگوں کو اتنی تکلیف دی جاتی تھی کہ گڑھا کھود کر اس میں گاڑ دیتے تھے اور اوپر سے آرہ لا کر ان پر چلاتے تھے جو انہیں چیر کر دو ٹکڑے کر دیتا تھا اور لوہے کی کنگھیاں ان کے گوشت پر چلاتے تھے اور ہڈیوں تک پہنچاتے تھے مگر وہ اللہ عزوجل کے سچے دین سے باز نہ آتا اور اللہ عزوجل کی قسم! اللہ عزوجل اس کام کو ضرور پورا کرے گا اور ایسا ہو جائے گا کہ صنعاء سے ایک شخص سوار ہو کر حضرموت تک جائے گا اور اللہ عزوجل کے سوا اسے کسی کا کچھ خوف نہ ہوگا اور نہ اپنی بکریوں پر بھیڑیوں کے حملہ کے سوا اسے کوئی خوف ہوگا مگر تم جلدی کرتے ہو۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاکراہ حدیث ۱۸۳۷)

زبردستی نکاح کو منسوخ کرنے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہ عنہا کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا تھا اور وہ ثیبہ تھیں اور اس نکاح کو پسند نہ کرتی تھیں چنانچہ انہوں نے اپنے باپ کے اس اقدام کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کو منسوخ کر دیا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاکراہ حدیث ۱۸۳۹)

Marfat.com

یہود کو جزیرہ عرب سے نکالنے کا فیصلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مسجد میں تھے آپ ﷺ نے فرمایا یہود کی طرف چلتے ہیں اور ہم آپ ﷺ کے ہمراہ یہود کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ نے یہود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے یہود! اسلام قبول کرلو سلامت رہو گے اور یاد رکھو یہ زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور میں ارادہ کر رہا ہوں کہ تمہیں اس زمین سے جلاوطن کر دوں اور تم میں سے جو اپنا مال پائے اسے فروخت کر دے۔"

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم حدیث ۳۸۷۲)

عصماء بنت مروان کے قاتل کے متعلق فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں عصماء بنت مروان بنی امیہ بن زید سے تھی اور وہ یزید بن زید بن حصن کی بیوی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ کی ہجو بیان کرتی تھی، دین اسلام میں نقص نکالتی تھی اور لوگوں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکاتی تھی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن عدی کو جب اس کی ان باتوں کا علم ہوا تو انہوں نے عہد کیا۔

"اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں یہ نذر مانتا ہوں کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ بخیر و عافیت مدینہ منورہ لوٹ آئے تو میں اسے قتل کر دوں گا۔"

مورخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ اس وقت غزوہ بدر میں شریک تھے اور پھر آپ ﷺ غزوہ بدر سے واپس لوٹے تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن عدی، عصماء

Marfat.com

بنت مروان کے گھر آدھی رات کے وقت داخل ہوئے اور اس وقت عصماء بنت مروان کے دوسرے بچے سو رہے تھے جبکہ ایک بچے کو وہ سینے پر لٹائے دودھ پلا رہی تھی۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن عدی نے ہاتھ سے اسے ٹٹولا اور جب معلوم ہوا یہ عورت ہے اور اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہے تو بچے کو اس سے الگ کیا اور پھر اپنی تلوار کو اس کے سینے پر رکھ کر دبا دیا یہاں تک کہ تلوار عصماء بنت مروان کی پشت سے پار ہو گئی۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن عدی نے نمازِ فجر حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ادا کی اور جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔

"اے عمیر (رضی اللہ عنہ)! تم نے بنت مروان کو قتل کر دیا ہے؟"

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن عدی نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں میں نے ایسا ہی کیا ہے۔"

مؤرخین لکھتے ہیں اس وقت حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن عدی اس بات سے خوفزدہ دے تھے کہ کہیں حضور نبی کریم ﷺ ناراضگی کا اظہار نہ کریں چنانچہ خود ہی عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ کیا اس قتل کا کوئی فدیہ یا قصاص ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اردگرد دیکھتے ہوئے فرمایا۔

"اگر کوئی کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غیبی مدد کی ہے تو وہ عمیر رضی اللہ عنہ بن عدی کو دیکھ لے۔"

Marfat.com

آپ ﷺ کے خون کو پینے کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ایک دن حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ اس وقت پچھنے لگوا رہے تھے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو مجھے خون دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"یہ خون لے جاؤ اور کسی ایسی جگہ پھینک دو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے وہ خون لیا اور جب میں حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو میں نے وہ خون گھونٹ گھونٹ کر کے پی لیا۔ جب میں واپس لوٹا تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا۔

"اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے اس خون کا کیا کیا؟"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا میں نے اسے ایسی جگہ پہنچا دیا ہے جہاں سب کی نگاہوں سے اوجھل رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم نے وہ خون پی لیا؟"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں!

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تمہیں خون پینے کا حکم کس نے دیا تھا؟"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا مجھے یہی پسند آیا وہ خون میرے پیٹ میں چلا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا۔

Marfat.com

"تیرے لئے ہلاکت ہے لوگوں سے اور لوگوں کے لئے ہلاکت ہے تجھ سے اور تجھے آگ ہرگز نہ چھوئے گی ماسوائے قسم پوری کرنے کے لئے یعنی اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق ہر شخص کو جہنم کی آگ کے اوپر سے یعنی پل صراط پر سے گزرنا ہوگا۔" (حلیۃ الاولیاء جلد اوّل حدیث ۱۱۶۸)

درہم و دینار جمع کرنے کی مذمت کرنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ باہر نکلے اور حضور نبی کریم ﷺ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے اور کھجوریں چن چن کر نوش فرمانے لگے اور مجھ سے فرمایا۔

"اے ابن عمر (رضی اللہ عنہما)! کیا تم انہیں کھاتے ہو؟"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس وقت میرا دل نہیں کر رہا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میرا دل تو چاہ رہا ہے کہ میں انہیں کھاؤں اور آج چوتھی صبح ہے جو میں نے کچھ نہیں کھایا اور اگر میں چاہوں تو اپنے رب سے دعا کروں کہ وہ مجھے قیصر و کسریٰ جیسی مملکت دے مگر تمہارا حال اس وقت کیا ہوگا جب تم ایسے لوگوں میں رہ جاؤ گے جو ایک سال کا رزق ذخیرہ کریں گے اور توکل کمزور ہو جائے گا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابھی ہم اسی باغ میں تھے حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی جانب وحی ہوئی اور اللہ عزوجل نے سورۃ العنکبوت کی آیت نازل فرمائی جس میں اللہ عزوجل نے فرمایا۔

"بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے اور اللہ ہی انہیں رزق پہنچاتا ہے اور تمہیں بھی رزق پہنچاتا ہے اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس فرمانِ باری تعالیٰ کو سنانے کے بعد فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے مجھے دنیا نہ جمع کرنے اور خواہشات کے پیچھے نہ چلنے کا حکم دیا ہے پس وہ شخص جو یہ سوچ کر دنیا جمع کرتا ہے کہ یہ آگے چل کر اس کے کام آئے گی تو اسے جان لینا چاہئے کہ اس کی زندگی تو اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے اور میں درہم و دینار جمع نہیں کرتا اور نہ ہی کل کے لئے کچھ بچا کر رکھتا ہوں۔" (تفسیر ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۴۲۰)

نمازِ تہجد کی ترغیب دلانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری زندگی میں اگر کوئی شخص خواب دیکھتا تو وہ اپنا خواب آپ ﷺ سے بیان کرتا تھا اور میں اس وقت جوان تھا اور مجھے بڑی خواہش تھی میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور وہ خواب آپ ﷺ سے بیان کروں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسجد میں ہی سویا کرتا تھا اور میں نے ایک رات خواب میں دیکھا دو

Marfat.com

فرشتے آئے اور وہ مجھے پکڑ کر دوزخ کی جانب لے گئے اور میں نے وہاں کچھ لوگوں کو دیکھا جنہیں میں پہچانتا تھا اور پھر میں انہیں دیکھ کر کہنے لگا۔

"اللہ عزوجل کی پناہ دوزخ سے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا۔

"تم خوفزدہ نہ ہو۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے اپنے اس خواب کا ذکر اپنی بہن اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ام المومنین حضرت سیدہ ام حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا اور انہوں نے یہ خواب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"عبداللہ (رضی اللہ عنہ) اچھا ہے اگر وہ رات کو تہجد بھی پڑھے۔"

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس واقعہ کے بعد رات کو بہت کم سوتے تھے اور تمام رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حدیث ۹۲۷)

امت کو تین باتوں کی وصیت کرنا:

ابو یعلیٰ کی روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت ملی تو آپ رضی اللہ عنہ گھر کے اندر داخل ہوئے اور ایک جانب کھڑے ہو کر سلام کیا اور اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں پھیلا رکھے تھے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا۔

Marfat.com

"اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! نزدیک آجاؤ۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نزدیک ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اور نزدیک آجاؤ۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور نزدیک چلے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تیسری مرتبہ پھر فرمایا۔

"اور نزدیک آجاؤ۔"

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور نزدیک ہو گئے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پورے حضور نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کو چھونے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"بیٹھ جاؤ۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اپنا کپڑا پھیلا دو۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے کپڑے کو نزدیک کیا اور فرمایا۔

"اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! میں تمہیں چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں اور تادمِ مرگ ان باتوں پر عمل کرنا۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"جمعہ کے دن غسل کرنا اور نمازِ جمعہ کے لئے جلدی کرنا، لغویات میں مبتلا نہ ہونا اور نہ ہی غافل ہونا اور ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا اور فجر کی دو سنتوں کو کبھی ترک نہ کرنا اگرچہ تم تمام رات نفل پڑھتے رہے ہو اور ان دونوں میں رغبت کی برکتیں

Marfat.com

ہیں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ باتیں تین مرتبہ کہیں اور فرمایا۔

"اپنا کپڑا سمیٹ لو۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنا کپڑا سمیٹ لیا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ان باتوں کو پوشیدہ رکھوں یا ان کا اعلان کروں؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم یہ باتیں سب کو بتاؤ۔"

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا۔

(الاصابہ فی تمیز اصحابہ جلد ہفتم صفحہ ۳۶۰ تا ۳۶۱)

خودکشی کرنے والا جہنمی ہے:

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مشرکین کا آمنا سامنا ہوا اور جنگ ہوئی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لشکر کی جانب متوجہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں میں ایک شخص قزمان تھا جو منافق تھا جو کسی کو نہ چھوڑتا اور پیچھا کر کے اس مار ڈالتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس موقع پر کہا آج ہمارے درمیان ایسا شخص آیا ہے جو اس سے پہلے نہیں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"وہ جہنمی ہے۔"

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم میں سے ایک شخص نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ رہے گا اور دیکھے گا کہ یہ کون سا ایسا عمل کرتا ہے جس کی

Marfat.com

وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ جہنمی ہے اور پھر وہ شخص اس کے ساتھ رہنے لگا اور وہ جہاں جاتا اس کے ساتھ جاتا اور جہاں رکتا وہیں وہ بھی رک جاتا۔ پھر وہ شخص قرمان زخمی ہوگیا اور زخموں کی تکلیف پر صبر نہ کرسکا اور اس نے جلدی مرنا چاہا چنانچہ اس نے تلوار کی نوک اپنی چھاتیوں کے درمیان رکھی اور زور لگایا اور خودکشی کرلی۔

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر وہ شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"میں گواہی دیتا ہوں آپ ﷺ اللہ عزوجل کے بھیجے ہوئے ہیں۔"

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص سے پوچھا کیا ہوا؟ اس شخص نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے جس کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے ہم نے اس پر حیرانگی کا اظہار کیا اور میں اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ سخت زخمی ہوا اور اس نے جلدی مرنے کے لئے اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس نوک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان رکھ کر زور دیا یہاں تک کہ وہ مرگیا۔"

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"بندہ لوگوں کے نزدیک ایسے کام کرتا ہے جو جنتیوں کے ہیں مگر وہ اللہ عزوجل کے نزدیک جہنمی ہوتا ہے اور کچھ لوگ ایسے

Marfat.com

ہوتے ہیں جو دوسروں کے نزدیک ایسے کام کرتے ہیں جو
جہنمیوں کے ہیں مگر وہ اللہ عزوجل کے نزدیک جنتی ہے۔"

(صحیح مسلم جلد اوّل کتاب الایمان صفحہ ۲۰۳ تا ۲۰۴)

مالِ غنیمت چوری کرنے والے کے متعلق فیصلہ:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب خیبر کا دن ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدانِ جنگ میں اترے اور شہید ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے اور ایک شخص کے متعلق کہا یہ بھی شہید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"یہ ہرگز شہید نہیں ہے اور میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے
اس نے ایک چادر یا عبا چوری کی تھی۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے خطاب کے بیٹے! اٹھ اور اعلان فرما دے لوگوں میں کہ
وہ لوگ جنت میں جائیں گے جو ایماندار ہیں یعنی چور جنت
میں نہیں جائیں گے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اعلان کیا۔ (صحیح مسلم جلد اوّل کتاب الایمان صفحہ ۲۰۵ تا ۲۰۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی جانب گئے اور پھر اللہ عزوجل نے ہمیں فتح عطا کی اور ہمیں وہاں مالِ غنیمت میں اناج اور کپڑے ملے۔ ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک وادی کی جانب گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک غلام بھی تھا جس کا نام مدعم تھا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جذام میں سے ایک شخص رفاعہ بن زید نے دیا تھا۔ جب ہم اس

Marfat.com

،وادی میں اترے تو آپ ﷺ کا غلام کھڑا ہوا اور اونٹ کا کجاوہ کھولنے لگا۔ پھر ایک نامعلوم سمت سے تیر آیا اور اسے لگا اور وہ مرگیا۔ ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ شہید ہوگیا۔ آپ ﷺ نے ہماری باتیں سنیں تو فرمایا۔

"تم اسے ہرگز شہید نہ کہو اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے وہ شملہ اس پر انگار کی مانند سلگ رہا ہے جو اس نے خیبر کے مالِ غنیمت سے لیا تھا اور اس وقت مالِ غنیمت تقسیم نہ ہوا تھا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر خوفزدہ ہو گئے۔ پھر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا اور عرض کیا میں نے انہیں خیبر کے دن پایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یہ تسمے نہیں انگارے ہیں اور یہ قیامت کے دن تجھ پر انگارہ بن کر لپٹایا جاتا تاکہ تجھے عذاب ہوتا۔"

(صحیح مسلم جلد اول کتاب الایمان صفحہ ۲۰۶)

بیوی کا ستر دیکھنا جائز ہے:

روایات میں آتا ہے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں نہیں چاہتا میری عورت مجھے دیکھے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم ایسا کیوں چاہتے ہو؟"

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"میں اس بات کو پسند نہیں کرتا اور میں اس سے شرم کرتا ہوں۔"

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے اسے تمہارے لئے لباس بنایا ہے اور تمہیں اس کے لئے لباس بنایا ہے اور میری ازواج میرا ستر دیکھتی ہیں اور میں ان کا ستر دیکھتا ہوں۔''

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ ایسا کرتے ہیں؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ہاں! میں ایسا کرتا ہوں۔''

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''پھر میں بھی ایسا ہی کروں گا۔''

راوی کہتے ہیں جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ابن مظعون حیاء کرنے والے اور ستر چھپانے والے ہیں۔''

(طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۲۷۹)

گستاخ کو قتل کرنے والے کو معاف کر دیا:

بنی عمرو بن عوف کا ایک شخص جسے عفک کہتے تھے اور وہ انتہائی ضعیف تھا اور اس کی عمر ایک سو بیس برس تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ لوگوں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ پھر آپ ﷺ غزوۂ بدر کے لئے تشریف لے گئے اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو فتح عطا فرمائی تو عفک کا حسد بڑھ گیا اور وہ بغاوت و سرکشی پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجو بیان کرتے ہوئے ایک قصیدہ کہا۔ اس قصیدہ کو سن کر حضرت سالم رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بن عمرو نے نذر مانی کہ میں اسے قتل کروں گا یا پھر خود مر جاؤں گا۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنی نذر کے بعد موقع کی تلاش میں رہنے لگے اور پھر موسم گرما کی ایک شب جب عفک اپنے گھر کے صحن میں سویا ہوا تھا آپ رضی اللہ عنہ اس کے گھر گئے اور اس کے جگر پر تلوار رکھ دی جس سے وہ بستر پر چلانے لگا۔ اس کے قبیلہ کے لوگ اس کی جانب آئے اور جو لوگ آئے وہ اس کے ہم خیال تھے۔ وہ اسے اپنے گھر لے گئے اور اس کی موت کے بعد اس قبر میں دفن کر دیا اور کہنے لگے ہمیں معلوم ہو جائے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے تو ہم اسے قتل کر دیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت سالم رضی اللہ عنہ بن عمرو کے اس فعل کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کچھ نہ کہا۔

جھوٹی قسم کا وبال:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک شخص حضرموت سے اور ایک شخص کندہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ حضرموت والے شخص نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس شخص نے میری زمین پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ زمین میرے باپ کی تھی۔"

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کندہ والے شخص نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ زمین میری ہے اور میں اس پر قابض ہوں اور کھیتی باڑی کرتا ہوں اور اس کا دعویٰ باطل ہے۔"

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرموت والے شخص سے فرمایا۔

Marfat.com

"تیرے پاس تیرے دعویٰ کے گواہ ہیں۔"

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس شخص نے عرض کیا نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تو پھر قسم کھا۔"

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کندہ والے شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سنی تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ فاسق و فاجر ہے اور یہ قسم کھانے میں بے باک ہے اور قسم سے اجتناب نہیں برتتا۔"

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تیرا اس پر کچھ زور نہیں ماسوائے قسم کے۔"

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرموت والا شخص قسم کھانے لگا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا۔

"اگر تو نے جھوٹی قسم کھائی اور دوسرے کا مال لے اڑا تو تو اس حال میں رب سے ملے گا کہ تو نے ناحق مال کھایا اور تو رب کی جانب سے منہ پھیرنے والا ہوگا۔"

(صحیح مسلم جلد اول کتاب الایمان صفحہ ۲۳۲)

مسجدوں کو بنانے کا مقصد:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مسجد میں تشریف فرما تھے ایک اعرابی آیا اور اس نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شروع کیا۔ ہم نے اسے روکنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اس کا پیشاب مت روکو اور اسے جانے دو۔"

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔
جب وہ پیشاب کر چکا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا۔
"مسجدیں پیشاب اور نجاست کی جگہ نہیں بلکہ یہ تو اللہ عزوجل کو
یاد کرنے، نماز پڑھنے اور قرآن پڑھنے کی جگہ ہے اور اسی لئے
بنائی گئی ہیں۔"
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم ﷺ نے
پانی کا ایک ڈول منگوایا اور اس جگہ پر بہا دیا۔ (صحیح مسلم جلد اول کتاب طہارت صفحہ ۴۱۰)

یہود و نصاریٰ کی پیروی کرنا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔
"تم مسلمان بھی اگلے لوگوں کی پیروی کرو گے اور بالشت کے
بدلے بالشت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ
میں یعنی کسی تنگ جگہ گھسیں گے تو تم بھی اس گوہ میں گھس جاؤ
گے۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگلے لوگوں سے کیا مراد ہے کیا یہود اور نصاریٰ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟ (صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق حدیث ۶۷۱)

سانپ کو مارنے کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی
ایک دیوار گرائی اور وہاں پر سانپ کی کینچلی پائی۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا۔
"دیکھو سانپ کہاں ہے؟"

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لوگوں نے سانپ کو دیکھ لیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اسے مار ڈالو۔'' (صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق حدیث ۵۳۷)

منافق کی ایذاء کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حنین کے دن ہمیں جب مالِ غنیمت ملا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت سے جانور دیئے اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ ملے جبکہ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کو بھی سو اونٹ ملے جبکہ چند لوگ اور بھی تھے جنہیں اتنے ہی اونٹ ملے۔ ایک منافق نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تقسیم دیکھی تو کہا۔

''اس تقسیم سے اللہ عزوجل کی رضامندی مقصود نہیں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس منافق کی بات سنی تو اس کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائیں انہیں اس سے زیادہ ایذاء دی گئی تھی۔'' (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۴۶۳)

قیامت تک اسی میں گھسے رہتے:

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ عبداللہ بن حذافہ سہمی انصاری رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر بھیجا اور لشکر کو حکم دیا وہ اپنے امیر کی اطاعت کریں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو کسی بات پر غصہ آ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدین سے کہا۔

''کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا؟''

Marfat.com

مجاہدین بولے۔

"بلاشبہ ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن خذافہ سہمی انصاری رضی اللہ عنہ نے آگ جلانے کو کہا اور جب آگ روشن ہوگئی تو کہا۔

"اس میں کود جاؤ۔"

مجاہدین میں سے کچھ نے ارادہ کیا کہ آگ میں کود جائیں اور کچھ انکاری ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم آگ میں اس لئے نہیں کودیں گے تاکہ قیامت کی آگ سے محفوظ رہیں اور پھر حضرت عبداللہ بن خذافہ سہمی انصاری رضی اللہ عنہ کا غصہ دور ہوگیا۔ اس واقعہ کی خبر حضور نبی کریم ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اگر وہ آگ میں گھس جاتے تو قیامت تک اسی میں رہتے اور اطاعت اسی کام میں ہے جو شریعت کے مطابق ہو۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المغازی حدیث ۱۴۶۷)

یتیم لڑکی کے مہر میں انصاف کرو:

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اللہ عزوجل کے فرمان "اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو تم انہیں نکاح میں لاؤ جو تمہیں پسند ہوں دو دو اور تین تین اور چار چار اور اگر تمہیں خوف ہو کہ بیویوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے تم سے ظلم نہ ہو۔" (النساء: ۳) کے متعلق فرمایا حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

"جو یتیم لڑکی اپنے ولی کی تحویل میں ہو اور اس کے مال و جمال کے باعث اس کی جانب میلان رکھتا ہو اور چاہئے کہ وہ

Marfat.com

تھوڑے مہر کے عوض اس سے نکاح کرلے تو اس آیت میں اللہ عزوجل نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے اگر وہ ایسا کرنا چاہے تو انصاف سے کام لے اور اس کا مہر پورا ادا کرے وگرنہ اس کے علاوہ جس سے چاہے نکاح کرلے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۹۰)

خلوت کی باتیں ظاہر کرنے والے کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"خدا کے نزدیک وہ بدترین شخص ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے پھر اس کے پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرتا پھرے۔" (صحیح مسلم جلد چہارم کتاب النکاح صفحہ ۵۶)

بیوہ سے نکاح کی اجازت لینا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے حتیٰ کہ اس کی اجازت لے لی جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں نے پوچھا کنواری کی اجازت کیسی ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے۔"

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم کتاب النکاح حدیث ۲۹۹۱)

Marfat.com

نفل نماز گھر میں پڑھنے کا فیصلہ:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے پتوں وغیرہ سے یا بوریئے کا حجرہ بنایا اور اس میں نماز پڑھنے لگے۔ پھر کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھنے لگے۔ پھر ایک رات بہت سے لوگ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر کی اور ان کی جانب نہ نکلے اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب آوازیں بلند کیں اور پھر کچھ لوگوں نے دروازہ پر کنکریاں بھی ماریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں باہر آئے اور فرمایا۔

"تمہارا یہ حال ایسا ہی رہتا تو مجھے گمان ہو گیا تھا کہ یہ نماز بھی تم پر فرض نہ ہو جائے اور تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو ماسوائے فرض نمازوں کے اور بہتر فرض نماز کے علاوہ بہتر نماز وہی ہے جو تم اپنے گھروں میں رہ کر پڑھو۔"

(صحیح مسلم جلد دوم کتاب صلوٰۃ المسافرین صفحہ ۲۷۰)

کھجور کی فروخت کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم سب کو ملی جلی کھجوریں ملا کرتی تھیں اور ہم اس کے دو صاع دے کر ایک صاع اچھی کھجوریں لے لیتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا۔

"دو صاع کھجور کا ایک صاع کھجور کے بدلے فروخت کرنا درست نہیں اور نہ ہی ایک درہم کو دو درہم کے بدلے فروخت کرنا درست ہے۔"

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث ۱۹۵۱)

Marfat.com

بیع کے متعلق فیصلہ:

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بیع کے اصول سمجھاتے ہوئے فرمایا۔

"فروخت کرنے والا اور خریدنے والا دونوں جب تک جدا نہ ہوں انہیں پھرنے کا اختیار ہے اور اگر وہ دونوں سچ بولیں اور جو عیب ہو اسے بیان کریں تو ان کی بیع میں برکت ہو گی اور اگر وہ جھوٹ بولیں گے اور عیب چھپائیں گے تو ان کی بیع میں برکت نہ ہو گی۔" (صحیح بخاری جلد اوّل کتاب البیوع حدیث ۱۹۵۰)

سود خور کے متعلق فیصلہ:

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ہم سے فرمایا میں نے رات خواب میں دیکھا دو فرشتے جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام آئے اور وہ مجھے ایک پاکیزہ زمین پر لے گئے اور ہم تینوں وہاں پھرے اور پھر میں نے خون کی ایک نہر دیکھی اور اس کے کنارے ایک مرد کھڑا تھا جبکہ نہر کیا اندر بھی ایک شخص کھڑا تھا۔ جو شخص نہر کے کنارے کھڑا تھا اس کے پاس بے شمار پتھر تھے اور وہ شخص جو نہر کے اندر تھا جب باہر نکلنا چاہتا تو کنارے پر کھڑا شخص اسے پتھر مارتا اور وہ پھر واپس نہر میں چلا جاتا۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ بولے یہ جو خون کی نہر کے اندر کھڑا ہے یہ سود خور ہے۔

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب البیوع حدیث ۱۹۵۶)

تصاویر والے کپڑوں کے متعلق فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایک تکیہ

Marfat.com

خریدا جس پر تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے دروازہ سے وہ تکیہ دیکھا تو وہیں کھڑے رہے۔ میں نے آپ ﷺ کی ناراضگی کو محسوس کیا تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں اس قصور سے توبہ کرتی ہوں جو میں نے آپ ﷺ کے حضور کیا۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"یہ تکیہ کیسا ہے؟"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا۔

"میں نے اسے آپ ﷺ کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لئے خریدا ہے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"جنہوں نے اس پر تصاویر بنائیں اللہ عزوجل ان پر قیامت کے دن غضب فرمائے گا اور ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اس میں جان بھی ڈالو اور جس گھر میں تصاویر ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔" (صحیح بخاری جلد اوّل کتاب البیوع حدیث ۱۹۷۶)

قبضے کے بغیر چیز فروخت کرنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر کوئی شخص اناج خریدے اور پھر بغیر قبضہ کے اسے آگے

Marfat.com

فروخت کر دے تو یہ درست نہیں ہے۔"

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث ۲۰۰۴)

پھلوں کے جھگڑوں کے متعلق فیصلہ:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں لوگ پھلوں کا سودا کرتے جو درختوں پر لگے رہتے تھے اور جب ان کے کاٹنے کا وقت ہوتا تو پھر خریدار کہتا کہ اس میں فلاں نقص ہے اور یہ خراب ہو گیا وغیرہ وغیرہ اور یوں جھگڑا ہونے لگتا اور جب ایسے جھگڑے معمول بن گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس روز ہی ایسے جھگڑے آنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا۔

"تم یہ جھگڑے نہیں چھوڑتے اور جب تک پھل کی پختگی معلوم نہ ہو تم اسے فروخت نہ کرو اور خریدار بھی اس وقت تک پھل نہ خریدے جب تک وہ اس کی پختگی کو جان نہ جائے۔"

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث ۲۰۵۶)

بخار پر صبر کرنے والا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کی عیادت کی جسے بخار تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"خوش ہو جاؤ بے شک اللہ عزوجل فرماتا ہے بخار میری بھیجی ہوئی آگ ہے جسے میں نے اپنے گنہگار بندے پر مسلط کر دیتا ہوں تاکہ یہ اس کا حصہ ہو جائے جہنم کی آگ سے۔"

(مسند احمد جلد نہم صفحہ ۲۷۹)

Marfat.com

بیوی کو شوہر کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دینا:

حضرت حصین بن محصن فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا۔

''کیا تیری شادی ہوئی ہے؟''

حضرت حصین بن محصن فرماتے ہیں میری پھوپھی نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ میری شادی ہو چکی ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

''تم اپنے شوہر سے کیسا برتاؤ کرتی ہو؟''

حضرت حصین بن محصن فرماتے ہیں میری پھوپھی نے عرض کیا۔

''میں نے اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں کبھی کمی نہیں کی سوائے اس کام کے جو میری طاقت سے باہر ہو۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''تم اس کی نظر میں کیسی ہو؟ وہ تمہاری جنت اور جہنم ہے۔''

(الترغیب والترتیب کتاب النکاح باب ترغیب الزوج فی الوفاء رقم الحدیث ۱۹۳۳)

اپنی بیٹی یا بہن کو زندہ دفن نہ کرو:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''جس کی کوئی بیٹی یا بہن ہو اور وہ اس کو نہ تو زندہ دفن کرے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں دفن کرتے تھے اور نہ اس کو ذلت وحقارت کے ساتھ رکھے اور نہ اس پر اپنے بیٹے کو ترجیح دے تو

Marfat.com

اللہ عزوجل اس کو جنت میں داخل کرے گا۔"

(سنن ابوداؤد جلد دوم کتاب الآداب صفحہ ۳۵۹)

دو چیزوں کی ضمانت:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جو مجھے اس چیز کی ضمانت دے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان یعنی زبان اور دونوں ٹانگوں کے درمیان یعنی شرمگاہ ہے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب الرقاق)

بچوں کو دودھ نہ پلانے والیوں کے انجام کی خبر دینا:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا میں سو رہا تھا میرے پاس دو فرشتے انسانی صورت میں آئے انہوں نے میرے کندھے سے مجھے پکڑا تو مجھے ایک پہاڑ پر لے آئے جس پر چڑھنا بڑا مشکل تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا اوپر چڑھیے۔ میں نے کہا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ انہوں نے کہا ہم اسے آپ کے لئے آسان کر دیتے ہیں اور پھر میں اس پہاڑ پر چڑھ گیا۔ جب میں پہاڑ کے برابر پہنچا تو میں نے وہاں بڑی سخت آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا یہ اہل جہنم کی چیخ و پکار ہے۔ پھر مجھے لے جایا گیا تو اچانک میں نے دیکھا کچھ لوگ اپنی کونچوں کے بل لٹکائے گئے تھے ان کے جبڑے چیرے ہوئے تھے۔ ان چیرے ہوئے جبڑوں سے خون نکل رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتوں نے جواب دیا یہ وہ

Marfat.com

لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کر لیتے تھے یعنی روزہ توڑ لیتے تھے۔ پھر مجھے لے جایا گیا تو میں نے دیکھا کچھ عورتیں ہیں جن کے پستانوں پر سانپ ڈنک مار رہے ہیں۔ میں نے پوچھا ان کا کیا حال ہے؟ کہا گیا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنی اولاد کو اپنا دودھ نہیں پلاتی تھیں۔

(صحیح ابن حبان جلد ۱۶ صفحہ ۵۳۲۷، مستدرک الحاکم جلد دوم صفحہ ۶۰۶)

چربی پگلانے اور فروخت کرنے کے متعلق فیصلہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد شراب، سود، مردار اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دے دیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ مردار کی چربی کشتیوں میں لگائی جاتی ہے اور کھالوں میں ملائی جاتی ہیں اور لوگ اس سے روشنی کرتے ہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"وہ حرام ہے اور اللہ عزوجل نے جب یہود پر چربی کو حرام کیا یعنی کھانے سے تو انہوں نے اس پگھلایا اور پھر فروخت کر کے اس کی قیمت کھائی۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب المساقات و مزارعات صفحہ ۲۰۵)

سونے کی خرید و فروخت کے متعلق فیصلہ:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ خیبر میں تھے اور یہودیوں سے معاملہ کرتے تھے اور ایک اوقیہ سونے کا یا دو تین

Marfat.com

دیناروں کے بدلے میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا۔

"سونے کے بدلے سونا بغیر تول کے ہرگز نہ بیچو۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب المساقات ومزارعات صفحہ ۲۱۳)

یہ تو عین سود ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے برنی کھجور خریدی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ کہاں سے آئی ہے؟ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے پاس دو صاع خراب قسم کی کھجوریں تھیں میں نے وہ دے کر ایک صاع برنی کھجور خرید لی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے تناول فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا۔

"یہ تو عین سود ہے اور تم ایسا نہ کیا کرو بلکہ اپنی خراب کھجور فروخت کر کے اس کی قیمت سے عمدہ کھجور خریدو۔"

(صحیح مسلم کتاب المساقات ومزارعات صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۶)

طلاق کی گواہی اور شوہر کا انکار:

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جب کوئی عورت اپنے شوہر سے طلاق کا دعویٰ کرے اور اس پر ایک عادل گواہ پیش کرے تو اس کے شوہر سے خلف لیا جائے اور اگر وہ خلف اٹھا لے تو گواہ کی گواہی باطل ہو جائے گی اور اگر وہ خلف اٹھانے سے انکاری ہو تو پھر اس کی گواہی

Marfat.com

دوسری گواہی تسلیم کی جائے گی اور طلاق ہو جائے گی۔"

(عدالت نبوی ﷺ کے فیصلے صفحہ ۱۴۲)

غلام سے بیعت کے متعلق فیصلہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک غلام آیا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے ہجرت پر بیعت کی اور آپ ﷺ جانتے نہ تھے کہ وہ غلام ہے اور پھر اس کا مالک آیا اور اس نے اپنے غلام کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ کو اس وقت علم ہوا وہ غلام ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے مالک سے کہا تو اسے میرے ہاتھ فروخت کر دے چنانچہ دو سیاہ فام غلاموں کے عوض اس نے یہ سودا کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ عادت بنالی کہ جب تک یہ معلوم نہ کرتے آزاد ہے یا غلام اس وقت تک بیعت نہ کرتے تھے۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب المساقات و مزارعات صفحہ ۲۲۹)

بغیر اطلاع کے اپنا حصہ فروخت کرنے کے متعلق فیصلہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر کسی کی زمین یا کسی اور چیز میں شراکت داری ہو تو اسے اپنا حصہ فروخت کرنا درست نہیں جب تک وہ اپنے شریک دار کو اس کی خبر نہ دے اور وہ راضی نہ ہو اور اگر وہ ناراض ہو تو فروخت کرنے کا ارادہ ملتوی کر دے۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب المساقات و مزارعات صفحہ ۲۳۲)

Marfat.com

ناحق زمین پر قابض کے متعلق فیصلہ:

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اویس نے گھر کی زمین پر جھگڑا کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جانے دو اور اسے دے دو اور میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے جو بالشت بھر کسی کی زمین ناحق لے گا اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق پہنائے گا اور اے اللہ! اگر اروی جھوٹی ہے تو اس کی بینائی واپس لے لے اور اسی گھر میں اس کی قبر بنا دے۔

راوی کہتے ہیں میں نے اروی کو دیکھا وہ نابینا ہو چکی تھی اور دیواروں کو ٹٹول کر چلتی تھی اور پھر ایک روز وہ گھر کے صحن میں جا رہی تھی کہ اسے ٹھوکر لگی اور وہ گھر کے کنوئیں میں گر پڑی اور اس کی موت واقع ہو گئی۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب المساقات و مزارعات صفحہ ۲۳۴ تا ۲۳۵)

وراثت کے متعلق فیصلہ:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو گا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جو کوئی مرتے وقت مال چھوڑ جائے تو یہ مال اس کے ورثاء کا ہے اور اگر کوئی قرض چھوڑ جائے تو یہ ہماری طرف ہے۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الفرائض صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۳)

Marfat.com

بال اکھاڑنے والیوں پر لعنت بھیجنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے گودنے والیوں اور گودوانے والیوں، چہرے کے بال نکلوانے والیوں اور نکالنے والیوں، دانتوں کو کشادہ کروانے والیوں پر لعنت کی ہے۔

بنی اسد کی ایک عورت جس کا نام ام یعقوب تھا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتی تھی اسے جب حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی خبر ہوئی تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور پوچھا مجھے فلاں فرمان کے متعلق پتہ چلا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ چہرے کے بال نکلوانے والیوں اور نکالنے والیوں، دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں، گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے اور اللہ عزوجل کی کتاب میں موجود ہے۔"

اس عورت نے کہا میں نے دو جلدوں میں جتنا قرآن تھا پڑھ لیا اور مجھے اس کے متعلق علم نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اگر تو پڑھتی یعنی تو غور کرتی تو تجھے فرمانِ خداوندی کا علم ہو جاتا۔"

اس عورت نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بھی یہ کچھ کرتی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم جاؤ اور اسے دیکھو۔"

وہ عورت گئی اور اس نے جا کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کو

Marfat.com

دیکھا اور ان میں سے کوئی بات ان میں نہ پائی۔ وہ عورت واپس آئی اور آپ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے ان میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اگر اس میں ان میں سے کوئی بھی عادت پائی جاتی تو میں اس کے ساتھ صحبت نہ کرتا۔"

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب لباس وزینت صفحہ ۳۳۳ تا ۳۳۴)

زہر دینے والی عورت کے متعلق فیصلہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک یہودی عورت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر ملا بکری کا گوشت کھانے کے لئے دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کھایا۔ پھر وہ عورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ عورت بولی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارنا چاہتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل تجھے اتنی طاقت نہیں دینے والا کہ تو اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مارے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو۔

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب السلام صفحہ ۳۷۲ تا ۳۷۳)

ٹوٹتے ستارے کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک انصاری صحابی رات کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور پھر ایک ستارہ ٹوٹا اور خوب چمکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان انصاری صحابی سے پوچھا تم زمانہ جاہلیت میں اس کے متعلق کیا کہا کرتے تھے؟ وہ انصاری صحابی بولے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوب علم ہے مگر ہم زمانہ جاہلیت میں ایسا کہا کرتے تھے کہ آج کی رات

Marfat.com

کوئی بڑا شخص پیدا ہوا ہے یا اس کی موت ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے ان انصاری صحابی کی بات سنی تو فرمایا۔

"ستارہ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے پر نہیں ٹوٹتا بلکہ اللہ عزوجل جب کچھ حکم دیتا ہے تو عرش کے اٹھانے والے فرشتے تسبیح کہتے ہیں یہاں تک کہ تسبیح کی نوبت دنیا کے آسمان والوں تک پہنچتی ہے اور پھر جو لوگ عرش اٹھانے والے فرشتوں کے نزدیک ہوتے ہیں وہ ان سے پوچھتے ہیں کیا حکم دیا تمہارے رب نے؟ وہ بیان کرتے ہیں اس طرح آسمان والے ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر دنیا کے آسمان والوں تک آتی ہے ان سے وہ خبر سن لیتے ہیں اور اپنے دوستوں کو سناتے ہیں۔ فرشتے جب ان جنوں کو دیکھتے ہیں تو ان تاروں سے مارتے ہیں پھر جو خبر جن لاتے ہیں اگر اتنی ہی کہیں تو سچ ہے لیکن وہ جھوٹ ملاتے ہیں اس میں اور زیادہ کرتے ہیں یعنی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔"

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب السلام صفحہ ۴۰۰ تا ۴۰۱)

چوسر کھیلنے والے کے متعلق فیصلہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"جو شخص چوسر کھیلا گویا اس نے اپنے ہاتھ سور کے گوشت اور خون سے رنگے۔"

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الشعر صفحہ ۴۱۸)

Marfat.com

لونڈی کی کمائی کے متعلق فیصلہ:

حضرت عون بن ابی جحیفہ کہتے ہیں میرے باپ نے ایک پچھنی لگانے والا غلام خریدا میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا حضور نبی کریم ﷺ نے پچھنی لگانے والے کی اجرت، کتے کی قیمت اور لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا اور آپ ﷺ نے گودنے والی اور گودوانے والی اور سود کھانے والے اور کھلانے والے اور مورت بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب البیوع حدیث ۲۰۹۶)

ہمسائے کو گھر فروخت کرنے کے متعلق فیصلہ:

عمرو بن شرید کہتے ہیں میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا تھا اس دوران حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور اس دوران حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ آئے جو حضور نبی کریم ﷺ کے غلام تھے۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"اے سعد (رضی اللہ عنہ)! تم میرے دونوں گھر جو تمہارے گھر کے ساتھ ہیں انہیں خرید لو۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"میں وہ گھر نہیں خریدوں گا۔"

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"اللہ کی قسم! تمہیں وہ گھر خریدنا ہوں گے۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"میں ان کے چار ہزار درہم دوں گا اور وہ بھی دو قسطوں میں

Marfat.com

دوں گا۔"

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا۔

"مجھے ان گھروں کے پانچ سو دینار یعنی پانچ ہزار درہم ملتے ہیں مگر میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے نزدیکی ہمسایہ کا حق زیادہ ہے لہٰذا میں تمہیں وہ گھر چار ہزار درہم میں دیتا ہوں اور اگر میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا نہ سنا ہوتا تو میں تمہیں وہ گھر کبھی نہ دیتا۔"

راوی کہتے ہیں پھر حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے وہ گھر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الشفعہ حدیث ۲۱۱۴)

کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں رہنے دیتا:

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جیش عسرہ کے موقع پر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور مجھے اپنے تمام اعمال میں اس پر زیادہ بھروسہ ہے اور میرے ہمراہ ایک مزدور بھی تھا۔ پھر وہ مزدور ایک آدمی سے لڑ بیٹھا اور دونوں میں سے کسی نے دانت سے دوسرے کی انگلی کاٹی اور اس نے اپنی انگلی جب کھینچی تو دانت ٹوٹ گیا۔ پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دوسرے پر الزام لگایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دانت کا کچھ بدلہ نہ دلایا اور فرمایا۔

"کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں رہنے دیتا کہ تو اسے اونٹ کی مانند چبا ڈالتا۔"

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الاجارات حدیث ۲۱۲۱)

Marfat.com

مزدور کی مزدوری نہ دینے والے کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل فرماتا ہے میں قیامت کے دن تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا۔ ایک وہ جس نے میرا نام لے کر عہد کیا اور پھر اس عہد کو توڑ دیا۔ دوسرا وہ جس نے کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی رقم وصول کی۔ تیسرا وہ جس نے مزدور سے پوری محنت کروائی اور پھر اس کی مزدوری اسے نہ دی۔"

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاجارات حدیث ۲۱۲۵)

حجام کی اجرت کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے پچھنی لگوائی اور حجام کو اجرت دی پس اگر حجام کو اجرت دینا مکروہ ہوتا تو آپ ﷺ ہرگز حجام کو اس کی اجرت نہ دیتے۔

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الاجارات حدیث ۲۱۳۴)

مقروض کی نمازِ جنازہ کے متعلق فیصلہ:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے اس دوران ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس کی نمازِ جنازہ پڑھئے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

Marfat.com

"کیا یہ مقروض تو نہیں؟"

لوگوں نے عرض کیا۔

"نہیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟"

لوگوں نے کہا۔

"نہیں۔"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ پھر کچھ دیر بعد ایک اور جنازہ گزرا۔ لوگوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ اس کی نمازِ جنازہ پڑھئے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"کیا یہ مقروض تھا؟"

لوگوں نے عرض کیا۔

"جی ہاں!"

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟"

لوگوں نے عرض کیا۔

"اس نے تین اشرفیاں چھوڑی ہیں۔"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی پھر کچھ دیر بعد ایک اور جنازہ آیا اور لوگوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ اس کی نمازِ جنازہ پڑھئے۔"

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"کیا یہ مقروض تھا؟"

لوگوں نے عرض کیا۔

"جی ہاں یہ تین اشرفیوں کا مقروض تھا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم اس کی نمازِ جنازہ خود پڑھو۔"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کا جواب سن کر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس کا قرض میں اپنے ذمہ لیتا ہوں آپ ﷺ اس کی نمازِ جنازہ پڑھئے۔"

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ خود پڑھائی۔

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الحوالات حدیث ۲۱۴۳)

قرض واپس کرنے والے اچھے لوگ ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ ایک شخص کے مقروض تھے اور آپ ﷺ نے اسے ایک اونٹ دینا تھا۔ پھر وہ شخص آیا اور اس نے اونٹ کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔

"اسے اسی عمر کا اونٹ دے دو جس کا یہ حق رکھتا ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ اونٹ تلاش کیا مگر ویسا اونٹ نہ ملا بلکہ اس سے اچھے اونٹ ملتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم وہی دے دو۔"

Marfat.com

اس شخص نے کہا۔

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے میرا حق پورا ادا کر دیا اللہ عزوجل آپ ﷺ کو پورا حق دے گا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تم میں اچھے لوگ وہی ہیں جو قرض کو خوبی کے ساتھ ادا کریں۔"

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الوکالۃ حدیث ۲۱۵۶)

چوری کے اقرار پر ہاتھ کاٹنے کا حکم دینا:

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے اقرار کیا کہ اس نے چوری کی ہے مگر جب تلاشی لی گئی تو اس سے مالِ مسروقہ برآمد نہ ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"یوں معلوم ہوتا ہے جیسے تو نے چوری نہیں کی۔"

اس شخص نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے اقرار پر حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دو اور اسے میرے پاس لے کر آؤ۔ آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور ہاتھ کاٹنے کے بعد اسے آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تم کہو میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور اس سے معافی کا خواستگار ہوں۔"

راوی کہتے ہیں اس شخص نے ایسا ہی کہا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے

Marfat.com

دست مبارک اٹھائے اور اس کے حق میں یوں دعا فرمائی۔

"اے اللہ! تو اپنے اس عاجز بندے کو معاف فرما دے۔"

(سنن نسائی جلد سوم صفحہ ۳۴۲)

ڈھال چوری کرنے والے کا ہاتھ کٹوا دیا:

ایک شخص نے صفۃ النساء سے ایک ڈھال چوری کی اور اس ڈھال کی قیمت تین درہم تھی۔ جب اس چور کو پکڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دو چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جو چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی چوری کرے اس کی سزا یہی ہے۔"

(سنن نسائی جلد سوم صفحہ ۳۷۲)

عاریتاً چیزیں واپس نہ کرنے والی کے متعلق فیصلہ:

ایک عورت لوگوں سے عاریتاً چیزیں لیتی تھی مگر پھر انہیں واپس کرنے کی بجائے انکار کر دیتی تھی۔ اسی طرح ایک مرتبہ اس نے کچھ زیور عاریتاً لیا اور بعد میں اسے واپس کرنے سے انکار کر دیا اور کہا میں نے کوئی زیور نہیں لیا۔ جب اس عورت کی اس عادت کا علم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو بلایا اور فرمایا۔

"تم توبہ کرو اور لوگوں کا جو مال تم نے عاریتاً لیا ہے وہ بھی انہیں واپس لوٹا دو۔"

اس عورت نے انکار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے الفاظ کئی مرتبہ

Marfat.com

دہرائے مگر وہ عورت ہر مرتبہ انکاری رہی۔ آپ ﷺ نے حکم دیا۔

"اس کا ہاتھ کاٹ دو۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

(سنن نسائی جلد سوم صفحہ ۳۴۵)

چور کے قتل کا حکم دینا:

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو پیش کیا گیا جس نے چوری کی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو فرمایا۔

"اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دو۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ وہ شخص چوری سے باز نہ آیا اور اس نے پھر چوری کی اور پکڑا گیا۔ جب اسے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے پھر اس کے قتل کا حکم دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! اس نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو فرمایا۔

"اس کا بایاں پاؤں کاٹ دو۔"

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا گیا مگر وہ شخص چوری سے باز نہ آیا اور پھر تیسری مرتبہ چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا اور اسے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو فرمایا۔

"اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دو۔"

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا مگر وہ پھر بھی چوری سے باز نہ آیا اور اس نے چوتھی مرتبہ پھر چوری کی اور پکڑا گیا۔ اس مرتبہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس نے چوری کی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو فرمایا۔

"اس کا دایاں پاؤں کاٹ دو۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے اس کا دایاں پاؤں بھی کاٹ دیا گیا مگر وہ بدبخت چوری کی عادت سے باز نہ آیا اور ایک مرتبہ پھر چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ جب اس شخص کو مقتل گاہ کی طرف لے جایا گیا تو وہ باوجود معذور ہونے کے بھاگ گیا۔ اس کو یوں بھاگتا دیکھ کر اونٹ بھی بلبلانے لگے۔ پھر اس شخص کو پکڑ لیا گیا اور پھر لوگوں نے اسے پتھر مار کر مار دیا اور اس کی لاش کو اٹھا کر کنوئیں میں ڈال دیا اور اس کنوئیں کو بھی پتھروں سے بند کر دیا۔ (سنن نسائی جلد سوم صفحہ ۳۵۸ تا ۳۵۹)

زمین پر پڑی ہوئی کھجور کھالیا کرو:

حضرت رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک انصاری کے کھجور کے درختوں پر کھجور لینے کے لئے پتھر مارے اور اس دوران وہ انصاری آ

Marfat.com

گئے اور مجھے پکڑ کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور تمام معاملہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا۔

''اے لڑکے! تو نے درخت پر پتھر کیوں مارے؟''

حضرت رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ میں نے پتھر اس لئے مارے تاکہ کھجور گرے اور میں کھاؤں۔''

حضرت رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے میری بات سنی تو فرمایا۔

''تم کھجور کو یوں پتھر نہ مارو بلکہ جو زمین پر گری ہو اسے اٹھا کر کھالیا کرو۔'' (سنن ابن ماجہ جلد دوم صفحہ ۳۷)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ اس وقت کوہِ صفا کے نواح میں دارِ ارقم میں موجود تھے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ دارِ ارقم روانہ ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا تو حضور نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع پہنچائی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے انہوں نے جب آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا تو فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ) کو آنے دو اگر تو وہ بھلائی کے ارادے سے آیا ہے تو اس کے ساتھ بھلائی ہو گی اور اگر وہ کسی برائی کے ارادہ سے یہاں آیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جس وقت دارِ ارقم میں داخل ہوئے تو حضور نبی

Marfat.com

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑ کر فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! کس ارادہ سے آئے ہو؟''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بات سن کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا جس سے کوہِ صفا کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۳)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو کفار افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے آج ہم آدھے رہ گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۵۰)

عورتوں کو پردہ کا حکم دینا:

روایات میں آتا ہے کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس نیک و بدلوگ آتے ہیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں پردہ کا حکم دیں تو کیا ہی عمدہ ہو چنانچہ اللہ عزوجل نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا وہ اپنی بیویوں، صاحبزادیوں اور مسلمان عورتوں کو پردہ کا حکم دیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

Marfat.com

رَّحِيمًا (الاحزاب: ۵۹)

"اے نبی (ﷺ)! اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے فرما دیں کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک ہے ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اہل کتاب کی ہلاکت کی وجہ:

حضرت ارزق بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے امام ابو رمثہ رضی اللہ عنہ تھے اور انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر انہوں نے فرمایا ایک مرتبہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی اور صف اول میں حضور نبی کریم ﷺ کی دائیں جانب سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم کھڑے تھے اور ایک شخص اور تھا جس نے تکبیر اولیٰ پائی۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نماز مکمل کر چکے اور سلام پھیر لیا تو ہم نے دیکھا آپ ﷺ کے رخساروں پر سفیدی تھی۔ پھر وہ شخص جو تکبیر اولیٰ میں شامل ہوا تھا وہ نفل پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے جلدی سے کندھوں سے پکڑا اور بٹھا دیا اور فرمایا اہل کتاب اس لئے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے ایک نماز کو دوسری نماز سے جدا نہیں کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے عمر (رضی اللہ عنہ) کو درست بات کہنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔" (سنن ابی داؤد جلد اول کتاب الصلوٰۃ حدیث ۱۰۰۷)

بچہ اپنے والد سے قصاص نہ لے:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک

Marfat.com

جاریہ نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔

''میرے آقا نے مجھ پر الزام لگایا اور مجھے آگ پر بٹھایا یہاں تک کہ میری پیشاب گاہ جل گئی۔''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا۔

''کیا تیرے آقا نے وہ عیب خود دیکھا جس کا اس نے الزام لگایا؟''

اس جاریہ نے کہا نہیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو طلب کیا اور اس شخص سے پوچھا۔

''کیا تو نے اس عورت میں وہ عیب دیکھا جس کا تو نے اس پر الزام لگایا؟''

اس شخص نے کہا۔

''نہیں! میں نے اس میں عیب نہیں دیکھا بس مجھے اس کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو گئی تھی۔''

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ غلام اپنے آقا سے اور بچہ اپنے والد سے قصاص نہ لے اور اگر میں نے ایسا نہ سنا ہوتا تو میں تجھ سے اس کا بدلہ ضرور لیتا۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو سو کوڑے لگائے اور اس عورت کو آزاد کر دیا اور فرمایا۔

Marfat.com

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جس کی صورت بگاڑی گئی یا جو آگ میں جلایا گیا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہے۔"

ایک وسق غلہ بطورِ تاوان ادا کرو:

حضرت عباد بن شرجیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا اور میں اس برس مدینہ منورہ گیا اور جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو بھوک سے میرا حال برا تھا۔ میں ایک باغ میں داخل ہوا اور وہ انگوروں کا باغ تھا۔ میں نے انگوروں کا ایک خوشہ توڑا اور کھانے لگے اور کچھ انگور اپنی چادر میں بھی رکھ لئے۔ اس دوران باغ کا مالک آ گیا اور اس نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے مارا اور میرے کپڑے بھی چھین لئے۔ میں اسی برے حال میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا۔ آپ ﷺ نے باغ کے مالک کو بلایا اور فرمایا۔

"جب یہ شخص بھوکا تھا تو تو نے اسے کھانے کیوں نہ دیا؟ اگر وہ بے علم تھا تو تو نے اسے بتایا کیوں نہیں؟ اب تم ایک وسق غلہ بطورِ تاوان اسے ادا کرو۔"

(سنن ابن ماجہ جلد دوم صفحہ ۳۷)

اس سے مراد نفقہ ہے:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے اپنے باپ کی شکایت کی۔

"میرا باپ میرے مال کو مجھ سے لے کر مجھے کنگال کرنا چاہتا

Marfat.com

ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے باپ کو بلایا اور فرمایا۔

"تم اپنے بیٹے کے مال سے ضرورت کے مطابق لے سکتے ہو اور اس سے زیادہ نہیں۔"

اس شخص نے عرض کیا۔

"اے مسلمانوں کے خلیفہ! کیا حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں کہ تم اور تمہارا سارا مال تمہارے باپ کا ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"بے شک حضور نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں جو تو سمجھتا ہے بلکہ اس سے مراد نفقہ ہے۔"

حرام کے لقمہ کے متعلق فیصلہ:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام تھا جو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے غلہ وغیرہ خرید کر لاتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دیگر امور سرانجام دیتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ غلام رات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کھانے سے ایک لقمہ لیا۔ غلام نے عرض کیا۔

"آپ رضی اللہ عنہ نے آج مجھ سے دریافت نہیں کیا کہ میں یہ کھانا کہاں سے لایا ہوں؟"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ایسا بھوک کی وجہ سے ہوا اور تم مجھے بتاؤ تم یہ کھانا کہاں سے لائے ہو؟"

Marfat.com

وہ غلام بولا۔

"آج میرا گزر زمانہ جاہلیت کے ان لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے لئے میں نے ایک مرتبہ منتر کیا تھا اور انہوں نے مجھے اس کے عوض کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج میں ان لوگوں کے پاس سے گزرا اور ان کے ہاں شادی تھی اور انہوں نے مجھے میرے اس منتر کے عوض کھانا دے دیا۔ میں نے وہ کھانا لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو گیا اور یہ وہی کھانا ہے جو ان لوگوں نے مجھے دیا تھا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کی بات سنی تو حلق میں انگلی ڈال کر وہ لقمہ باہر نکال دیا۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس تکلیف کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے جس کی پرورش حرام کے ایک لقمہ سے بھی ہوئی تو اسے جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر یہ میرا لقمہ میرے معدہ میں چلا جاتا تو میرا جسم اس سے پرورش پاتا۔"

(حلیۃ الاولیاء جلد اول صفحہ ۴۴)

بدترین حاکم:

حضرت ابو مطر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور لوگوں نے کہا اس نے اونٹ چرایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تو نے اونٹ نہیں چرایا؟"

Marfat.com

اس شخص نے اقرار کیا میں نے اونٹ چرایا ہے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''شاید تجھے اس اونٹ کے بارے میں شبہ ہو گیا ہو؟''

اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے ہی اونٹ چرایا ہے۔ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا۔

''آگ جلاؤ اور کاٹنے والے کو بلاؤ تاکہ وہ اس کا ہاتھ کاٹے یہاں تک کہ میں واپس لوٹوں۔''

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ واپس آئے اور اس سے پوچھا۔

''کیا تو نے چوری کی ہے؟''

اس نے کہا نہیں پس حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے اس کے خود کے کہنے پر اسے پکڑا اور اس کے کہنے پر ہی اسے چھوڑ دیا۔''

پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ رو پڑے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کیوں روتے ہوں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں کیوں نہ روؤں کہ تم لوگوں کے درمیان میری امت کا ہاتھ کاٹا جا رہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے معاف کیوں نہ کر

Marfat.com

دیا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بدترین حاکم وہ ہے جو حدود کو معاف کرے تم آپس میں ہی حدود کے کام کی معافی کر لیا کرو اور معاملہ مجھ تک نہ لایا کرو۔"

تقسیم میں مساوات کو ملحوظ رکھنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے اپنے دست اقدس سے مجھے چند کھجوریں عطا فرمائیں۔ میں نے ان کھجوروں کو گنا تو وہ تہتر (۷۳) تھیں۔ پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت سے رخصت ہوا اور حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کے سامنے بھی کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھے کھجوریں عطا فرمائیں۔ میں نے ان کھجوروں کو گنا تو وہ بھی تہتر (۷۳) تھیں۔ میں دوبارہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میری بات سن کر تبسم فرمایا اور فرمایا۔

"کیا تم جانتے نہیں میرا ہاتھ اور علی (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ عدل میں برابر ہے۔"

حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی پرورش کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ابھی کم

Marfat.com

عمر تھے مکہ مکرمہ میں شدید قحط پڑا اور قریش بھی اس قحط سے شدید متاثر ہوئے۔ جناب ابوطالب کثیر العیال تھے لہٰذا ان کے لئے اپنے اہل وعیال کی پرورش کرنا مشکل ہوگیا۔ اس موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوطالب کے احسانات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے دوسرے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے جو بنی ہاشم کے امراء میں شمار ہوتے تھے فرمایا۔

"آپ رضی اللہ عنہ کے بھائی ابوطالب کثیر العیال ہیں اور قحط کی وجہ سے لوگوں کا جو حال ہے وہ آپ رضی اللہ عنہ بھی بہتر جانتے ہیں لہٰذا ہمیں ان کا بوجھ کم کرتے ہوئے ان کی مدد کرنی چاہیئے۔"

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان کی مدد کیسے کر سکتے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"آپ رضی اللہ عنہ ان کے ایک بیٹے کی پرورش کی ذمہ داری لے لیں اور ایک بیٹے کی پرورش کی ذمہ داری میں لے لیتا ہوں اور یوں ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں۔"

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اس بات کو پسند کیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ دونوں جناب ابوطالب کے پاس گئے اور انہیں ان کے دو بچوں کی پرورش کی پیشکش کی۔ جناب ابوطالب نے کہا عقیل کو تم میرے پاس رہنے دو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام لیا جو جناب ابوطالب کے سب سے چھوٹے فرزند تھے اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی پرورش کی ذمہ داری اٹھا لی۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ ہی

Marfat.com

رہے جبکہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے بھی کچھ عرصہ بعد اسلام قبول کر لیا اور انہوں نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے اپنا رشتہ منقطع کر لیا کیونکہ اس وقت تک حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۶۶ تا ۶۷)

چوری کے متعلق احکامات:

قبیلہ مزینہ کا ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ چوری سے متعلق احکامات آپ ﷺ سے پوچھنے لگا۔ اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں پہلا سوال یہ کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ پہاڑ پر چرنے والے جانور اگر کوئی چرا لے تو ان کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا حکم ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس پر جانور لوٹانا واجب ہو گا اور اس کے ساتھ اسی قسم کا ایک اور جانور بطورِ تاوان دینا ہو گا اور اسے اس کی سزا بھی دی جائے گی مگر چوری کے جرم میں اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا البتہ کوئی ایسا جانور چوری کرے جو باڑے کے اندر ہو اور اس کی قیمت ڈھال سے کم ہو تو اسے وہ جانور واپس کرنا ہو گا اور اسے کوڑے مارے جائیں گے۔"

اس شخص نے پوچھا۔

"یارسول اللہ ﷺ ایسے پھل کا کیا حکم ہے جو درخت پر لگا ہو اور اسے چرایا جائے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

"اگر اشد ضرورت کے وقت ایسا کیا تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں مگر شرط یہ ہے کہ پھل کسی کپڑے میں باندھ کر نہ چھپائے اور اگر کوئی شخص عام حالات میں پھل چوری کرنے کے لئے نکلا تو وہ چوری کیا ہوا پھل واپس کرے گا اور مزید اتنا ہی پھل یا اس کی قیمت ادا کرے گا یعنی اسے دوگنا تاوان دینا ہوگا اور اسے تاوان کے ساتھ سزا بھی ہوگی البتہ ایسا پھل جنہیں توڑ کر محفوظ کیا جاتا ہے جو شخص ان میں سے پھل چرائے گا تو اگر اس کی قیمت ڈھال کی قیمت کے برابر ہوگی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر جو پھل اس نے چرایا ہے اس کی قیمت ڈھال کی قیمت سے کم ہے تو پھر اسے دوگنا تاوان دینا ہوگا اور اسے کوڑے بھی مارے جائیں گے۔"

(سنن نسائی جلد سوم صفحہ ۳۵۶ تا ۳۵۷)

مشرک عورتوں سے نکاح کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دو طرح کے مشرکوں سے تھا۔ ایک وہ تھے جو لڑتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے لڑتے تھے اور ایک وہ تھے جو لڑائی نہ کرتے تھے اور ان سے معاہدہ کیا گیا تھا چنانچہ وہ مشرک جو لڑتے تھے اگر ان کی کوئی عورت بھاگ کر دارالسلام آجاتی اور جب تک اسے تین حیض نہ آتے کوئی اسے نکاح کا پیغام نہ دیتا اور جب وہ پاک ہو جاتی تو پھر اس سے نکاح کرنا درست ہوتا اور اگر عورت نے تین حیض کے بعد ابھی نکاح نہ کیا ہوتا اور اس کا شوہر بھی مسلمان ہو کر دارالسلام آجاتا تو وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہی رہتی تھی اور اگر ان مشرکین کی جن کے ساتھ لڑائی تھی ان کی کوئی لونڈی یا

Marfat.com

غلام بھاگ کر دارالسلام آجاتا تھا تو اس لونڈی یا غلام کو آزاد سمجھا جاتا تھا اور پھر اسے مہاجرین کے برابر درجہ دیا جاتا تھا۔ (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث ۲۶۶)

تو نکاح کر لے:

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں بنی اسلم کی ایک عورت کا شوہر اس وقت مرا جب وہ حاملہ تھی اور پھر اس نے اپنے شوہر کی موت کے چالیس دن بعد بچہ جنا۔ پھر ایک شخص نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا مگر اس نے اس پیغام کو رد کر دیا اور کہا جب تک میری عدت پوری نہ ہو گی میں نکاح نہیں کروں گی اور پھر وہ عورت زچگی کے بعد دس دن تک رکی رہی اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"تو نکاح کر لے۔" (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث ۲۹۵)

حلالہ کے متعلق فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے نکاح کیا اور پھر اسے طلاق ہو گئی۔ اس نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرا شوہر مجھ سے صحبت نہیں کرتا اور اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر تو پہلے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے تو اس کے لئے تجھے پہلے اس سے اور اسے تجھ سے نفع اٹھانا ہو گا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث ۲۹۴)

Marfat.com

لعان کے متعلق فیصلہ:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دو لعان کرنے والوں کے متعلق دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں (مرد اور عورت) لعان کرنے والوں کے متعلق فرمایا اللہ عزوجل تم دونوں سے حساب لے گا اور تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے اور پھر مرد سے فرمایا اب تیرا تعلق عورت سے نہیں رہا۔ وہ کہنے لگا میرا مال کہاں گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب تجھے مال کہاں ملے گا؟ اگر تو سچا ہے تو مال اس کا بدلہ ہو گیا جو تو نے اس کی شرمگاہ سے نفع اٹھایا اور اگر تو جھوٹا ہے تب تو تجھے مال بالکل ہی نہیں ملنا چاہیئے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطلاق حدیث ۲۸۸)

اگر ذبح کے لئے چھری نہ ہو:

حضرت رافع رضی اللہ عنہ بن خدیج نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں جن سے ہم ذبح کریں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم کسی ایسی چیز جیسے پتھر یا لکڑی ہو اس سے ذبح کرے اور خون بہائے اور اس پر اللہ عزوجل کا نام لے تو جانور کا کھانا

Marfat.com

حلال ہے اور ناخنوں اور دانت سے ذبح کرنا درست نہیں
کیونکہ یہ تو حبشیوں کی چھریاں ہیں۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث ۴۶۶)

مرغی کے گوشت کے متعلق فیصلہ:

حضرت زہدم بن مضرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمارے قبیلے جرم اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے قبیلے اشعری میں دوستی اور برادری کا تعلق تھا اور ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس مرغی کھانے کے لئے لائی گئی اور وہاں جو لوگ موجود تھے ان میں ایک سرخ رنگت والا شخص بھی تھا۔ وہ شخص بیٹھا رہا اور کھانا نہ کھایا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے کھانے کی دعوت دی اور فرمایا۔

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔"

حضرت زہدم بن مضرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس شخص نے کہا۔

"مجھے مرغی سے گھن آتی ہے اور میں نے اسے پلیدی کھاتے دیکھا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں مرغی نہیں کھاؤں گا۔"

حضرت زہدم بن مضرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا۔

"تو میرے نزدیک آ اور میں تجھے اس کا علاج بتاتا ہوں اور میں اپنے قبیلے کے کئی لوگوں کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت آپ ﷺ غصہ میں تھے اور خیرات کے جانور تقسیم فرما رہے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ

Marfat.com

سے سواری کے اونٹ مانگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی میں تمہیں اونٹ نہیں دوں گا۔ ہم نے عرض کیا ہمارے پاس سواری کے لئے اونٹ نہیں ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ اونٹ لوٹائے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اشعری کہاں ہیں؟ پھر ہمیں بلایا گیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں پانچ اونٹ عطا فرمائے اور وہ بھی عمدہ سفید کوہان والے تھے۔ ہم خاموش رہے اور پھر کچھ دیر بعد میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قسم بھول گئے ہیں اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ یاد نہیں دلائیں گے تو یقیناً ہم بھلائی کو نہیں پائیں گے۔ پھر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قسم کے متعلق بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے دیا ہے اور میں جب کوئی قسم کھالیتا ہوں اور پھر اس سے بہتر کرنا چاہتا ہوں تو کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث ۴۸۲)

گدھوں کے گوشت کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ہر دانت والے درندے کا گوشت ممنوع ہے اور بستی کے گدھوں کا گوشت حرام ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث ۴۹۰)

Marfat.com

دانت والے پرندہ کے متعلق فیصلہ:

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہر دانت والا پرندہ ممنوع ہے۔"

خرگوش کا گوشت حلال ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے مرالظہران میں خرگوش دیکھا اور اس کا پیچھا کیا اور بڑی مشکل سے اسے پکڑا۔ پھر ہم اسے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور انہوں نے اسے ذبح کیا اور ہم نے اس کا سرین یا رانیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجیں آپ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث ۴۹۸)

گھی میں چوہا گرنے کے متعلق فیصلہ:

ام المومنین حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ گھی میں چوہا گر گیا اور مر گیا۔ ہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

"ایسا کرو چوہے کو اور اس کے اردگرد والے گھی کو پھینک دو اور باقی گھی تم استعمال کرلو۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الذبائح حدیث ۵۰۱)

جو شراب نشہ لائے وہ حرام ہے:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ

Marfat.com

سے پوچھا گیا شراب کا پینا کیسا ہے اور یمن والے شراب پیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"جو شراب نشہ لائے وہ حرام ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاشربہ حدیث ۵۴۷)

دودھ میں پانی ملانا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پیتے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ میرے گھر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے میں نے ایک بکری کا دودھ دوہا اور پھر اس میں کنوئیں کا پانی ملایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دودھ نوش فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں جانب بیٹھے تھے جبکہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب بیٹھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دودھ اعرابی کو دیا اور فرمایا۔

"دائیں جانب والے کو پہلے دینا چاہئے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الاشربہ حدیث ۵۷۲)

حاملہ کے پیٹ پر پتھر مارنے کا فیصلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ہذل کی دو عورتوں کے جھگڑے کا فیصلہ کیا اور وہ دونوں آپس میں لڑی تھیں اور ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا اور وہ حاملہ تھی اس کا بچہ پیٹ میں مر گیا۔ وہ اپنا جھگڑا لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ بچہ کی دیت میں ایک بردہ دے غلام یا لونڈی۔ یہ سن کر مارنے والی عورت رونے لگی اور اس کے شوہر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

Marfat.com

"یارسول اللہ ﷺ میں اس کا تاوان دوں جس نے نہ کھایا
اور نہ پیا اور نہ بولا اور نہ ہی چلا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی بات سنی تو فرمایا۔

"تو مجھے کاہن کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث ۷۱۰)

اگر کھانے میں مکھی گر جائے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے اچھی طرح ڈبو کر پھر پھینک دو کیونکہ اس کے ایک پر میں زہر ہے اور دوسرے پر میں شفاء ہے اور وہ پہلے اپنے زہر والا پر ڈبوتی ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب الطب حدیث ۷۳۰)

زوجین کے جھگڑے کا فیصلہ:

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور پھر اس عورت نے عبدالرحمن بن بیر قرظی رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی۔ پھر وہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں سبز اوڑھنی اوڑھے حاضر ہوئی اور اپنے بدن پر پڑے ہوئے نیل دکھائے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم اپنے شوہر کی شکایت مجھ سے کرتی ہو وہ بھی سبز اوڑھنی اوڑھے ہوئے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا اور کہا کہ اس کا بدن اس کی اوڑھنی سے زیادہ سبز لگ رہا تھا اور میں نے مسلمان عورتوں کو جو تکلیف پاتے دیکھا

Marfat.com

ایسا کسی اور کو نہیں دیکھا۔

راوی کہتے ہیں اس عورت کے شوہر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ اس کی شکایت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی گئی ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس دو بچے بھی تھے جو دوسری عورت سے تھے۔ اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اللہ کی قسم کھاتی ہوں اس میں میرا کچھ قصور نہیں ہے اور بات یہ ہے کہ اس کے پاس جو ہے وہ اس کپڑے کے پہننے سے زیادہ زوردار نہیں۔"

راوی کہتے ہیں پھر اس نے اپنے کپڑے کا حاشیہ لے کر بتایا۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ جھوٹی ہے اور میں جماع کے وقت اسے چمڑے کی مانند ادھیڑ کر رکھ دیتا ہوں مگر یہ اپنے پہلے شوہر رفاعہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانا چاہتی ہے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فریقین کی باتیں سنیں تو اس عورت سے فرمایا۔

"اگر ایسی بات ہے تو رفاعہ رضی اللہ عنہ تیرے لئے حلال نہیں۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے پاس دو بچے دیکھے تو ان سے پوچھا کیا یہ بچے تمہارے ہیں؟ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ میرے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا۔

"کیا عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) نامرد ہے۔ اللہ کی قسم! یہ بچے تو اس سے شکل وصورت میں یوں مشابہ ہیں جیسے ایک کوا دوسرے

Marfat.com

کوے سے مشابہ ہوتا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب لباس حدیث ۷۷۲)

تیرے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟:

حضرت سہل بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم یا حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا میں سے کوئی عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی جان آپ ﷺ کو بخش دی۔"

حضرت سہل بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر وہ کھڑی رہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھ کر سر جھکا لیا اور جب کافی دیر یونہی گزر گئی تو ایک شخص نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ انہیں نہیں چاہتے تو ان کا نکاح مجھ سے کر دیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"تیرے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟"

حضرت سہل بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس شخص نے عرض کیا میرے پاس مہر دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"دیکھ اور جا کچھ بھی لے خواہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔"

حضرت سہل بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ شخص گیا اور کچھ دیر بعد آیا اور اسے لوہے کی انگوٹھی بھی نہ مل سکی اور وہ صرف تہبند باندھے ہوئے تھا اور چادر بھی اس کے پاس نہ تھی۔ اس شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں یوں

Marfat.com

عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنا تہبند مہر میں دیتا ہوں۔"

حضرت سہل بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بات سنی تو فرمایا۔

"واہ خوب! اگر وہ عورت باندھے گی تو کیا تو ننگا پھرے گا اور اگر تو اپنا تہبند خود ہی باندھے گا تو اس کے پاس کیا ہوگا؟"

حضرت سہل بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر وہ شخص ایک کونے میں چلا گیا اور خاموش ہو کر بیٹھا رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اسے یوں مایوس دیکھا تو اسے بلایا اور پوچھا۔

"تجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں؟"

حضرت سہل بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس شخص نے عرض کیا مجھے کئی سورتیں یاد ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میں نے ان سورتوں کے عوض اس عورت کو تیرے نکاح میں دے دیا۔"

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب لباس حدیث ۸۱۷)

سیاہ فام غلام سفید فام عربوں کا سردار:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ قریباً سات برس کی عمر میں اپنے والدین سے جدا ہو گئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو غلام بنا لیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو عکاظ میں فروخت کر دیا گیا اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام نے آپ رضی اللہ عنہ کو چار سو درہم میں خریدا اور اپنی پھوپھی کو دے دیا۔ جب ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے آئیں

Marfat.com

اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے والد جو کہ شاعر تھے اور بنی کلب کے امراء میں شمار ہوتے تھے وہ اپنے بھائی کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں مکہ مکرمہ پہنچے اور انہیں علم ہوا کہ ان کا بیٹا حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا۔

"اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے فرزند! تم اپنی قوم کے سردار ہو اور تم قیدیوں کو قید سے آزاد کرواتے ہو اور بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہو میں تمہارے پاس اپنے بیٹے کو واپس لینے آیا ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"میں زید (رضی اللہ عنہ) کو بلاتا ہوں اور اسے اختیار ہے کہ وہ اگر آپ کے ساتھ جانا چاہے تو چلا جائے اور اگر اس نے آپ کو اختیار کیا تو اسے اجازت ہوگی اور اگر اس نے مجھے اختیار کیا تو پھر کوئی زبردستی نہیں کرے گا۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

"کس کے ساتھ رہنا چاہتے ہو؟"

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنا پسند کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر دیا اور اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا اور یوں آپ رضی اللہ عنہ کو زید رضی اللہ عنہ بن محمد ﷺ کہا جانے لگا اور عرب میں یہ مشہور ہو گیا آپ رضی اللہ عنہ کو سیاہ فام غلام سے سفید فام عربوں کا سردار بنا دیا گیا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد دوم صفحہ ۳۰۵ تا ۳۰۶)

Marfat.com

قرآن مجید کو ہر ایک پر ترجیح ہے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر بنی مالک بن نجار کا علم حضرت عمارہ ابن حزم رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری کوئی شکایت پہنچی ہے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کو ہر ایک پر ترجیح حاصل ہے اور زید (رضی اللہ عنہ) تم سے زیادہ قرآن کو جاننے والا ہے۔"

(اسد الغابہ جلد چہارم صفحہ ۸۲۴)

اللہ کی آیات سے دل لگی کرنے والا:

ایک شخص نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کی اور کہا کہ تم بزدل ہو اور جب تم سے سوال کیا جاتا ہے تو بخیل بن جاتے ہو اور جب تم کھاتے ہو تو بڑے بڑے لقمے کھاتے ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی باتوں پر خاموشی اختیار کی۔ اس بات کا علم کسی طرح سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ہو گیا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اللہ عزوجل اس کی مغفرت فرمائے اور کیا اگر ہم جو کچھ بھی سنیں گے اس پر جھگڑا کریں گے؟"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اس شخص کے پاس گئے اور سے گریبان سے پکڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس سے اس

Marfat.com

معاملہ میں پوچھا تو وہ کہنے لگا۔

"میں تو یونہی مذاق کر رہا تھا۔"

اس موقع پر اللہ عزوجل نے سورۃ توبہ کی آیت نازل فرمائی جس میں اللہ عزوجل نے فرمایا۔

"اور اگر تم ان سے پوچھو گے تو یہ کہیں گے ہم تو ایسے ہی بات کرتے تھے اور دل لگی کرتے تھے اور کیا تم اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دل لگی کرتے ہو؟"

(حلیۃ الاولیاء جلد اوّل حدیث ۶۸۳)

اس پر لعنت نہ کر:

عبداللہ نام کا ایک شخص جو حمار کے لقب سے معروف تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور تفریح طبع کے لئے باتیں سناتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی باتوں سے لطف اندوز ہوتے تھے مگر اس میں ایک بری عادت یہ تھی کہ وہ شراب نوشی کیا کرتے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے پر اس پر حد بھی جاری فرمائی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ وہ پھر شراب پی کر نشہ کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پھر حد جاری کر دی اور تازیانے لگانے کا حکم دیا ہے چنانچہ اسے کوڑے مارے گئے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا۔

"اللہ عزوجل کی لعنت ہو ایسے شخص پر جو نجانے شراب نوشی کے جرم میں کتنی مرتبہ سزا پا چکا ہے مگر پھر بھی باز نہیں آتا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا کلام سنا تو فرمایا۔

"اے فلاں! اس پر لعنت نہ کر اللہ عزوجل کی قسم! میں اچھی طرح جانتا ہوں اسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی

Marfat.com

محبت ہے؟'' (صحیح بخاری جلد پنجم صفحہ ۶۵۲)

کشمش کی نبیذ:

عبداللہ بن الدیمی فرماتے ہیں میرے باپ نے بتایا کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے ہیں ہم کون ہیں اور کس کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تم اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ہو۔''

انہوں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے ہاں انگور بکثرت ہوتے ہیں اور ہم انہیں کیسے استعمال کریں اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری رہنمائی فرمائیں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''اس کی کشمش بنالیا کرو۔''

انہون نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اتنی وافر کشمش ہمارے کس کام آئے گی؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تم صبح اس کی نبیذ ڈال لیا کرو اور رات کو اسے پی لیا کرو پھر رات میں انہیں پانی میں بھگوؤ اور صبح کو نوش کرو البتہ غور سے

Marfat.com

سنو کہ انہیں مشکیزوں میں بھگونا اور انہیں بڑے بڑے مٹکوں میں بھگونا تمہارے لئے جائز نہیں کیونکہ ان کے نچوڑنے میں اگر دیر ہو جائے تو یہ سرکہ میں بدل جائے گی۔"

(سنن نسائی جلد سوم صفحہ ۵۴۳)

دوزخیوں کا پسینہ:

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یمن سے ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ ہم یمن کے قرب و جوار میں رہتے ہیں اور ایک قسم کی شراب کشید کرتے ہیں جسے ہم مزر کہتے ہیں اور ہم اسے پیتے ہیں اس کے متعلق آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"کیا اس شراب سے نشہ ہوتا ہے؟"

اس شخص نے عرض کیا۔

"جی ہاں!"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"تو سن لو اللہ عزوجل کا فرمان ہے جو شخص نشہ آور مشروب استعمال کرے تو اسے قیامت میں طینۃ الجنال پلایا جائے گا۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ یہ طنیۃ الجنال کیا ہے؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

"یہ دوزخیوں کا پسینہ ہے اور ان کے زخموں کی پیپ ہے۔"

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۱۸۰)

باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے والے کے متعلق فیصلہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نے اپنے ماموں حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ایک نشان اٹھائے تیز تیز چلے جارہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک ایسے شخص کی جانب بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی منکوحہ سے شادی کرلی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جاتے ہی اس کا سر قلم کر دوں اور کٹا ہوا سر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر آؤں۔"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے ماموں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے عین مطابق کیا اور اس کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۷۹)

یہ دوہرے جرم کی مرتکب ہوئی تھی:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک نابینا شخص تھا اس کی ایک لونڈی تھی جس سے اس کے دو بچے تھے۔ جب بھی اس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی اور اس نابینا شخص کی ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود اس فعل بد سے باز نہ آتی تھی۔ ایک رات جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اس کے سامنے ہوا تو اس نے پھر طعن و تشنیع کی۔ وہ نابینا شخص آپے سے باہر ہوگیا اور اس نے اس لونڈی کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا جس سے وہ مرگئی۔ صبح ہوئی تو

Marfat.com

لوگوں نے اس لونڈی کو مردہ پایا تو اس کا ذکر آپ ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں اس شخص کو قسم دیتا ہوں کہ جس پر میرا حق ہے کہ وہ شخص جس نے اس لونڈی کو قتل کیا وہ خود اقرار کر لے۔"

نابینا شخص نے جب حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا تو وہ گرتا پڑتا خوف سے کانپتا ہوا آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! یہ قتل میں نے کیا ہے اور یہ میری لونڈی تھی اور مجھے اس سے محبت تھی اور یہ بھی مجھ سے لطف و عنایت سے پیش آتی تھی۔ میرے اس لونڈی سے دو بچے ہیں جو بالکل موتیوں کی مانند ہیں مگر اس لونڈی کی ایک بری عادت یہ تھی کہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر آتا تو یہ آپ ﷺ پر طعن و تشنیع کیا کرتی تھی۔ میں نے اسے بہت سمجھایا مگر وہ اپنے اس فعل بد سے باز نہ آئی اور پھر گذشتہ رات جب اس نے پھر آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو میں برداشت نہ کر سکا اور میں نے تکلا اٹھا کر اس کے پیٹ پر رکھا اور اس زور سے دبا دیا کہ اس کی موت ہو گئی۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی بات سنی تو فرمایا۔

"اے لوگو! تم گواہ رہو اس لونڈی کا خون ہدر ہے یعنی اس کے خون کا کچھ قصاص نہیں ہے کیونکہ یہ دوہرے جرم کی مرتکب ہوئی تھی۔" (سنن نسائی جلد سوم صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹)

Marfat.com

کیا تیری رائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر ہے؟:

روایات میں آتا ہے کہ ایک شخص نے حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا۔

"سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) جہنمی ہیں۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تجھے کیسے معلوم ہوا؟"

اس نے کہا۔

"انہوں نے نئی بات ایجاد کی۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اگر تیری کوئی بیٹی ہو تو کیا تو اس کی شادی بغیر مشورہ کئے ہوئے کرے گا؟"

اس نے کہا۔

"ہرگز نہیں۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تو کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ جو انہوں نے اپنی دو بیٹیوں کے بارے میں کیا میری بات سے بہتر ہے اور تو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات بھی بتا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کا ارادہ فرماتے تھے تو اللہ عزوجل سے رجوع کرتے تھے یا نہیں؟"

اس شخص نے کہا۔

Marfat.com

"حضور نبی کریم ﷺ رجوع کرتے تھے۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"کیا اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کو خیر کی رائے دی یا نہیں؟"

اس نے کہا۔

"بلاشبہ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کو خیر کی رائے دی۔"

حیدرِ کرار حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تو پھر تو مجھے بتا کیا اللہ عزوجل کی رائے حضور نبی کریم ﷺ کی دونوں بیٹیوں کی شادی کے معاملے میں درست نہ تھی اور اگر تو نے دوبارہ سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی تو میں تیری گردن اڑا دوں گا۔"

اولاد میں تقسیم میں مساوات کا لحاظ رکھو:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میرے والد نے مجھے کچھ ہبہ کیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے اور عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! گواہ رہیے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا۔

"کیا تم نے اپنی باقی اولاد کو بھی ایسے ہی دیا ہے؟"

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میرے والد نے عرض کیا نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

"کیا تم نہیں چاہتے کہ تمہارے تمام بیٹے نیک ہوں جیسے تم
اپنے اس بیٹے کو دیکھنا چاہتے ہو؟"

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میرے والد نے عرض کیا کیوں نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"پھر میں گواہ نہیں ہوتا اور تم برابر کرو اپنی اولاد کو دینے میں۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الہبات صفحہ ۲۴۷)

صدقہ لوٹانا کیسا ہے؟:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک گھوڑا راہِ خدا میں دیا اور پھر میں نے اس گھوڑے کو اس حال میں دیکھا کہ وہ انتہائی کمزور ہو چکا تھا اور وہ شخص اس کے کھانے کا خیال نہیں رکھتا تھا۔ میں نے چاہا کہ میں اس گھوڑے کو دوبارہ خرید لوں اور میں نے اس کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"تم اسے دوبارہ مت خریدو خواہ ایک درہم میں ملے کیونکہ اس
کی مثال صدقے کو لوٹانے کی سی ہے اور صدقہ لوٹانا ایسا ہے
جیسے کوئی کتا قے کرے اور پھر اسے کھالے۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الہبات صفحہ ۲۴۳)

عمریٰ کرنے والے نے حق کھو دیا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"عمریٰ کرنے والا یعنی کوئی بھی چیز یہ کہہ کر دینے والا کہ یہ

Marfat.com

میں نے تجھے تمام زندگی بھر کے لئے دی اور پھر یہ تیرے
ورثاء کی ہوگی تو اس نے اپنا حق کھو دیا۔"

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الہبات صفحہ ۲۴۹)

مال کی وصیت کے متعلق فیصلہ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے میری عیادت کی اور میں ایسے درد میں مبتلا تھا گویا موت کے قریب تھا۔ میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ مجھے جیسا درد ہے اس کے متعلق آپ ﷺ جانتے ہیں اور میں صاحب مال ہوں اور میرا وارث ماسوائے ایک بیٹی کے کوئی نہیں ہے تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"نہیں۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"تو پھر کیا آدھا مال صدقہ کر دوں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"نہیں۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"تو پھر کیا ایک تہائی مال صدقہ کر دوں؟"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ہاں! اور یہ بھی زیادہ ہے اور بہتر یہ ہے کہ تو اپنے ورثاء کے

Marfat.com

لئے چھوڑ جائے تاکہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں اور تو جو خرچ کرے گا اللہ عزوجل کی رضا کے لئے تجھے اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ اس لقمے پر بھی ثواب ملے گا جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا۔"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں پیچھے رہ جاؤں گا اپنے اصحاب کے؟"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر تو پیچھے رہے گا یعنی زندہ رہے گا اور پھر ایسا عمل کرے گا جس سے اللہ عزوجل کی خوشی منظور ہو تو تیرا درجہ بلند ہوگا اور بلند ہوگا اور شاید تو زندہ رہے یہاں تک کہ نفع اٹھائیں تجھ سے بعض لوگ اور نقصان اٹھائیں بعض لوگ۔"

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا دیتے ہوئے فرمایا۔

"اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت پوری کر دے اور ان کو واپس نہ پھیر ان کی ایڑیوں پر۔"

راوی کہتے ہیں اس سے مراد یہ تھی کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بخیر و عافیت حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ واپس لوٹ جائیں اور حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کا وصال حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی وفات کا بھی بہت زیادہ رنج تھا۔

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الوصیت صفحہ ۲۵۲ تا ۲۵۳)

Marfat.com

قسم کے متعلق فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میرے والد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھا وہ چند سواروں میں اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا۔

"خبردار! تم اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ اور جب تم میں سے کوئی قسم کھانے لگے تو وہ اللہ عزوجل کی قسم کھائے یا پھر وہ خاموش رہے۔" (صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الایمان صفحہ ۲۷۱)

انصار کے متعلق فیصلہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فتح مکہ کے وقت جب حضور نبی کریم ﷺ نے لوٹ کا مال قریش میں تقسیم فرما دیا تو انصار کے بعض نوجوان کہنے لگے۔

"اللہ کی قسم! یہ تو بڑی حیرانگی کی بات ہے اور ابھی تک تو ہماری تلواریں قریش کے لئے اٹھتی تھیں اور ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور لوٹ کا مال جس کے حقدار ہم تھے وہ قریش میں تقسیم کر دیا گیا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے انصار کو بلایا اور ان سے اس معاملہ میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! جو بات آپ ﷺ تک پہنچی ہے وہ سچ ہے۔"

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی بات سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"اے انصار! تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ تو مال لوٹیں اور اسے اپنے گھر لے جائیں جبکہ تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر لے جاؤ اور اگر تم کسی نالے یا گھاٹی میں بھی گھسو گے تو میں بھی اسی نالے یا گھاٹی میں تمہارے پیچھے گھس جاؤں گا۔" (صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۹۶۶)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"انصار سے وہی دوستی رکھے گا جو مومن ہو گا اور انصار سے وہی دشمنی رکھے گا جو منافق ہو گا اور جو کوئی انصار سے محبت کرے گا اللہ عزوجل اس سے محبت کرے گا اور جو کوئی انصار سے دشمنی مول لے گا اللہ عزوجل بھی اس سے دشمنی مول لے گا۔"

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب حدیث ۹۷۱)

Marfat.com

حقوقِ انسانی اور عدلِ اسلامی کے حسین چہرے کا جھومر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے

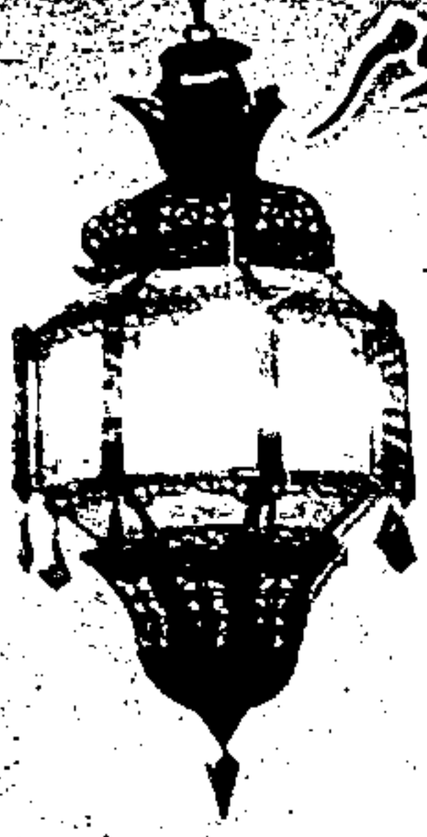

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ صویا ٹاؤن لاہور

اسلام بکڈپو

042-37112941

Marfat.com